24
تفہیم السنۃ
حقوق رحمۃ للعالمین
ایمان لانا
اتباع کرنا
محبت کرنا
دفاع کرنا
دین کی نصرت کرنا
ادب کرنا
درود بھیجنا
اہل بیت اور صحابہ کرام سے محبت کرنا
جفا کرنے سے اجتناب
حقوق
رحمۃ للعالمین ﷺ
محمد اقبال کیلانی
www.KitaboSunnat.com
حدیث پبلیکیشنز
2- شیش محل روڈ، لاہور، پاکستان

تفہیم السنۃ
24

کتاب حقوق رحمۃ للعالمین ﷺ

محمد اقبال کیلانی

حدیث پبلیکیشنز
2- شیش محل روڈ، لاہور، پاکستان

نام کتاب : حقوق رحمۃ للعالمین

مؤلف : محمد اقبال کیلانی بن مولانا حافظ محمد ادریس کیلانی رحمہ اللہ

اہتمام : خالد محمود کیلانی

طابع : ریاض احمد کیلانی

کمپوزنگ : ہارون الرشید کیلانی

ناشر : حدیث پبلیکیشنز

قیمت : [illegible]/= روپے

ملنے کا پتہ

مینجر حدیث پبلیکیشنز

2۔ شیش محل روڈ ◉ لاہور ◉ پاکستان

☎ 042-7232808 - 0300-4903927

E-Mail : hadithpublications@yahoo.com
harunkailani@hotmail.com

فہرست

نمبر شمار	اَسْمَاءُ الْاَبْوَاب	نام ابواب	صفحہ نمبر
1	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	8
2	اَلْحَقُّ الْاَوَّلُ......اَلْاِيْمَانُ بِهٖ ﷺ	پہلا حق......آپ ﷺ پر ایمان لانا	81
3	اَلْحَقُّ الثَّانِيْ......اِتِّبَاعُهٗ ﷺ	دوسرا حق......آپ ﷺ کی اتباع کرنا	92
4	اَلْحَقُّ الثَّالِثُ......مُحَبَّتُهٗ ﷺ	تیسرا حق......آپ ﷺ سے محبت کرنا	105
5	اَلْحَقُّ الرَّابِعُ......اَلذَّبُّ عَنْهُ ﷺ	چوتھا حق......آپ ﷺ کا دفاع کرنا	122
6	اَلْحَقُّ الْخَامِسُ......اَلنَّصْرُ لِدِيْنِهٖ ﷺ	پانچواں حق......آپ ﷺ کے دین کی نصرت کرنا	136
7	اَلْحَقُّ السَّادِسُ......تَوْقِيْرُهٗ ﷺ	چھٹا حق......آپ ﷺ کا ادب کرنا	144
8	اَلْحَقُّ السَّابِعُ......اَلصَّلَاةُ عَلَيْهِ ﷺ	ساتواں حق...... آپ ﷺ پر درود شریف بھیجنا	160
9	اَلْحَقُّ الثَّامِنُ......مُوَالَاةُ اَوْلِيَائِهٖ وَ بُغْضُ اَعْدَائِهٖ ﷺ	آٹھواں حق......آپ ﷺ کے دوستوں سے دوستی کرنا اور آپ ﷺ کے دشمنوں سے دشمنی رکھنا	166
10	اَلْحَقُّ التَّاسِعُ......مُحَبَّةُ اَهْلِ بَيْتِهٖ وَ صَحَابَتِهٖ ﷺ	نواں حق......آپ ﷺ کے اہل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کرنا	179
11	اَلْحَقُّ الْعَاشِرُ......اِجْتِنَابُ عَنِ الْجَفَاءِ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ	دسواں حق......آپ ﷺ سے جفا نہ کرنا	186
12	عُقُوْبَةُ مَنْ اَهَانَهٗ ﷺ	آپ ﷺ کی توہین کرنے والے کی سزا	189

❋ ❋ ❋

فَلاَ وَ رَبِّکَ لاَ یُؤْمِنُوْنَ !

تیرے رب کی قسم ! وہ لوگ مومن نہیں

ہر طرح کی حمد و ثناء صرف اس ذات پاک کے لئے جس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں، جو ہمارا خالق اور رازق ہے، جو حی اور قیوم ہے، جو علیم و خبیر ہے، جو سمیع و بصیر ہے جس نے حضرت محمد بن عبداللہ ﷺ کو مطاع بنا کر مبعوث فرمایا۔

بے حد و حساب صلوٰۃ و سلام سید المرسلین، رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین حضرت محمد بن عبداللہ ﷺ پر جنہوں نے گالیاں سنیں، طعنے سہے، پتھر کھائے لیکن حق رسالت ادا کیا، جنہیں عمر بھر اپنی امت کی مغفرت اور بخشش کی فکر لاحق رہی، جو رات کی تنہائیوں میں آنسو بہا کر اپنی امت کے لئے جنت کی بھیک مانگتے رہے، جو روز قیامت بار بار اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہو کر اپنی امت کی شفاعت کے لئے دعا فرمائیں گے۔

پس .... ہم پر فرض ہے کہ :

❁ آپ ﷺ پر ایمان لائیں ❁ آپ ﷺ کی اطاعت اور پیروی کریں ❁ آپ ﷺ سے محبت کریں ❁ آپ ﷺ کا ادب کریں ❁ آپ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام بھیجیں ❁ آپ ﷺ کی عزت کا دفاع کریں ❁ آپ ﷺ کے دین کی نصرت کریں ❁ آپ ﷺ کے اہل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کریں ❁ آپ ﷺ کے دوستوں سے دوستی اور دشمنوں سے دشمنی کریں اور ❁ آپ ﷺ سے جفا نہ کریں۔

لیکن.............!

❁ اے ہوش وگوش رکھنے والو !

❁ اے بصیرت اور بصارت رکھنے والو !

❁ اور اے عقل وخرد سے کام لینے والو !

ذرا غور کرو :

❁ وہ ایمان جو آپ ﷺ کی اطاعت نہ سکھائے کس کام کا؟

❁ وہ محبت جو آپ ﷺ کی سنت مطہرہ پر چلنا نہ سکھائے کس کام کی؟

❁ وہ ادب جو آپ ﷺ کی احادیث مبارکہ کے سامنے سر تسلیم خم کرنا نہ سکھائے کس کام کا؟

- وہ صلوٰۃ وسلام جو آپ ﷺ کی پیروی کا جذبہ پیدا نہ کرے کس کام کا؟
- وہ دوستی جو آپ ﷺ کے نقش قدم پر چلنے کا سلیقہ نہ سکھائے کس کام کی؟
- دین کا علم سربلند رکھنے کی دُھن جو آپ ﷺ کے اُسوہ حسنہ پر نہ چلائے کس کام کی؟
- آپ ﷺ کی عزت اور ناموس پر مر مٹنے کا جذبہ جو آپ ﷺ کی اتباع نہ سکھائے کس کام کا؟
- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا وہ احترام، جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسا اطاعت گزار اور فرمانبردار نہ بنائے کس کام کا؟

گویا.......... آپ ﷺ کے تمام حقوق کا حاصل تو بس ایک ہی ہے

آپ ﷺ کی مکمل اطاعت اور فرماں برداری !

تو پھر..............!

جو لوگ حیلوں بہانوں سے جانتے بوجھتے آپ ﷺ کے فرامین اور فیصلوں کو پس پشت ڈالیں یا تاویلات اور توجیہات کے ذریعے جانتے بوجھتے آپ ﷺ کی سنت مطہرہ سے انحراف کریں..........

اللہ کی قسم وہ مومن نہیں!

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِىْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝﴾ (65:4)

''تیرے رب کی قسم! لوگ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک وہ اپنے باہمی اختلافات میں تم کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں، پھر جو بھی فیصلہ تم کرو اس پر اپنے دلوں میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں بلکہ اسے سر بسر تسلیم کر لیں۔'' (سورہ النساء، آیت 65)

وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ

اَمَّا بَعْدُ !

قریشی سردار عبدالمطلب کے ہاں دس بیٹے پیدا ہوئے تو انہوں نے اپنی نذر کے مطابق ان میں سے ایک بیٹے کو قربان کرنے کے لئے قرعہ ڈالا جو عبداللہ کے نام نکلا۔ خاندان والوں نے عبداللہ کی جان بچانے کے لئے غور وفکر کیا تو ایک نجومی خاتون نے اس کا یہ حل بتایا کہ عبداللہ اور دس اونٹوں کے درمیان قرعہ ڈالیں اگر قرعہ عبداللہ کے نام نکلے تو دس اونٹوں کا اضافہ کر کے پھر قرعہ ڈالیں حتیٰ کہ قرعہ اونٹوں کے نام نکل آئے۔ اونٹوں کی تعداد جب سو ہو گئی تو قرعہ عبداللہ کے بجائے اونٹوں کے نام نکلا، چنانچہ عبداللہ کے بجائے سو اونٹ قربان کر دیئے گئے۔ [1] آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے میں دو ذبیح کی اولاد ہوں یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت عبداللہ کی۔

آپ ﷺ کی ولادت باسعادت (عام الفیل 1 ولادت):

عبداللہ بن عبدالمطلب کے ہاں 9 ربیع الاول عام الفیل، بروز سوموار بوقت صبح آپ ﷺ کی پیدائش ہوئی۔ پیدائش سے صرف دو ماہ قبل آپ ﷺ کے والد عبداللہ 25 سال کی عمر میں شام سے مکہ واپس آتے ہوئے یثرب کے مقام پر فوت ہو چکے تھے، لہٰذا دادا عبدالمطلب نے آپ ﷺ کا

[1] یاد رہے کہ اس واقعہ سے قبل دیت کی مقدار دس اونٹ تھی لیکن اس واقعہ کے بعد دیت کی مقدار سو اونٹ مقرر کر دی گئی۔ اسلام نے بھی اس مقدار کو برقرار رکھا۔

نام ''محمد'' رکھا۔ اچھی پرورش کے لئے آپ ﷺ کو قبیلہ بنو سعد بن بکر کی خاتون حلیمہ بنت زویب کے حوالے کیا۔ پانچویں یا چھٹے سال شق صدر کا واقعہ پیش آیا تو حلیمہ سعدیہ کسی غیر متوقع خطرے سے بچنے کے لئے حضرت محمد ﷺ کو فوراً مکہ واپس لے آئیں اور انہیں ان کی والدہ سیدہ آمنہ کے حوالے کر دیا۔

سیدہ آمنہ کی وفات (6 ولادت):

ولادت کے چھٹے سال سیدہ آمنہ اپنے یتیم بچے حضرت محمد ﷺ اور اپنی خادمہ ام ایمن (عبداللہ بن عبدالمطلب کی حبشی لونڈی جن کا اصل نام برکت تھا) کو ساتھ لے کر اپنے شوہر کی قبر کی زیارت کے لئے یثرب گئیں، واپسی پر ابواء کے مقام پر سیدہ آمنہ بھی آپ ﷺ کو داغ مفارقت دے گئیں۔ عبدالمطلب اپنے پوتے کو لے کر مکہ واپس آگئے۔

عبدالمطلب کی وفات (8 ولادت):

والد اور والدہ کی وفات نے قدرتی طور پر آپ کے دادا عبدالمطلب کو آپ کے لئے بہت مہربان بنا دیا، لیکن صرف دو سال بعد یعنی 8 سال دو مہینے اور دس دن کی عمر میں عبدالمطلب بھی رحلت کر گئے اور وصیت کے مطابق ابو طالب آپ ﷺ کے کفیل بنے۔

ابو طالب کی کفالت (8 تا 48 ولادت):

جناب ابو طالب نے مسلسل چالیس سال آپ ﷺ کی اس طرح کفالت فرمائی کہ کفالت کا واقعی حق ادا کر دیا۔ ہر طرح کے نشیب و فراز اور سرد و گرم حالات میں آپ ﷺ کا مکمل ساتھ دیا۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی (25 ولادت):

مکہ میں کچھ عرصہ آپ ﷺ بکریاں چراتے رہے پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی پیشکش پر تجارت کے

لئے شام تشریف لے گئے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے تجارت میں آپ کی امانت اور خیر و برکت دیکھ کر نکاح کا پیغام بھجوا دیا جسے آپ ﷺ نے قبول فرما لیا۔ آپ ﷺ نے مہر میں 20 اونٹ دیئے۔ اس وقت رسول اکرم ﷺ کی عمر مبارک 25 سال اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر 40 سال تھی۔

حجر اسود کی تنصیب (35 ولادت):

قریش مکہ نے بیت اللہ شریف کی خستہ حال عمارت کو نئے سرے سے تعمیر کرنا شروع کیا تو حجر اسود کی تنصیب پر جھگڑا کھڑا ہو گیا کہ یہ شرف کون حاصل کرے؟ خون خرابہ تک نوبت پہنچ گئی بالآ خر ابوامیہ مخزومی نے یہ تجویز پیش کی کہ صبح سب سے پہلے جو شخص مسجد حرام کے دروازے سے داخل ہو وہ اس جھگڑے کا فیصلہ کرے۔ تجویز قبول کر لی گئی۔ اس وقت تک آپ ﷺ اپنی شرافت، امانت اور سچائی کی وجہ سے اہل مکہ میں صادق اور امین کے لقب سے مشہور ہو چکے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا کرنا یہ ہوا کہ اس تجویز کے بعد سب سے پہلے مسجد حرام کے دروازہ سے آپ ﷺ تشریف لائے۔ سارے سردار بیک زبان پکار اٹھے "صادق اور امین آ گئے۔" آپ ﷺ نے حجر اسود کو ایک چادر پر رکھنے کا حکم دیا، پھر تمام قبائل کے سرداروں کو چادر اٹھانے کا حکم دیا۔ مطلوبہ بلندی پر پہنچنے کے بعد اپنے دست مبارک سے پتھر اٹھا کر اس کی مقررہ جگہ پر رکھ دیا اور یوں آپ ﷺ کی دانائی اور فراست سے بہت بڑا خطرہ ٹل گیا۔

غارِ حرا میں عبادت (37 تا 40 ولادت):

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ تنہائی پسند ہو گئے۔ بعثت مبارک سے کم و بیش تین سال قبل آپ ﷺ نے غارِ حرا میں جانا شروع کر دیا جہاں آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کا ذکر فرماتے اور امور کائنات پر غور و فکر فرماتے۔ بعثت مبارک سے 6 ماہ قبل آپ ﷺ کو خواب میں ایسے واقعات نظر آنے لگے جو دن کے وقت آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے۔ یعنی سلسلہ نبوت کی ابتداء سچے خوابوں سے ہوئی۔

وحی کی ابتداء (40 ولادت):

قمری حساب سے جب آپ ﷺ کی عمر مبارک چالیس سال چھ ماہ بارہ دن ہو گئی تب پہلی بار حضرت

جبریل علیہ السلام 21 رمضان المبارک، بروز سوموار، [1] سورۃ العلق کی پہلی پانچ آیات کے ساتھ غار حراء میں تشریف لائے۔ آپ ﷺ خوفزدہ ہو کر گھر پہنچے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو اطمینان دلایا اور اپنے عمر رسیدہ چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ ورقہ نے آپ ﷺ کو نبوت کی بشارت دی اور کہا "قوم آپ کو یہاں سے نکال دے گی۔" اور ساتھ یہ بھی کہا "اگر میں نے تمہارا زمانہ پایا تو تمہاری ہر طرح سے مدد کروں گا۔" لیکن ورقہ جلد ہی اس کے بعد فوت ہو گئے۔

فترۃ الوحی:

پہلی وحی کے بعد آپ ﷺ پر خوف کی جو کیفیت طاری ہوئی اسے زائل کرنے کے لئے نیز آپ ﷺ میں وحی کی آمد کا شوق پیدا کرنے کے لئے چند دنوں تک وحی کا سلسلہ بند کر دیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ بندش وحی کی کل مدت دس یوم تھی۔ (واللہ اعلم) بندش وحی کی اس مدت کو "فترۃ الوحی" کہا جاتا ہے۔

دوسری وحی:

فترۃ الوحی کے بعد دوسری وحی کا آغاز یوں ہوا کہ ایک روز آپ مکہ کے محلّہ اجیاد کے بازار میں جارہے تھے کہ راستے میں اچانک ایک آواز سنی، سر اٹھا کر دیکھا تو زمین و آسمان کے درمیان حضرت جبریل علیہ السلام کو ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے دیکھا۔ یہ دیکھ کر آپ ﷺ سخت خوفزدہ ہو گئے۔ گھر تشریف لائے اور فرمایا "مجھے چادر اوڑھاؤ، مجھے چادر اوڑھاؤ" جس پر سورہ مدثر کی پہلی سات آیات مبارکہ نازل ہوئیں۔ اس کے بعد وحی کے نزول کا سلسلہ لگاتار شروع ہو گیا۔

تین سالہ خفیہ دعوت کا دور (1 تا 3 نبوت):

دوسری وحی میں آپ ﷺ کو دعوت کی ابتداء کرنے کا حکم دیا گیا تھا، چنانچہ آپ ﷺ نے دعوت کی ابتداء اپنے گھر سے کی۔ پہلے روز آپ ﷺ کی دعوت پر (1) آپ ﷺ کی اہلیہ محترمہ ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا، (2) آپ کے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، (3) آپ ﷺ کے چچازاد بھائی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور (4) آپ ﷺ کے جگری دوست حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔

[1] یہ تحقیق مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری رحمہ اللہ کی ہے۔ ملاحظہ ہو الرحیق المختوم، ص 96/97

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دعوت پر ⑤ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، ⑥ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ⑦ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ، ⑧ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور ⑨ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔

سابقون الاولون کے اس خوش نصیب گروہ میں ⑩ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ، ⑪ سیدنا حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ، ⑫ حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہ، ⑬ حضرت ارقم بن ابوالارقم رضی اللہ عنہ، ⑭ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ، ⑮ حضرت قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ، ⑯ حضرت عبداللہ بن مظعون رضی اللہ عنہ، ⑰ عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ، ⑱ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ، ⑲ حضرت فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا (حضرت سعید بن رضی اللہ عنہ کی بیوی)، ⑳ حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ، ㉑ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، ㉒ حضرت بدالاسد بن بلال رضی اللہ عنہ، ㉓ حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ، ㉔ حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ، ㉕ حضرت ئب بن عثمان رضی اللہ عنہ، ㉖ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا (حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی)، ㉗ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا اور ㉘ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کے اسماء گرامی شامل ہیں۔

تین سالہ دعوت کا دور اگرچہ خفیہ تھا تاہم قریش کو اس کی کچھ نہ کچھ خبر ہو چکی تھی، لیکن انہوں نے اس دعوت کو کچھ زیادہ اہمیت نہ دی۔

اعزہ واقارب کو دعوت (4 نبوت):

تین سال کے بعد آپ ﷺ کو حکم دیا گیا ﴿ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ ﴾ یعنی ''اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ'' (سورۃ الشعراء، آیت 214) آپ ﷺ نے بنو ہاشم کے 45 افراد کو بلایا۔ ابولہب نے آپ ﷺ کی گفتگو سے قبل ہی آپ ﷺ کو ''نادانی اور شرپسندی'' سے باز رہنے کی ڈانٹ ڈپٹ کی اور مجلس برخاست ہوگئی۔ دوسری مرتبہ آپ ﷺ نے پھر بنو ہاشم کو اکٹھا کیا اور حمد وثنا کے بعد توحید اور آخرت پر گفتگو فرمائی۔ ابوطالب نے آپ ﷺ کی حوصلہ افزائی کی اور سب کے سامنے یہ اعلان کیا ''میں تمہاری حفاظت اور مدد کروں گا تمہیں جس بات کا حکم ہوا ہے، اسے انجام دو۔'' ابولہب نے اس بار بھی بدتمیزی کی۔

جناب ابوطالب کی حوصلہ افزائی سے ہمت پا کر ایک روز آپ ﷺ نے کوہ صفا پر چڑھ کر ((یَا صَبَاحَا)) کا اعلان فرمایا۔ قبائل قریش اکٹھے ہوگئے۔ آپ ﷺ نے توحید ورسالت اور آخرت پر بڑا موثر

خطبہ ارشاد فرمایا جس کے جواب میں ابولہب نے کہا ''تیرے لئے بربادی ہو، کیا تو نے اس مقصد کے لئے ہمیں اکٹھا کیا تھا؟'' آپ ﷺ نے، تو ابولہب کی اس بدتمیزی اور گستاخی کے جواب میں خاموشی اختیار فرمائی لیکن اللہ تعالیٰ نے سورۃ لہب نازل فرمادی۔

دعوت عام کا حکم (4 نبوت):

اعزہ واقرباء کو دعوت دینے کے بعد حکم ہوا ﴿ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴾ یعنی ''جس بات کا آپ کو حکم دیا گیا ہے اسے علی الاعلان کہو اور مشرکین (کے ردّعمل) کی پرواہ نہ کرو۔'' (سورہ الحجر، آیت نمبر 94) یہ مرحلہ پہلے مرحلے سے بھی کٹھن اور مشکل تھا۔ علی الاعلان اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے ساتھ معبودان باطل کی مذمت مشرکین کے لئے ناقابل برداشت تھی، چنانچہ آپ ﷺ کو سمجھانے بجھانے کے لئے قریش مکہ نے وفد کی شکل میں آپ ﷺ کے سب سے بڑے حمایتی ابوطالب سے ملاقات کی، ابوطالب نے نرم گرم لہجے میں بات کرکے وفد کو واپس کردیا۔ قریش مکہ نے استہزاء، ٹھٹھا، توہین، تضحیک اور الٹے سیدھے اعتراضات کے ذریعہ آپ ﷺ کی منزل کھوٹی کرنے کی کوشش کی، دھمکیاں بھی دیں، دولت کا لالچ، سرداری اور حکومت کی پیش کش بھی کی، گانے بجانے، فحاشی اور بے حیائی کا ہتھیار بھی استعمال کیا، تمام ہتھکنڈوں میں ناکامی کے بعد مشرکین ظلم اور تشدد پر اتر آئے۔ حرم شریف میں عقبہ بن ابی معیط کا آپ ﷺ کے گلے میں چادر ڈال کر قتل کرنے کی کوشش کرنا، عتیبہ بن ابولہب کا آپ ﷺ پر حملہ آور ہوکر کرتا پھاڑ دینا اور آپ ﷺ پر تھوکنے کی کوشش کرنا، ابوجہل کا دوران نماز آپ ﷺ پر حملہ آور ہونا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ، حضرت بلال رضی اللہ عنہ، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ، حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا، حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام عبیس رضی اللہ عنہا، حضرت افلح رضی اللہ عنہ اور حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ پر بے پناہ ظلم کی داستانیں اس نئے دین کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے ہی معرض وجود میں آئیں۔ ظلم وجور کے اس دور میں گلے میں رسی ڈال کر گلیوں میں گھسیٹنا، تپتی ریت پر لٹا کر اوپر بھاری پتھر رکھ دینا، چٹائی میں لپیٹ کر دھواں دینا، لوہے کی بیڑیاں پہنا کر گرم پتھروں پر لٹانا، اونٹ یا گائے کی کچی کھال میں لپیٹ کر دھوپ میں ڈال دینا، آگ کے دھکتے انگاروں پر لٹا دینا، لوہے کی گرم سلاخوں سے جسم داغنا، سر کے بال نوچنا، جوتوں سے مار پیٹ کرنا، بھوکا اور پیاسا رکھنا،

باندھ کر ڈنڈوں سے مارنا، یہ سب وحشیانہ طریقے تھے سزا دینے کے اُن مردوں اور عورتوں کو جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانے والے تھے۔

ہجرت حبشہ (5 نبوت):

ظلم وستم کا طوفان بڑھنے لگا تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہجرت حبشہ کی اجازت دے دی۔ بارہ مرد اور چار عورتیں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی امارت میں رات کی تاریکی میں مکہ سے نکلے اور بحر احمر میں کشتی کے ذریعہ بخیریت حبشہ پہنچ گئے۔ قریش مکہ نے تعاقب کیا مگر ناکام رہے۔ ہجرت حبشہ میں مسلمانوں کی کامیابی اور قریش مکہ کی ناکامی نے ظلم وستم کے طوفان میں اور بھی اضافہ کر دیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ تھوڑی مدت بعد 83 مردوں اور 18 عورتوں پر مشتمل ایک اور جماعت حبشہ کی طرف ہجرت کر گئی۔

قریش مکہ کے لئے یہ صورت حال سخت ناگوار تھی کافی سوچ بچار کے بعد قریش مکہ نے عمرو بن عاص اور عبداللہ بن ربیعہ کو شاہ حبشہ (نجاشی) کے پاس سفیر بنا کر بھیجا کہ ہمارے ملک کے باغی فرار ہو کر آپ کے ملک میں پناہ گزیں ہوئے ہیں، انہیں ہمارے حوالے کیجئے۔ نجاشی نے مسلمانوں کو دربار میں طلب کیا، فریقین کی گفتگو سنی اور مسلمانوں کے حق میں فیصلہ دیتے ہوئے کہا ''تم لوگ (یعنی مسلمان) میری سلطنت میں آرام سے رہو، تمہیں ستانے کے لئے اگر کوئی مجھے سونے کا پہاڑ بھی دے تو میں قبول نہیں کروں گا۔ ❶ قریش کے سفیروں کو ان کے لائے ہوئے ہدیئے واپس کر دیئے اور یوں قریش کا وفد بے آبرو ہو کر الٹے پاؤں واپس مکہ آ گیا۔

ابوطالب پر دباؤ:

حبشہ سے ناکامی کے بعد قریش مکہ نے ابوطالب پر دباؤ بڑھانے کا فیصلہ کیا، چنانچہ قریش کا وفد دوبارہ ابوطالب کے پاس آیا اور دھمکی دی کہ ''آپ محمد ﷺ کو روکیں ہم نہیں یا وہ نہیں۔'' ابوطالب نے حضرت محمد ﷺ کو بلا کر آگاہ کیا تو آپ ﷺ نے اولوالعزمی اور استقامت پر مبنی وہ تاریخی جواب دیا جس نے ابوطالب سمیت تمام قریشی سرداروں کو ہلا کر رکھ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''اگر یہ لوگ میرے داہنے

❶ کاش! مجاہدین کو ڈالروں کے عوض کفار کے ہاتھوں فروخت کرنے والے بدنصیب اور بزدل مسلمان حکمران حضرت نجاشیؓ کے ان تاریخی الفاظ پر غور کر سکیں؟

ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند لاکر رکھ دیں تب بھی میں اپنے کام سے باز نہیں آؤں گا حتی کہ اللہ اس دین کو غالب کردے یا میں اس راہ میں ہلاک ہو جاؤں۔'' ابو طالب نے کہا ''بیٹا! جاؤ جو چاہو کرو، واللہ! میں تمہیں کبھی بے یارو مددگار نہیں چھوڑوں گا۔''

قاتلانہ حملے (6 نبوت):

ابو طالب کے طرز عمل سے مایوس ہو کر ابو جہل نے آپ ﷺ کو قتل کرنے کا ارادہ کرلیا۔ آپ حرم شریف میں نماز پڑھ رہے تھے جب آپ ﷺ سجدہ میں گئے تو ابو جہل بھاری پتھر لے کر آگے بڑھا تاکہ آپ ﷺ کے سر مبارک پر دے مارے، لیکن جب قریب پہنچا تو اچانک مخبوط الحواس ہو کر واپس بھاگا۔ لوگوں نے سبب پوچھا تو کہنے لگا ''میرے اور محمد کے درمیان ایک اونٹ آگیا تھا جو مجھے کھانے لگا تھا۔''

قتل کی دوسری کوشش عقبہ بن ابی معیط نے کی۔ آپ ﷺ حرم میں تشریف لائے تو مشرکین یک بارگی آپ ﷺ پر ٹوٹ پڑے۔ عقبہ بن ابی معیط نے آپ ﷺ کے گلے میں چادر ڈالی اور سختی سے آپ ﷺ کا گلا گھونٹا، اتنے میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپہنچے اور شدید کشمکش کے بعد آپ ﷺ کی جان بچائی۔

ابی بن خلف آپ ﷺ کو بار بار قتل کی دھمکیاں دیتا رہا، لیکن قتل کرنے کی ہمت نہ کرسکا۔

ظلم و جور کی اسی فضا میں حضرت عمر بن خطاب بھی آپ ﷺ کو قتل کرنے کے ارادے سے نکلے، لیکن سورہ طٰہٰ کی پرسوز آیات سن کر نقد جان ہار بیٹھے۔ یہ نبوت کے چھٹے سال کا واقعہ ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے صرف تین روز قبل حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی اسلام لا چکے تھے۔

مذاکرات کی آخری کوشش:

اس بار قریش مکہ نے عتبہ بن ربیعہ کو براہ راست رسول اکرم ﷺ سے مذاکرات کے لئے بھیجا۔ عتبہ نے آپ ﷺ کو مال و دولت، سرداری، بادشاہت اور علاج معالجہ ہر طرح کی پیش کش کی۔ آپ ﷺ نے جواب میں سورہ حم السجدہ کی تلاوت فرمائی۔ عتبہ خاموشی سے سنتا رہا۔ سورہ مکمل ہونے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا ''عتبہ! اب تم جانو اور تمہارا کام......'' عتبہ گم سم واپس چلا آیا اور قریش مکہ سے آکر کہا ''واللہ! یہ کلام نہ شاعری ہے نہ جادو ہے نہ کہانت...... اس کلام کے ذریعہ بہت بڑا معرکہ برپا ہوگا، لہٰذا

میری مانو تو محمد (ﷺ) کو اس کے حال پر چھوڑ دو۔" اور یوں مذاکرات کی آخری کوشش بھی ناکام ہوگئی۔

آپ ﷺ کے قتل کی انتہائی گھناؤنی سازش (7 نبوت):

قبائلی حمیت کے باعث بنو ہاشم اور بنو مطلب کے مسلمان اور کافر دونوں گروہ آپ ﷺ کی پشت پناہی کر رہے تھے۔ مشرکین مکہ نے آپس میں یہ طے کیا کہ جب تک بنو ہاشم اور بنو مطلب، محمد (ﷺ) کو قتل کرنے کے لئے ہمارے حوالے نہیں کرتے تب تک ان کے ساتھ میل جول، شادی بیاہ، اور لین دین نہیں کریں گے۔ اس ظالمانہ معاہدے کی تحریر خانہ کعبہ کے اندر لٹکا دی گئی، بائیکاٹ سے مجبور ہو کر بنو ہاشم اور بنو مطلب کو شعب ابی طالب میں منتقل ہونا پڑا، جہاں ان کی زندگی اس قدر تنگ کر دی گئی کہ بھوک سے روتے بلکتے بچوں اور عورتوں کی آوازیں گھاٹی سے باہر دور دور تک سنائی دیتیں۔ محصورین درختوں کے پتے اور چمڑا کھا کر گزارا کرتے۔ مشرکین نہ تو باہر سے غلہ اندر جانے دیتے نہ ہی محصورین کو خود غلہ خریدنے دیتے بلکہ مہنگے داموں خود خرید لیتے۔ بنو ہاشم اور بنو مطلب نے رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کے لئے مسلسل تین سال اسی بے بسی اور کسمپرسی کی حالت میں گزارے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ دیکھئے کہ تین سال بعد مشرکین مکہ میں سے ہی بعض خدا ترس سرداروں کی کوششوں سے یہ ظالمانہ معاہدہ ختم ہوا اور مسلمانوں کو قدرے سکھ کا سانس نصیب ہوا۔

رنج و غم کا سال (10 نبوت):

شعب ابی طالب سے رہائی کے صرف چھ ماہ بعد ابو طالب انتقال کر گئے اور اس کے صرف تین دن بعد آپ ﷺ کی غمگسار رفیقہ حیات حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی داغ مفارقت دے گئیں جس کے بعد مشرکین مکہ کی جرأتیں بہت زیادہ بڑھ گئیں۔ اس سال کو عام الحزن (غم کا سال) کہا جاتا ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے صرف ایک ماہ بعد آپ ﷺ نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ اس وقت حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کی عمر پچاس برس تھی اور آپ ﷺ کی عمر مبارک بھی پچاس برس تھی۔

پتھروں کی بارش میں (10 نبوت):

اہل مکہ کے طرز عمل سے مایوس ہو کر آپ ﷺ اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے

ساتھ طائف تشریف لے گئے۔ تین سرداروں عبد یالیل، مسعود اور حبیب ثقفی (تینوں حقیقی بھائی تھے) سے ملاقات ہوئی۔ آپ ﷺ نے انہیں اسلام کی دعوت دی، تینوں نے نہ صرف زبانی بدتمیزی اور گستاخی کی بلکہ عملاً اوباش نوجوانوں کو آپ ﷺ کے پیچھے لگا دیا جو آپ ﷺ پر آوازے کستے اور پتھر برساتے رہے۔ آپ ﷺ نے طائف سے باہر ایک باغ میں پناہ لی، جہاں اللہ کے حضور بڑی دردمندانہ اور عاجزانہ عرضداشت پیش کی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کی "اللہ نے آپ کے پاس پہاڑوں کا فرشتہ بھیجا ہے اگر آپ اسے حکم دیں تو یہ اہل مکہ کو دو پہاڑوں کے درمیان کچل دے۔" آپ ﷺ نے فرمایا "نہیں! مجھے امید ہے اللہ ان کی نسل سے مؤحد لوگ پیدا فرمائے گا۔"

طائف سے واپسی پر آپ ﷺ نے وادی نخلہ میں قیام فرمایا، جہاں جنوں نے آپ ﷺ کی زبان مبارک سے قرآن مجید سنا اور ایمان لائے۔

مکہ داخل ہونے سے قبل آپ ﷺ کوہ حرا کے پاس ٹھہر گئے۔ ایک آدمی کے ذریعہ پہلے اخنس بن شریق اور پھر سہیل بن عمرو کو امان دینے کا پیغام بھیجا، دونوں نے معذرت کر دی پھر آپ ﷺ نے مطعم بن عدی کو پیغام بھیجا تو اس نے آپ ﷺ کو امان دی اور آپ مکہ اپنے گھر واپس تشریف لائے۔

امید کی پہلی کرن (11 نبوت):

حج کے موقع پر آپ ﷺ لوگوں کو دعوت اسلام دینے کے لئے نکلے۔ منیٰ کی گھاٹی میں یثرب کے ایک قافلہ سے آپ ﷺ کی ملاقات ہوئی یہ قبیلہ خزرج کے چھ خوش نصیب افراد تھے۔ آپ ﷺ نے ان کے سامنے قرآن مجید کی تلاوت فرمائی تو انہوں نے فوراً اسلام قبول کر لیا اور اسلام کے داعی بن کر یثرب واپس لوٹے۔ اسی سال آپ ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا اس وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عمر چھ سال تھی، رخصتی مدینہ منورہ میں، ہجرت کے پہلے سال ہوئی اس وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عمر 9 سال تھی۔

آسمانوں کی بلندیوں پر (12 یا 13 نبوت):[1]

حضرت جبرائیل علیہ السلام کی معیت میں آپ ﷺ بیت اللہ شریف سے براق پر بیت المقدس تشریف

[1] معراج کی تاریخ کے بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے۔ واللہ اعلم بالصواب!

لے گئے وہاں آپ ﷺ نے تمام انبیاء کی امامت فرمائی۔ بیت المقدس سے آسمانوں کی طرف روانہ ہوئے۔ پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام سے، دوسرے آسمان پر حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے، تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام سے، چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام سے، پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام سے، چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اور ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوں پھر سدرۃ المنتہیٰ کے قریب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دربار میں (بلا دیدار) حاضری ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تین تحفے عنایت فرمائے:

① ......پچاس نمازیں (جو تخفیف کے بعد پانچ ہوئیں)

② ......سورہ بقرہ کی آخری دو آیات۔

③ ......شرک نہ کرنے والے کے لئے مغفرت کا وعدہ

اس کے بعد آپ ﷺ کو جنت اور جہنم کا مشاہدہ کرایا گیا' پھر واپسی ہوئی، مکہ پہنچ کر آپ نے قوم کو آگاہ کیا تو قوم نے تکذیب کی، استہزاء کیا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سنتے ہی بلا تامل تصدیق کر دی اور ''صدیق'' کا لقب پایا۔

بیعت عَقَبَہ اُولیٰ (12 نبوت):

حج کے موسم میں یثرب سے بارہ آدمی آپ ﷺ سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئے، ان میں سے پانچ حضرات گزشتہ سال ایمان لانے والے تھے اور سات نئے افراد تھے۔ منیٰ کی گھاٹی میں خفیہ طور پر ملاقات ہوئی۔ آپ ﷺ نے تمام حضرات سے درج ذیل امور پر بیعت لی ① شرک نہیں کریں گے ② چوری نہیں کریں گے ③ زنا نہیں کریں گے ④ اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گے ⑤ کسی پر تہمت نہیں لگائیں گے اور ⑥ آپ ﷺ کی اطاعت کریں گے۔ بیعت کے بعد آپ ﷺ نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو بطور مبلغ ان کے ہمراہ یثرب بھیج دیا۔ حضرت مُصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے حکیمانہ اسلوبِ دعوت کے نتیجہ میں پہلے بنو ظفر کے سردار اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ ایمان لائے، پھر بنو عبدالاشہل کے سردار حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ایمان لائے، حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی دعوت پر ان کا سارا قبیلہ دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔

بیعت عقبہ ثانی (13 نبوت):

حج کے موسم میں یثرب سے 75 خوش نصیب افراد حاضر خدمت ہوئے (73 مرد اور 2 عورتیں) طے یہ ہوا کہ 12 ذی الحجہ کی رات منیٰ کی گھاٹی میں رات کے پچھلے پہر رسول اکرم ﷺ سے ملاقات ہوگی۔ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی تشریف لائے۔ انھوں نے عہد و پیمان سے قبل یثرب سے آنے والوں کو حالات کی سنگینی کا احساس دلایا۔ یثرب سے آنے والوں میں سے ایک صاحب حضرت عباس بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے اہل یثرب سے مخاطب ہو کر کہا "واللہ! اگر تمہارا خیال ہو کہ جب تمہارے اموال چھین لئے جائیں اور سردار قتل کر دیئے جائیں تو تم لوگ محمد ﷺ کا ساتھ چھوڑ دو گے تو پھر بہتر ہے ابھی سے ساتھ چھوڑ دو، اگر وہاں لے جا کے بعد میں چھوڑ دیا تو یہ دنیا اور آخرت کی رسوائی ہوگی۔" اس پر سب نے یہ جواب دیا کہ "ہم تمام خطرات مول لے کر آپ ﷺ کو ساتھ لے جانے پر تیار ہیں۔" اہل یثرب میں سے ہی ایک اور صاحب حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے اس عہدہ و پیمان کی نزاکت پر توجہ دلاتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا "یاد رکھو! آپ ﷺ کو یہاں سے لے جانے کا مطلب سارے عرب سے دشمنی مول لینا اور ان کی تلواروں سے ٹکرانا ہے اگر یہ کر سکتے ہو تو آپ ﷺ کو لے چلو اور اگر اپنی جانیں عزیز ہیں تو پھر ابھی سے چھوڑ دو۔" اس پر حضرت براء بن معرور رضی اللہ عنہ نے کہا "یا رسول اللہ ﷺ! ہم جنگ کے بیٹے ہیں، ہتھیار ہمارا کھلونا ہے، آپ ہم سے بیعت لیں۔" آپ ﷺ نے ان حضرات سے درج ذیل امور پر بیعت لی ① سمع و اطاعت ② انفاق فی سبیل للہ ③ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ④ غلبہ اسلام میں نصرت اور ⑤ اپنے مال و منال اور اہل و عیال کی حفاظت کی طرح نبی کی حفاظت......اور پھر آپ ﷺ نے فرمایا "اس بیعت کے بعد تمہارے لئے جنت ہے۔" ایک صاحب نے سوال کیا "یا رسول اللہ ﷺ! ایسا تو نہیں ہوگا کہ اللہ آپ کو غلبہ عطا فرما دے تو آپ ہمیں چھوڑ کر اپنی قوم کے پاس مکہ آ جائیں؟" آپ ﷺ نے فرمایا "نہیں! اب میرا مرنا اور جینا تمہارے ساتھ ہوگا۔" ان کلمات پر بیعت مکمل ہوگئی۔ بیعت کے بعد یثرب میں اسلام کی دعوت پھیلانے کے لئے آپ ﷺ نے بارہ افراد کا انتخاب فرمایا اور انہیں نقیب (سردار) کا نام دیا گیا۔ اس بیعت کے بعد تمام حضرات خاموشی سے اپنے اپنے خیموں میں واپس چلے گئے۔ تاریخ میں اس بیعت کو بیعت عقبہ ثانی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

رسول اکرم ﷺ کے قتل کی اجتماعی کوشش (13 نبوت):

مکہ کے مسلمانوں میں سے اکثریت کی بخیر وخوبی ہجرت نہ صرف مشرکین مکہ کو بڑی ناگوار گزری بلکہ ان کا جذبہ انتقام اور بھی بھڑک اٹھا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عدم موجودگی میں کفار کے سازشی اور انتقامی ذہن نے آپ ﷺ کو قتل کرنے کے منصوبوں پر سوچنا شروع کر دیا۔ بالآ خر دارالندوہ میں اجلاس ہوا جس میں ابوجہل کی پیش کردہ یہ ابلیسانہ تجویز قبول کر لی گئی کہ بنو ہاشم کے ہر قبیلے میں سے ایک ایک آدمی تلوار لے کر آئے اور سب مل کر آپ ﷺ کے گھر کا محاصرہ کرلیں فجر کے وقت جب آپ ﷺ حرم کے لئے نکلیں تو یک بارگی حملہ کر کے آپ ﷺ کا قصہ تمام کر دیا جائے اس طرح بنو عبد مناف تمام قبائل سے جنگ نہیں کر سکیں گے البتہ دیت کا مطالبہ کریں گے جسے پورا کر دیا جائے گا۔

ہجرت کا حکم اور مدینہ روانگی (13 نبوت):

ادھر سرداران قریش نے آپ ﷺ کے قتل کی قرارداد منظور کی ادھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ ﷺ کو ہجرت کا حکم دے دیا۔ طے شدہ پروگرام کے مطابق آدھی رات کے وقت گیارہ سرداروں نے ننگی تلواروں کے ساتھ آپ ﷺ کے گھر کا محاصرہ کرلیا۔ وقت معین پر آپ ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے مٹی کی ایک مٹھی کافروں کے سروں پر پھینکی اور قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے ان کے درمیان سے نکل گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ساتھ لیا اور مدینہ کی بالکل الٹی سمت یمن کی طرف کوہ ثور پر پہنچے اور اس کی اونچی چوٹی میں پناہ لی جو غار ثور کے نام سے مشہور ہے۔ صبح ہوئی تو آپ ﷺ کے گھر کا محاصرہ کرنے والے ناکام ونامراد سرداروں کو معلوم ہوا کہ آپ ﷺ تو گھر سے جا چکے ہیں چنانچہ مکہ سے باہر نکلنے والے تمام راستوں پر مسلح پہرہ لگا دیا گیا اور ساتھ ہی آپ ﷺ کو اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو زندہ یا مردہ گرفتار کرنے پر ہر ایک کے بدلے سو اونٹ انعام دینے کا اعلان بھی کر دیا۔

دونوں حضرات نے تین راتیں غار ثور میں چھپ کر گزاریں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ دن بھر کی خبریں رات کی تاریکی میں آ کر پہنچاتے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے غلام عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ رات کی تاریکی میں بکریاں ادھر لے آتے اور دونوں حضرات کو دودھ پلاتے۔ تین راتیں غار ثور میں گزارنے کے بعد رات کی تاریکی میں چار حضرات (حضرت محمد ﷺ، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ

اور غیر مسلم گائیڈ عبداللہ بن اریقط) دو اونٹنیوں کے ذریعے مدینہ کے لئے روانہ ہوئے۔ سراقہ بن مالک نے سن گن پاتے ہی انعام کے لالچ میں آپ ﷺ کا تعاقب کیا قریب پہنچا تو گھوڑے کو ٹھوکر لگی اور سراقہ نیچے گر گیا۔ اٹھ کر پھر تعاقب کیا تو گھوڑے کے دونوں اگلے پاؤں زمین میں دھنس گئے۔ سراقہ نے اپنے تیر سے فال نکالی۔ فال نکالنے کے بعد سراقہ نے آپ ﷺ سے امان طلب کی۔ آپ ﷺ نے عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ سے امان لکھوادی۔ اور سراقہ کو ہدایت کی کہ ہمارے معاملے میں رازداری سے کام لینا سراقہ نے اپنا یہ عہد پورا کیا۔

بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ بھی انعام کے لالچ میں آپ ﷺ کو تلاش کرنے والوں میں سے تھے لیکن جب بالمشافہ ملاقات ہوئی تو اپنے قبیلے کے ستر آدمیوں سمیت اسی وقت مسلمان ہو گئے اور واپسی پر آپ ﷺ کا دفاع فرماتے رہے۔

قبا میں تشریف آوری (13 نبوت):

غار ثور سے روانگی کے آٹھویں روز آپ ﷺ وادی قبا میں پہنچے۔ اہل قباء نے بڑے جوش و خروش سے آپ ﷺ کا استقبال کیا قباء میں آپ ﷺ کا قیام چودہ روز رہا۔ (بخاری و مسلم) اس دوران آپ ﷺ نے مسجد قباء کی بنیاد رکھی۔ جمعہ کے روز صبح کے وقت مدینہ منورہ کے لئے نکلے نماز جمعہ راستے میں بنو سالم کی مسجد میں پڑھائی اور نماز جمعہ کے بعد مدینہ منورہ کا قصد فرمایا۔

مدینہ منورہ میں ورودِ مسعود (13 نبوت):

جمعۃ المبارک کے روز مغرب سے قبل آپ ﷺ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے مدینہ کے گلی کوچے اور در و دیوار اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور تحمید و تقدیس سے گونج اٹھے اسی روز سے یثرب کا نام مدینۃ الرسول پڑ گیا۔ مختلف قبائل نے میزبانی کا شرف حاصل کرنے کی کوشش کی تو آپ ﷺ نے فرمایا ”میری اونٹنی مامور ہے۔“ یعنی اللہ کے حکم کے تابع ہے اس کا راستہ چھوڑ دو چنانچہ اونٹنی اسی جگہ آ کر بیٹھ گئی جہاں آج مسجد نبوی ہے آپ ﷺ اونٹنی سے اترے۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے فوراً کجاوا پکڑ لیا اور اپنے گھر لے گئے اونٹنی کی نکیل حضرت سعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے پکڑ لی لہٰذا اونٹنی کی خدمت حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئی۔ چند دن بعد آپ ﷺ کے اہل خانہ (حضرت سودہ رضی اللہ عنہا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام

کلثوم رضی اللہ عنہا، حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ (آزاد کردہ غلام)، حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا (آزاد کردہ لونڈی)، بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ پہنچ گئے البتہ آپ ﷺ کی تیسری بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا (زوجہ حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ) غزوہ بدر کے بعد مدینہ پہنچیں۔ یاد رہے آپ ﷺ کی چوتھی بیٹی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ حبشہ میں تھیں۔

جہان نو کی تعمیر (13 نبوت یا 1 ہجری):

مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد آپ ﷺ نے سب سے پہلے مسجد کی تعمیر فرمائی جس کی لمبائی 150 فٹ اور چوڑائی بھی 150 فٹ تھی۔ مسجد سے متصل ازواج مطہرات کے حجرے بھی تعمیر کروائے اور اس کے بعد آپ ﷺ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کے گھر سے ان حجروں میں منتقل ہو گئے۔ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے آنے والوں کی آبادکاری انتہائی سنگین مسئلہ تھا آپ ﷺ نے اسے حل کرنے کے لئے بڑی دور اندیشی سے حکمت اور فراست پر مبنی تاریخ انسانی کا انتہائی حیران کن نظام مواخات وضع فرمایا جس میں انصار مدینہ اور مہاجرین مکہ کو آپس میں اس طرح سے بھائی بھائی بنا دیا کہ وہ حقیقی بھائیوں سے بڑھ کر ایک دوسرے کے خیر خواہ اور ہمدرد بن گئے۔ دفاعی نقطہ نظر سے یہودیوں کے ساتھ ایک معاہدہ طے فرمایا جس کی شرائط میں سے اہم ترین شرائط یہ دو تھیں:

① فریقین میں اختلاف کی صورت میں فیصلہ رسول اللہ ﷺ کریں گے۔

② مدینہ پر بیرونی حملے کا دفاع دونوں فریق مل کر کریں گے۔

مدینہ منورہ میں چومکھی لڑائی (1 ہجری):

مکہ میں صرف قریش مکہ ہی مسلمانوں کے دشمن تھے، لیکن مدینہ منورہ آنے کے بعد مسلمانوں کے دشمنوں میں تین گروہوں کا مزید اضافہ ہو گیا۔ یہود، منافقین اور مدینہ منورہ کے گردوپیش لوٹ مار کرنے والے قبائل۔ ❶

❶ یاد رہے آپ ﷺ کے مدینہ منورہ تشریف لانے سے قبل رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کی مدینہ میں بادشاہت طے ہو چکی تھی آپ ﷺ کی تشریف آوری کی وجہ سے عبداللہ بن ابی کے بجائے اہل مدینہ نے آپ ﷺ کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا اس لئے عبداللہ بن ابی بظاہر مسلمان ہونے کے باوجود دل میں رسول اللہ ﷺ کے خلاف سخت کینہ اور بغض رکھتا تھا۔ مسلمانوں کے مقابلہ میں اس نے ہمیشہ یہود اور کفار مکہ کے مفادات کا تحفظ کیا۔

ہجرت کے بعد قریش مکہ پہلے سے کہیں زیادہ انتقامی جذبات کے ساتھ مسلمانوں کا تعاقب کرنے لگے چنانچہ آپ ﷺ کی ہجرت کے فوراً بعد قریش مکہ نے عبداللہ بن ابی کو خط لکھا کہ تم نے ہمارے باغیوں کو اپنے ہاں پناہ دی ہے انہیں یا تو وہاں سے نکال باہر کرو یا پھر ہم تمہارے ساتھ جنگ کر کے مردوں کو قتل کریں گے اور عورتوں کو لونڈیاں بنائیں گے۔ دوسری طرف قریش مکہ نے یہودیوں سے بھی ساز باز کرنا شروع کر دی اور ان کی حمایت حاصل کرنے کے بعد مسلمانوں کو دھمکی دی "یاد رکھو! کہ ہم مدینہ پہنچ کر تمہیں تہس نہس کرنے کی پوری قوت رکھتے ہیں۔" ان حالات کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جنگ کرنے کی اجازت دے دی۔ جنگ کی اجازت ملنے کے بعد رسول اکرم ﷺ نے ہجرت کے صرف سات ماہ بعد مدینہ کے گردونواح میں فوجی مہمات روانہ کرنے کا سلسلہ شروع فرما دیا فوجی نوعیت کی یہ کاروائیاں اس قدر پے در پے تھیں کہ بعض اوقات چند دنوں کے وقفے سے اور بعض اوقات چند ہفتوں کے وقفہ سے آپ ﷺ کو یہ اقدام کرنا پڑے ان کاروائیوں کی مختصر روداد درج ذیل ہے:

① **پہلی کاروائی** : رمضان 1 ہجری میں سریہ سیف البحر عمل میں آئی۔

② **ایک ماہ بعد** : شوال 1ھ میں سریہ رابغ پیش آیا۔

③ **ایک ماہ بعد** : ذوالقعدہ 1ھ میں سریہ خرار پیش آیا۔

④ **دو ماہ بعد** : صفر 2ھ میں غزوہ ابواء عمل میں آیا۔

⑤ **ایک ماہ بعد** : ربیع الاول 2ھ میں غزوہ بواط عمل میں آیا۔

⑥ **اسی ماہ** : ربیع الاول 2ھ میں غزوہ سفوان واقع ہوا۔

⑦ **ایک ماہ بعد** : جمادی الثانی 2ھ میں غزوہ ذوالعشیرہ پیش آیا جس کا مقصد مشرکین مکہ کے اس تجارتی قافلے پر قابو پانا تھا جو تجارت کے لئے شام جا رہا تھا اور علانیہ طور پر یہ طے کیا جا چکا تھا کہ اس تجارت کا سارا منافع مسلمانوں کے خلاف جنگ پر خرچ کیا جائے گا۔ ذوالعشیرہ پہنچنے سے پہلے ہی یہ قافلہ شام کی طرف نکل چکا تھا لہٰذا اس پر مسلمان قابو نہ پا سکے۔

⑧ **تین ماہ بعد** : رمضان 2ھ میں غزوہ بدر پیش آیا۔ مشرکین مکہ کا تجارتی قافلہ ابوسفیان کی قیادت میں مکہ واپس آ رہا تھا مسلمانوں نے پھر اس پر قابو پانے کی کوشش کی، لیکن قافلہ صحیح سالم بچ نکلا۔ مسلمانوں کی اس جسارت نے قریش مکہ کے جوش انتقام میں آگ لگا دی چنانچہ مشرکین مکہ ہزار

سے زائد جنگجو، چھ سو سے زائد زرہیں، سو گھوڑے اور اونٹوں کی کثیر تعداد کے ساتھ ریاستِ مدینہ پر حملہ آور ہونے کے لئے نکلے دوسری طرف تین سو تیرہ جانثار، دو گھوڑے اور ستر اونٹ مدمقابل تھے۔ بدر کے مقام پر 17 رمضان المبارک بروز جمعہ خون ریز جنگ ہوئی مشرکین مکہ ذلت آمیز شکست سے دوچار ہوئے بڑے بڑے سرداروں سمیت 70 افراد قتل اور 70 افراد قید ہوئے۔ آپ ﷺ نے کسی قیدی کو سزا نہ دی ❶ بلکہ فدیہ لے کر رہا کر دیا جو فدیہ ادا نہیں کر سکتے تھے انہیں انصاری بچوں کی لکھائی پڑھائی کے عوض رہا فرما دیا۔

⑨ **سات دن بعد** : شوال 2ھ میں غزوہ بنو سلیم پیش آیا۔

⑩ **اسی ماہ** : شوال 2ھ میں غزوہ بنو قینقاع پیش آیا۔ مدینہ میں آباد تین یہودی قبائل، بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ میں سے بنو قینقاع سب سے زیادہ شر پسند اور سازشی تھا۔ ان کی بار بار عہد شکنیوں اور سازشوں کی وجہ سے آپ ﷺ نے ان کا محاصرہ فرمایا۔ پندرہ روزہ محاصرے کے بعد یہودیوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ عبداللہ بن ابی نے یہودیوں کی جان بخشی کے لئے نہ صرف سفارش کی بلکہ اصرار کیا تو آپ ﷺ نے سب کو معاف فرما دیا البتہ یہ حکم دیا کہ وہ مدینہ سے باہر نکل جائیں چنانچہ بنو قینقاع کی کثیر تعداد مدینہ سے جلاوطن ہو کر شام چلی گئی۔

⑪ **ایک ماہ بعد** : ذوالحجہ 2ھ میں غزوہ سویق پیش آیا۔

⑫ **ایک ماہ بعد** : محرم 3ھ میں غزوہ ذی امر پیش آیا۔ بدری قبائل بنو ثعلبہ اور محارب مدینہ منورہ پر حملہ آور ہونا چاہتے تھے خبر کی تصدیق ہونے کے بعد آپ ﷺ 450 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ان کے جنگی مرکز ذی امر پہنچ گئے بدری قبائل فرار ہو گئے۔ آپ ﷺ نے ایک ماہ وہاں قیام فرمایا اور پھر واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔

⑬ **ایک ماہ بعد** : ربیع الاول 3ھ میں غزوہ نجران پیش آیا۔

⑭ **دو ماہ بعد** : جمادی الثانی 3ھ میں آپ ﷺ نے سریہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ارسال فرمایا۔

⑮ **چار ماہ بعد** : شوال 3ھ میں غزوہ احد پیش آیا۔ بدر میں شکست کا انتقام لینے کے لئے قریش مکہ نے اس بار تین ہزار جنگجوؤں کی فوج تیار کی۔ تین ہزار اونٹ اور دو سو گھوڑے (سوار کے

---

❶ قریشی سردار نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط دونوں توہین رسالت کے مجرم تھے لہٰذا ان دونوں کو غزوہ بدر کے بعد قتل کر دیا گیا۔

بغیر تازہ دم) ساتھ تھے۔میدان جنگ سے فرار ہونے والوں کو غیرت دلانے کے لئے قریش کی پندرہ خواتین بھی ساتھ تھیں۔ دوسری طرف اسلامی لشکر میں ایک ہزار جانثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، 100 زرہیں، اور دو گھوڑے تھے۔عین میدان جنگ کے قریب پہنچ کر عبداللہ بن ابی اپنے تین سو ساتھیوں کے ساتھ اسلامی لشکر سے یہ کہہ کر الگ ہو گیا کہ ہمیں بلا وجہ جانیں دینے کی ضرورت نہیں حالانکہ اصل مقصد اسلامی لشکر کو شکست سے دوچار کرنا تھا۔احد کے دامن میں شدید جنگ ہوئی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔لیکن مشرکین مکہ کو شکست فاش ہوئی۔جبل رماۃ پر متعین تیر اندازوں نے مشرکین کی شکست دیکھ کر اپنے مورچے چھوڑ دیئے اور بدر جیسی حاصل ہونے والی عظیم الشان فتح شکست میں تبدیل ہوگئی بعد کی صورت حال میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کیلئے جس بہادری اور شجاعت سے کام لیا وہ تاریخ اسلامی کا عظیم الشان سنہری باب ہے۔دونوں مراحل میں ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے غزوہ احد کی سب سے اہم اور قابل ذکر بات یہ ہے کہ قریش مکہ ظاہری فتح کے باوجود کوئی جنگی فائدہ اٹھائے بغیر مکہ واپس روانہ ہوئے اور مسلمان شدید نقصان کے باوجود ''جنگی شکست'' سے محفوظ رہے۔

⑯ **ایک دن بعد** : 8 شوال، 3ھ میں غزوہ حمراء الاسد کے لئے روانگی ہوئی۔غزوہ اُحد کے بعد رات بھر مسلمان جنگ کی صورت حال پر غور کرتے رہے آپ ﷺ نے اندیشہ محسوس فرمایا کہ فتح کے باوجود قریش مکہ کسی جنگی فائدے کے بغیر واپس پلٹنے کا سوچیں گے تو ضرور نادم ہوں گے اور ممکن ہے کہ وہ مدینہ پر حملہ آور ہونے کی کوشش کریں لہٰذا آپ ﷺ نے دوسرے روز یعنی 8 شوال بروز اتوار کفار کا تعاقب فرمایا۔آپ ﷺ کا اندیشہ درست ثابت ہوا۔مکی لشکر مدینہ پر حملہ آور ہونے کے لئے واپس آنا چاہتا تھا لیکن مدنی لشکر کی خبر پا کر فوراً مکہ واپس پلٹ گیا۔

⑰ **اڑھائی ماہ بعد** : محرم 4ھ میں آپ ﷺ نے سریہ ابی سلمہ رضی اللہ عنہ روانہ فرمایا۔

⑱ **اسی ماہ** : محرم 4ھ میں آپ ﷺ نے سریہ عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ روانہ فرمایا۔

⑲ **ایک ماہ بعد** : صفر 4ھ میں بدری قبائل، عضل اور قارہ کی درخواست پر آپ ﷺ نے دس قراء کی جماعت دعوت اسلام کے لئے روانہ فرمائی جنہیں دھوکے سے رجیع کے مقام پر شہید کر دیا گیا۔

⑳ **ایک ماہ بعد** : صفر 4ھ میں بیئر معونہ کا المیہ پیش آیا۔ایک منافق کی درخواست پر

آپ ﷺ نے 70 اخیار صحابہ کی جماعت دعوت اسلام کے لئے روانہ فرمائی جنہیں دھوکے سے شہید کر دیا گیا۔

㉑ **ایک ماہ بعد** : ربیع الاول 4ھ میں غزوہ بنونضیر پیش آیا۔ بنونضیر کے یہود نے آپ ﷺ کو قتل کرنے کی سازش کی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بذریعہ وحی اطلاع فرما دی۔ آپ ﷺ نے بنونضیر کا محاصرہ فرمایا یہودیوں نے جلاوطنی کی اجازت ملنے پر ہتھیار ڈالنے کی پیش کش کی جسے آپ ﷺ نے منظور فرمالیا کچھ یہودی خیبر اور کچھ شام کی طرف چلے گئے۔

㉒ **دو ماہ بعد** : جمادی الاوّل 4ھ میں غزوہ بخد پیش آیا جس میں آپ ﷺ بعض بخدی قبائل کی سرکوبی کے لئے تشریف لے گئے۔

㉓ **دو ماہ بعد** : شعبان 4ھ میں غزوہ بدر دوم کے لئے آپ ﷺ ڈیڑھ ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ بدر تشریف لے گئے۔ لشکر کفار سامنا کرنے کی ہمت نہ کرسکا۔ اسلامی لشکر 8 روز تک میدان بدر میں قیام کرنے کے بعد بڑی آن بان کے ساتھ مدینہ واپس لوٹا۔

㉔ **چھ ماہ بعد** : ربیع الاول 5ھ میں غزوہ دومۃ الجندل پیش آیا۔

㉕ **چھ ماہ بعد** : شوال 5ھ میں غزوہ احزاب پیش آیا۔ خیبر اور بنونضیر کے جلاوطن یہودیوں کی انگیخت پر قریش مکہ اور گردو پیش کے بدری قبائل نے باہمی اتحاد قائم کر کے دس ہزار جنگجوؤں کا زبردست لشکر تیار کیا اور مسلمانوں کو ملیا میٹ کرنے کے لئے مدینہ منورہ پر چڑھ دوڑے۔ تین ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے صرف تین ہفتوں میں 5½ کلومیٹر لمبی تقریباً 9 میٹر چوڑی اور کم وبیش 4½ میٹر گہری خندق کھودنے کا حیرت انگیز کارنامہ سرانجام دے کر مدینہ کے دفاع کو ناقابل تسخیر بنا دیا۔ ایک ماہ کے محاصرے کے بعد لشکر کفار، ناکام ونامراد واپس اپنے گھروں کو پلٹ گیا۔

㉖ **ایک دن بعد** : شوال 5 ہجری میں لشکر اسلام غزوہ بنوقریظہ کے لئے روانہ ہوا۔ یہودی قبیلہ بنوقریظہ مسلمانوں کا حلیف تھا لیکن عین جنگ احزاب کے دوران انہوں نے عہد شکنی کی، لہٰذا غزوہ احزاب سے فارغ ہوتے ہی آپ ﷺ نے بنوقریظہ کا محاصرہ کیا۔ 25 روز بعد یہودیوں نے اس شرط پر ہتھیار ڈالنے کی پیش کش کی کہ ان کے مقدمہ کا فیصلہ ان کے پرانے حلیف قبیلہ اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کریں گے۔ آپ ﷺ نے یہ شرط قبول فرمالی۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے

فیصلہ فرمایا کہ ان کے جنگجو مردوں کو قتل کیا جائے۔ عورتوں اور بچوں کو قید کیا جائے اور اموال تقسیم کر دیئے جائیں۔ اس طرح یہودیوں کے تینوں شر پسند عہد شکن قبائل بنوقینقاع، بنونضیر اور بنوقریظہ سے مسلمانوں کو نجات مل گئی۔

(27) **ایک ماہ بعد** : ذوالقعدہ 5 ہجری میں سریہ عبداللہ بن عتیک کو خیبر روانہ فرمایا جس نے یہود کے اکابر مجرمین میں سے ایک......سلام بن الحقیق......کو کیفر کردار تک پہنچایا۔

(28) **دو ماہ بعد** : محرم 6 ہجری میں سریہ محمد بن مسلمہ کو بعض سرکش قبائل کی سرکوبی کے لئے ارسال فرمایا۔ دو دن گشت کے بعد اسلامی لشکر بنوحنیفہ کے سردار ثمامہ بن اثال کو گرفتار کر لائے جو رسول اللہ ﷺ کے حسن سلوک سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گئے۔

(29) **دو ماہ بعد** : ربیع الاول 6 ہجری میں آپ ﷺ نے شہدائے رجیع کا بدلہ لینے کے لئے 200 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کے ساتھ بنولحیان پر چڑھائی کی جسے غزوہ بنولحیان کہا جاتا ہے۔

(30) **ایک ماہ بعد** : ربیع الثانی 6 ہجری میں سریہ غمر ارسال فرمایا۔

(31) **اسی ماہ** : ربیع الثانی 6 ہجری میں سریہ ذوالقصہ ارسال فرمایا۔

(32) **اسی ماہ** : ربیع الثانی 6 ہجری میں دوبارہ ذوالقصہ کی طرف لشکر روانہ فرمایا۔

(33) **اسی ماہ** : ربیع الثانی 6 ہجری میں سریہ جموم روانہ فرمایا۔

(34) **ایک ماہ بعد** : جمادی الاول 6 ہجری میں سریہ عیص ارسال فرمایا۔

(35) **ایک ماہ بعد** : جمادی الثانی 6 ہجری میں سریہ طرق روانہ فرمایا۔

(36) **ایک ماہ بعد** : رجب 6 ہجری میں سریہ وادی القریٰ ارسال فرمایا۔

(37) **ایک ماہ بعد** : شعبان 6 ہجری میں غزوہ بنومصطلق پیش آیا۔ قیدیوں میں بنومصطلق کی بیٹی حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں جو حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئیں۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے ان سے مکاتبت کر لی۔ رسول اللہ ﷺ نے وہ رقم ادا کر کے حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے شادی کر لی۔

غزوہ بنومصطلق کے سفر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے ساتھ تھیں۔ رفع حاجت کے لئے باہر گئیں تو ان کا ہار گم ہو گیا جسے وہ تلاش کرنے لگ گئیں۔ اسی دوران قافلہ روانہ ہو گیا۔ حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ کی ڈیوٹی یہ تھی کہ وہ قافلے کے پیچھے پیچھے آئیں تاکہ اگر کوئی گری پڑی چیز ہو یا کوئی کمزور یا بیمار

آدمی قافلے سے پیچھے رہ جائے تو اسے ساتھ لے کر آئیں۔ حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ساتھ لے کر جب قافلے سے آ کر ملے تو رئیس المنافقین کے ابلیسی ذہن نے فوراً فتنہ سازی کا تانا بانا بننا شروع کر دیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بدکاری کی تہمت لگائی، مہینہ بھر شدید اضطراب اور قلق میں گزرا جس کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سورہ نور میں دس آیات مبارکہ نازل فرما کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت فرمائی اور دشمنان اسلام کو آخرت میں عذاب عظیم کا مژدہ سنایا اور دنیا میں بھی ذلت اور رسوائی سے دوچار کیا۔

(38) **اسی ماہ** : شعبان 6 ہجری میں آپ ﷺ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی قیادت میں سریہ دیار بنی کلب روانہ فرمایا۔

(39) **اسی ماہ** : شعبان 6 ہجری میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قیادت میں سریہ دیار بنی سعد روانہ فرمایا۔

(40) **ایک ماہ بعد** : رمضان المبارک 6 ہجری میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قیادت میں سریہ وادی القریٰ روانہ فرمایا۔

(41) **ایک ماہ بعد** : شوال 6 ہجری میں حضرت کرز بن جابر فہری رضی اللہ عنہ کی قیادت میں سریہ عرینین روانہ فرمایا۔

(42) **ایک ماہ بعد** : ذوالقعدہ 6 ہجری میں غزوہ حدیبیہ پیش آیا۔ چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی معیت میں آپ ﷺ عمرہ کے لئے روانہ ہوئے۔ ذوالحلیفہ سے احرام باندھا۔ قربانی کے جانور ساتھ لئے عرب رواج کے مطابق ایک ایک نیام بند سفری تلوار ساتھ لی، لیکن قریش مکہ نے مسلمانوں کو مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا۔ حدیبیہ کے مقام پر باہمی گفتگو کے بعد درج ذیل شرائط پر صلح ہوئی۔

(ا) مسلمان اس سال عمرہ کئے بغیر واپس چلے جائیں اور اگلے سال نیام بند تلواروں کے ساتھ مکہ میں تین دن کے لئے آئیں اور عمرہ کر کے واپس چلے جائیں۔

(ب) دس سال تک فریقین آپس میں جنگ نہیں کریں گے۔

(ج) ہر شخص (یا قبیلے) کو مسلمانوں کے ساتھ یا قریش مکہ کے ساتھ عہد و پیمان کرنے کی آزادی ہوگی۔

(د) قریش مکہ کا جو شخص اپنے سرپرست کی اجازت کے بغیر مدینہ جائے گا اسے محمد ﷺ واپس کریں گے لیکن محمد ﷺ کے ساتھیوں میں سے جو شخص بھاگ کر مکہ آئے گا اسے قریش واپس نہیں کریں گے۔ ❶

صلح حدیبیہ کے بعد آپ ﷺ نے درج ذیل سلاطین اور امراء کی طرف دعوتی خطوط ارسال فرمائے۔

شاہِ حبش : حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کے ہاتھ آپ ﷺ نے شاہِ حبش کو اسلام کی دعوت دی اس نے اسلام قبول کیا اور آپ ﷺ کی ہدایت کے مطابق مہاجرین حبشہ کو بڑی عزت

---

❶ مذکورہ بالا شرائط سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس میں مسلمان خسارے میں رہے اور کفار فائدے میں رہے اس لئے ان شرائط کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اضطراب اور پریشانی پیدا ہوئی لیکن حدیبیہ سے مدینہ واپس جاتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے سورۃ الفتح نازل فرمائی جس میں اس صلح کو ''فتح مبین'' (عظیم فتح) قرار دیا۔ صلح حدیبیہ درج ذیل نتائج کے اعتبار سے واقعی فتح عظیم ثابت ہوئی۔

I) صلح حدیبیہ سے قبل مسلمانوں کی حیثیت باغیوں (Outlaws) کی سی تھی۔ صلح حدیبیہ کی رو سے مسلمانوں کو ایک مدمقابل فریق کی حیثیت حاصل ہوگئی۔

II) صلح حدیبیہ سے قبل دائرہ اسلام میں داخل ہونا گویا اپنی موت کو دعوت دینا تھا جبکہ صلح حدیبیہ میں یہ بات طے ہوگئی کہ جو شخص (یا قبیلہ) مسلمانوں کے ساتھ ملنا چاہے وہ بلا روک ٹوک مسلمانوں کے ساتھ مل سکتا ہے۔ یہ وہ عظیم فائدہ تھا جسے اللہ تعالیٰ نے جہاد کے ذریعہ حاصل کرنے کا حکم دیا تھا۔ صلح حدیبیہ میں یہ فائدہ جہاد کے بغیر مسلمانوں کو حاصل ہوگیا۔ (ملاحظہ ہو سورۃ البقرہ، آیت 193)

III) دس سال تک فریقین میں جنگ نہ ہونے کا معاہدہ کرنے کے بعد مسلمانوں کو ایک فائدہ تو یہ حاصل ہوا کہ سب سے بڑے دشمن (قریش مکہ) کی طرف سے حملہ کا خوف ختم ہوگیا اور یوں مدینہ کے باقی دشمنوں سے نمٹنا آسان ہوگیا۔ دوسرا فائدہ یہ ہوا کہ اسلام کی دعوت اور توسیع کے لئے مسلمانوں کو وہ موقع میسر آ گیا جو آج تک جنگوں کی وجہ سے میسر نہیں آرہا تھا۔ غور فرمایئے! صلح حدیبیہ سے قبل غزوہ احزاب میں اسلامی لشکر کی تعداد زیادہ سے زیادہ تین ہزار تھی جو کم از کم سترہ اٹھارہ سالہ محنت کا ثمر تھا جبکہ صلح حدیبیہ کے بعد صرف دو سال کی مدت میں فتح مکہ کے موقع پر اسلامی لشکر کی تعداد دس ہزار ہوگئی۔

IV) آخری نکتہ جس پر مسلمان زیادہ رنجیدہ اور غمزدہ تھے، وہ بھی عملاً مسلمانوں کے حق میں خیر کا باعث ہی بنا۔ ابو بصیر رضی اللہ عنہ مکہ سے بھاگ کر مدینہ منورہ آ گئے۔ قریش مکہ نے دو آدمی ارسال کئے کہ حسب معاہدہ ہمارا مفرور واپس کیا جائے۔ آپ ﷺ نے عہد کی پابندی کرتے ہوئے ابو بصیر رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ واپس کر دیا۔ راستہ میں حضرت ابو بصیر رضی اللہ عنہ نے ایک قاصد کو قتل کر دیا اور دوسرا قاصد بھاگ کر مدینہ واپس آ گیا۔ خود ابو بصیر رضی اللہ عنہ ساحل سمندر کی طرف چلے گئے۔ حضرت ابو بصیر رضی اللہ عنہ کا ٹھکانہ مکہ کے مظلوم مسلمانوں کے لئے پناہ گاہ بن گیا۔ اس راستے سے قریش مکہ کا جو بھی قافلہ گزرتا، مظلوم مسلمان اس سے اپنا بدلہ چکانے کی کوشش کرتے، بالآخر قریش مکہ نے تنگ آ کر نبی اکرم ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ﷺ براہ کرم اپنے لوگوں کو مدینہ بلالیں اور صلح کی یہ شرط ختم کر دیں۔ یوں صلح حدیبیہ کی تمام شرائط نے عملاً مسلمانوں کے لئے فتوحات کا دروازہ کھول دیا۔

اوراحترام کے ساتھ مدینہ بھیجا اس کی وفات پر آپ ﷺ نے اس کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی۔

شاہِ مصر : حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ آپ ﷺ نے شاہ مصر (مقوقس) کو دعوت اسلام کا پیغام ارسال فرمایا شاہ مصر ایمان تو نہ لایا لیکن آپ ﷺ کے قاصد کی عزت کی آپ ﷺ کو ایک خچر اور دو لونڈیاں ہدیۃً ارسال کیں آپ ﷺ نے ایک لونڈی ماریہ کو اپنے پاس رکھا جن کے بطن سے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے دوسری لونڈی سیرین حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو دے دی۔

شاہِ ایران : حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ شاہ ایران (خسرو پرویز) کو دعوت نامہ ارسال فرمایا اس نے تکبر کیا نامہ مبارک پھاڑ ڈالا آپ ﷺ نے سن کر فرمایا ''اللہ اس کی حکومت تباہ کرے۔'' پرویز نے گورنر یمن کو خط لکھا کہ محمد ﷺ کو گرفتار کرکے میرے پاس بھیجو۔ گورنر یمن (باذان) نے آپ ﷺ کو گرفتار کرنے کے لئے دو آدمی بھیجے۔ دونوں آدمی نبی اکرم ﷺ کے پاس پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا ''کل آنا'' دوسرے دن دونوں آدمی حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا ''پرویز قتل ہو چکا ہے اور اس کا بیٹا (شیرویہ) تخت نشین ہوا ہے اب تم دونوں واپس چلے جاؤ۔'' دونوں آدمی گورنر باذان کے پاس واپس آئے آکر خبر دی چند دن بعد خبر کی تصدیق ہوگئی تو باذان اپنے ساتھیوں سمیت مسلمان ہوگئے۔

شاہِ روم : حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے ذریعہ آپ ﷺ نے شاہ روم (ہرقل) کو نامہ مبارک پہنچایا اس وقت ہرقل بیت المقدس میں تھا۔ اس دوران میں قریش کا ایک قافلہ تجارت کی غرض سے ابوسفیان کی سرکردگی میں شام آیا ہوا تھا ہرقل نے ابوسفیان کو اپنے دربار میں طلب کیا اور نبی اکرم ﷺ کے بارے میں طویل گفت وشنید کے بعد یہ جواب دیا کہ اگر تمہاری باتیں درست ہیں تو یہ شخص بہت جلد اس جگہ کا مالک ہوگا جہاں میں ہوں اگر میں اس کے پاس ہوتا تو اس کے دونوں پاؤں دھوتا۔'' ہرقل نے آپ ﷺ کے سفیر کی بہت عزت کی آپ ﷺ کی خدمت میں تحائف بھجوائے لیکن اعیان سلطنت کے خوف کی وجہ سے خود ایمان نہیں لایا۔

شاہِ بحرین : حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کے ذریعہ شاہ بحرین (مقدر بن ساوی) کو دعوت نامہ ارسال کیا۔ شاہ بحرین خود بھی مسلمان ہوگیا اور ملک کی کثیر تعداد بھی مسلمان ہوگئی۔

شاہِ یمامہ : حضرت سلیط بن عمرو رضی اللہ عنہ کے ذریعہ حاکم یمامہ (ہوذہ بن علی) کو دعوت نامہ ارسال کیا اس نے قاصد کی عزت اور احترام کیا لیکن ایمان نہ لایا۔

شاہِ دمشق : حضرت شجاع بن وہب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ حاکم دمشق (حارث بن ابی شمر غسانی) کو دعوت نامہ ارسال کیا اس نے تکبر کیا اور ایمان نہ لایا۔

شاہِ عمان : حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے ہاتھ شاہ عمان (جیفر بن حلیدی) اور اس کے بھائی عبد بن حلیدی کو دعوت نامہ ارسال کیا، دونوں بھائی غور وفکر کے بعد مسلمان ہو گئے۔

(43) **دو ماہ بعد** : محرم 7 ہجری میں غزوہ غابہ (یا غزوہ ذی قرد) پیش آیا۔ اسلامی لشکر کامیاب وکامران واپس پلٹا۔

(44) **اسی ماہ** : (محرم 7 ہجری)......آپ ﷺ غزوہ خیبر کے لئے روانہ ہوئے۔ اسلامی لشکر کی تعداد 1400 تھی اس غزوہ میں صرف انہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شرکت کی اجازت ملی جنہوں نے حدیبیہ کے مقام پر بیعت رضوان کی عظیم سعادت حاصل کی تھی۔ خیبر میں آٹھ قلعے تھے (1) قلعہ ناعم، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں فتح ہوا، (2) قلعہ صعب بن معاذ، حضرت خباب بن منذر انصاری رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں فتح ہوا۔ اس کے بعد باری باری (3) قلعہ زبیر (4) قلعہ ابی (5) قلعہ نزار فتح ہوئے (6) قلعہ قموص (7) قلعہ وطیح اور (8) قلعہ سلالم بغیر جنگ کے مسلمانوں کے حوالے کر دیئے گئے۔ خیبر کی فتح سے مسلمانوں کو کثیر اموال غنیمت حاصل ہوئے۔ جنگ کے بعد یہودیوں کو جلا وطن کرنے کا فیصلہ ہوا، لیکن یہودیوں کی درخواست پر آپ ﷺ نے زمینوں کی نصف پیداوار پر معاملہ طے کر کے انہیں وہیں رہنے کی اجازت عنایت فرمادی۔

قیدی عورتوں میں یہودی سردار حیی بن اخطب (جو غزوہ بنو قریظہ میں قتل ہو چکا تھا) کی بیٹی اور کنانہ بن ابی الحقیق کی بیوہ صفیہ بھی تھیں۔ ایک صحابی کے کہنے پر آپ ﷺ نے صفیہ کو اپنے لئے بطور لونڈی منتخب فرمالیا، انہیں اسلام کی دعوت دی، وہ مسلمان ہو گئیں تو آپ ﷺ نے انہیں آزاد کر کے ان سے نکاح فرمالیا۔

فتح خیبر کے بعد یہودیوں نے آپ ﷺ کو قتل کے ارادے سے کھانے کی دعوت دی جس میں زہر آلود بکری تیار کی آپ ﷺ نے پہلا لقمہ چکھنے کے بعد فوراً تھوک دیا البتہ آپ ﷺ کے ساتھی

حضرت بشر بن براء رضی اللہ عنہ نے لقمہ نگل لیا اور ان کی موت واقع ہوگئی۔ آپ ﷺ نے پہلے تو دعوت کرنے والی عورت کو معاف فرما دیا لیکن جب بشر بن براء رضی اللہ عنہ کی موت واقع ہوگئی تو اسے قصاص میں قتل کروا دیا۔

فتح خیبر کے بعد آپ ﷺ نے فدک کی بستی کا رخ فرمایا۔ اہل فدک نے نصف پیداوار پر صلح کی پیش کش کی جسے آپ ﷺ نے قبول فرما لیا۔

فتح فدک کے بعد آپ ﷺ نے وادی القریٰ کا قصد فرمایا اور جنگ کے بعد اسے بھی فتح کر لیا۔

فتح وادی القریٰ کے بعد آپ ﷺ تیما بستی کی طرف روانہ ہوئے۔ اہل تیما نے صلح کی پیش کش کی جسے آپ ﷺ نے قبول فرما لیا۔

(45) **ایک ماہ بعد** : صفر 7ھ میں آپ ﷺ نے سریہ ربان بن سعید روانہ فرمایا۔

(46) **ایک ماہ بعد** : ربیع الاول 7ھ میں غزوہ ذات الرقاع پیش آیا جس میں آپ ﷺ چار صد یا (چھ صد) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر بعض سرکش قبائل کی سرکوبی کے لئے تشریف لے گئے۔

(47) **ایک ماہ بعد** : ربیع الاول 7ھ میں آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی کمان میں سریہ قدید روانہ فرمایا۔

(48) **تین ماہ بعد** : جمادی الثانی 7ھ میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں ایک رہزن قبیلہ کی سرکوبی کے لئے سریہ روانہ فرمایا۔

(49) **دو ماہ بعد** : شعبان 7ھ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک سریہ، بنو ہوازن کی سرکوبی کے لئے روانہ فرمایا۔

(50) **اسی ماہ** : شعبان 7ھ میں حضرت بشیر بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک سریہ بنو مرہ کی سرکوبی کے لئے روانہ فرمایا۔

(51) **ایک ماہ بعد** : رمضان 7ھ میں حضرت غالب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی کمان میں ایک سریہ بعض سرکش بدوی قبائل کی سرکوبی کے لئے روانہ فرمایا۔

(52) **ایک ماہ بعد** : شوال 7ھ میں حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک سریہ بنو غطفان کی سرکوبی کے لئے روانہ فرمایا۔

(53) **اسی ماہ** : شوال 7ھ میں حضرت بشیر بن کعب انصاری رضی اللہ عنہ کو مدینہ پر حملہ آور ہونے والے بعض قبائل کو منتشر کرنے کیلئے روانہ فرمایا۔

(54) **ایک ماہ بعد** : ذوالقعدہ 7ھ میں 1400 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ عمرہ قضا کا سفر اختیار فرمایا۔ اسی سفر میں آپ ﷺ نے حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔

(55) **ایک ماہ بعد** : ذوالحجہ 7ھ میں حضرت ابوالعوجاء رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں قبیلہ بنوسلیم کی طرف سریہ روانہ فرمایا۔

(56) **دو ماہ بعد** : صفر 8ھ میں سریہ غالب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روانہ فرمایا۔

(57) **ایک ماہ بعد** : ربیع الاول 8ھ میں حضرت کعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی قیادت میں سریہ ذات اطلح روانہ فرمایا۔

(58) **اسی ماہ** : ربیع الاول 8ھ میں حضرت شجاع بن وہب رضی اللہ عنہ کی کمان میں سریہ ذات عرق روانہ فرمایا۔

(59) **دو ماہ بعد** : جمادی الاول 8ھ میں اپنے قاصد کے قتل کا انتقام لینے کے لئے حضرت زید بن حارثہ کی قیادت میں 3 ہزار کا لشکر مُوتہ کی طرف ارسال فرمایا موتہ کے مقام پر 2 لاکھ مسلح رومی فوج سے خوں ریز جنگ ہوئی اس معرکہ میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ، حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ باری باری شہید ہوئے بالآخر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو سرخرو فرمایا۔

(60) **ایک ماہ بعد** : جمادی الثانی 8ھ میں بعض بدوی قبائل کے مدینہ پر حملہ آور ہونے کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں ان کی سرکوبی کے لئے لشکر روانہ فرمایا۔

(61) **دو ماہ بعد** : شعبان 8ھ میں آپ ﷺ نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں سریہ خضرہ روانہ فرمایا۔

(62) **ایک ماہ بعد** : رمضان 8ھ میں مکہ پر چڑھائی کا ارادہ فرمایا تو اہل مکہ کو بے خبر رکھنے کے لئے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں ایک سریہ بطن اضم (مدینہ منورہ سے 36 میل کے فاصلے پر

ایک مقام) کی طرف روانہ فرمایا لیکن بعد میں خود دس ہزار کا لشکر لے کر مکہ روانہ ہو گئے معمولی مزاحمت کے بعد مکہ فتح ہو گیا رسول اکرم ﷺ مسجد حرام میں تشریف لے گئے اور سب سے پہلے بیت اللہ شریف کو بتوں سے پاک کیا اور بعد میں نماز ادا فرمائی دروازہ پر کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا جس میں ﴿ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ﴾ ترجمہ: "تم پر آج کوئی گرفت نہیں۔" کا فرمان امروز جاری فرمایا اور اپنے جانی دشمنوں کو معاف فرما کر عفو ودرگزر کی ایسی عظیم الشان مثال قائم فرمائی جو رہتی دنیا تک اپنی مثال آپ رہے گی۔

(63) **اسی ماہ** : رمضان 8ھ میں مکہ مکرمہ ہی سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں عزیٰ نامی بت کے انہدام کے لئے سریہ ارسال فرمایا۔

(64) **اسی ماہ** : رمضان 8ھ میں مکہ مکرمہ ہی سے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو سواع نامی بت توڑنے کے لئے ایک اور سریہ ارسال فرمایا۔

(65) **اسی ماہ** : رمضان 8ھ میں مکہ مکرمہ ہی سے حضرت سعد بن زید اشہلی رضی اللہ عنہ کی قیادت میں مناۃ نامی بت گرانے کے لئے سریہ روانہ فرمایا۔

(66) **چند یوم بعد** : شوال 8ھ میں مکہ مکرمہ سے ہی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں بنو جزیمہ کو اسلام کی دعوت دینے کے لئے ایک جماعت روانہ فرمائی۔

(67) **چند یوم بعد** : شوال 8ھ میں آپ ﷺ غزوہ حنین کے لئے روانہ ہوئے ابتداء میں دشمن کی تیر اندازی سے مسلمانوں میں بھگدڑ مچی لیکن فوراً ہی رسول اکرم ﷺ کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے اردگرد اکٹھے ہو گئے اور گھمسان کا رن پڑا مشرکین کو شکست فاش ہوئی۔ غزوۂ حنین میں 6 ہزار قیدی، 24 ہزار اونٹ، 40 ہزار بکریاں اور کم وبیش 600 کلوگرام چاندی مسلمانوں کے ہاتھ آئی۔ غزوۂ طائف سے واپسی پر آپ ﷺ نے مال غنیمت اسلامی لشکر میں تقسیم فرما دیا تقسیم کے بعد ہوازن کا وفد مسلمان ہو کر حاضر خدمت ہوا اور آپ ﷺ سے قیدی رہا کرنے کی درخواست کی آپ ﷺ نے تمام قیدیوں کو ایک ایک قبطی چادر ہدیۃً عنایت فرما کر رہا فرما دیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے عمرہ ادا فرمایا اور 24 ذوالقعدہ 8ھ کو مدینہ واپس تشریف لائے۔

(68) **غزوہ حنین کے بعد** : مشرکین کا ایک گروہ وادی نخلہ کی طرف بھاگ گیا۔ آپ ﷺ نے ایک دستہ ان کے تعاقب میں روانہ فرمایا۔ مشرکین کا دوسرا گروہ اوطاس کی طرف

بھاگ نکلا۔ آپ ﷺ نے حضرت ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک دستہ ان کے تعاقب میں ارسال فرمایا۔ شکست خوردہ مشرکین کا ایک ٹولہ نخلہ کی طرف بھاگا۔ آپ ﷺ نے چند صحابہ رضی اللہ عنہم کو ان کے تعاقب میں ارسال فرمایا۔ شکست خوردہ مشرکین کا سب سے بڑا گروہ طائف کی طرف بھاگا اور قلعہ بند ہو گیا۔ اس کا تعاقب آپ ﷺ نے خود فرمایا۔ چند روز قلعہ طائف کا محاصرہ کرنے کے بعد آپ ﷺ واپس تشریف لے آئے۔

(69) **ایک ماہ بعد** : محرم 9ھ میں حضرت عیینہ بن حصن رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک سریہ بنو تمیم کی طرف روانہ فرمایا یہ لوگ مسلمان ہو گئے۔

(70) **ایک ماہ بعد** : صفر 9ھ میں آپ ﷺ نے حضرت قطبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں ایک سریہ روانہ فرمایا۔

(71) **ایک ماہ بعد** : ربیع الاول 9ھ میں آپ ﷺ نے حضرت ضحاک بن سفیان کلابی رضی اللہ عنہ کی قیادت میں تبلیغ اسلام کے لئے ایک سریہ روانہ فرمایا۔

(72) **اسی ماہ** : ربیع الاول 9ھ میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی کمان میں قبیلہ طے کا بت (قلس) منہدم کرنے کیلئے ایک سریہ ارسال فرمایا۔

(73) **ایک ماہ بعد** : ربیع الثانی 9ھ میں حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں ساحل جدہ پر موجود چند ڈاکوؤں کی سرکوبی کے لئے ایک سریہ روانہ فرمایا۔

(74) **تین ماہ بعد** : رجب 9ھ میں غزوہ تبوک پیش آیا۔ وقت کی سب سے بڑی سیاسی اور جنگی قوت روم سے مقابلہ کرنے کے لئے آپ ﷺ تیس ہزار صحابہ کرام ﷺ کے ساتھ تبوک روانہ ہوئے اللہ تعالیٰ نے رومیوں کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب اور خوف ڈال دیا اور وہ مقابلہ پر آنے کی جرأت نہ کر سکے۔ تبوک میں قیام کے دوران ایلہ، جرباء، دومۃ الجندل کے حکام سے صلح کے معاہدے فرمائے۔ آپ ﷺ نے تبوک میں بیس روز قیام فرمایا اور واپس مدینہ تشریف لے آئے۔ تبوک کے بلا جنگ سفر نے صرف عالم عرب پر ہی نہیں بلکہ پوری دنیا پر اسلامی حکومت کی دھاک بٹھا دی۔

تبوک سے واپسی پر منافقین نے ایک تنگ گھاٹی میں رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کی سازش کی لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو محفوظ رکھا۔

مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد منافقین کی قوت کا قلع قمع کرنے کے لئے آپ ﷺ نے ان کی سازشوں اور دیسیہ کاریوں کے مرکز مسجد ضرار کو منہدم کروادیا۔

غزوۂ تبوک کی عظیم الشان فتح نے تسخیر عرب کا دروازہ کھول دیا لوگ جوق درجوق اسلام قبول کرنے لگے 9 اور 10 ہجری دو سالوں میں کم وبیش 70 وفود از خود حاضر خدمت ہوئے اور اسلام قبول کیا۔

ذوالقعدہ 9ھ میں آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امارت میں 300 صحابہ کرام کو حج کے لئے روانہ فرمایا۔ ❶ اور ذی الحجہ 10 ھ میں آپ ﷺ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار (یا چوالیس ہزار) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی معیت میں پہلا اور آخری حج ادا فرمایا جسے حجۃ الوداع کہا جاتا ہے۔

(75) آپ ﷺ کی حیات طیبہ کا آخری سریہ ''جیش اسامہ بن زید'' تھا جس میں آپ ﷺ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو امیر لشکر بنا کر سرزمین بلقاء و فلسطین کی طرف روانہ ہونے کا حکم دیا۔ 29 صفر 11 ہجری کو رسول اکرم ﷺ کے مرض الموت کی ابتداء ہوئی۔ آپ ﷺ کے مرض کے دوران ہی یہ سریہ روانہ ہوا، لیکن مقام جرف (مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک مقام) تک پہنچتے پہنچتے آپ ﷺ کا مرض شدت اختیار کر گیا، لہٰذا وہیں سے لشکر کو واپس آنا پڑا۔ رسول اکرم ﷺ نے 13 یا 14 روز مرض کی تکلیف برداشت فرمائی اور بروز سوموار 12 ربیع الاول 11 ھ کو ظہر سے قبل 63 سال کی عمر میں روح مبارک قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ!

رسول اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ کا موضوع بلاشبہ ایک بحر بیکراں کی حیثیت رکھتا ہے جس پر گزشتہ چودہ صدیوں میں اپنوں اور پرایوں نے بہت کچھ لکھا ہے اور قیامت تک مسلسل لکھا جاتا رہے گا چند صفحات میں آپ ﷺ کی حیات طیبہ کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرنا تو امر محال ہے مذکورہ بالا سطور میں آپ ﷺ کی

---

❶ اس حج میں مشرکین بھی شامل تھے انہوں نے اپنے طریقہ پر حج کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیج کر آئندہ کے لئے یہ اعلان کروادیا کہ مشرکین سے کئے گئے تمام معاہدے منسوخ سمجھے جائیں، اسے اعلان برأت کہا جاتا ہے اس اعلان کے نتیجے میں عرب میں شرک اور مشرکین کا وجود عملاً خلاف قانون ٹھہرا اعلان برأت کے ساتھ ہی آپ ﷺ نے یہ اعلان کرنے کی ہدایت فرمائی ① دین اسلام قبول نہ کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا ② آئندہ کوئی مشرک حج کے لئے نہ آئے ③ بیت اللہ کے گرد عریاں طواف کرنا منع ہے ④ جن قبائل نے معاہدوں کی خلاف ورزی نہیں کی ان کے ساتھ مدت معاہدہ پوری کی جائے گی۔

حیات طیبہ کے صرف ایک ہی پہلو (یعنی غلبہ اسلام کے لئے آپ ﷺ کی جدوجہد) کا جو اجمالی خاکہ مرتب کیا گیا ہے وہ بھی یقیناً بہت ہی تشنہ ہے۔ تاہم اس اجمالی خاکہ سے دو باتیں ہر شخص بآسانی محسوس کرسکتا ہے۔

اوّلاً بعثت مبارک کے بعد رسول اکرم ﷺ نے اپنی ساری زندگی دعوت اسلام اور غلبۂ اسلام کے لئے اس طرح کھپادی کہ واقعی منصب رسالت کا حق ادا کردیا۔ آپ ﷺ نے کسی کے مذاق اور استہزاء کی پروا کی نہ کسی چھوٹے یا بڑے کی مخالفت کو خاطر میں لائے، کسی اپنے یا پرائے کی دھمکی اور دباؤ کے سامنے جھکے نہ کسی کے ظلم اور جبر سے خوف زدہ ہوئے، قتل کی دھمکیوں سے مرعوب ہوئے نہ قتل کی پے در پے سازشوں اور وارداتوں سے ڈگمگائے۔ کسی قسم کا طمع یا لالچ آپ ﷺ کو راستے سے ہٹا سکا نہ ہی کسی کی تکذیب اور تکفیر آپ ﷺ کی منزل کھوٹی کرسکی۔ جب تک خفیہ دعوت کی اجازت تھی خفیہ دعوت دی، جب کنبے اور قبیلے کو دعوت دینے کا حکم ملا تو کنبے اور قبیلے کو دعوت دینی شروع کردی جب علی الاعلان دعوت کا حکم ملا تو فوراً علی الاعلان دعوت کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ایک ایک دروازے پر دستک دی، ایک ایک فرد کو سمجھایا، سرداروں کو بھی عامیوں کو بھی، اپنوں کو بھی غیروں کو بھی، امیروں کو بھی غریبوں کو بھی، مردوں کو بھی عورتوں کو بھی، بچوں کو بھی بوڑھوں کو بھی۔ دن کے وقت بھی سمجھایا راتوں کو بھی سمجھایا، ہانکے پکارے بھی سمجھایا اور چپکے چپکے بھی سمجھایا، کبھی حرم کے اندر کبھی حرم سے باہر، کبھی گلیوں میں کبھی گھروں میں، کبھی عکاظ کے میلوں میں کبھی ذوالمجاز کے بازاروں میں، کبھی منیٰ کی گھاٹیوں میں کبھی مزدلفہ اور عرفات کے میدانوں میں، کبھی شعب ابی طالب کے مصائب و آلام کے دوران اور کبھی طائف میں برستے پتھروں کی بارش میں۔ دن یہاں اور رات وہاں، نہ اِدھر قرار نہ اُدھر چین!

مکی زندگی کے بعد مدنی زندگی کا آغاز ہوا تو ایک نئے انداز سے کشمکش شروع ہوگئی۔ مکہ میں صرف ایک دشمن سے واسطہ تھا مدینہ منورہ میں چومکھی لڑائی لڑنی پڑی۔ [1] آج میدان بدر میں ہیں تو کل غزوہ بنو قینقاع درپیش ہے، ابھی غزوہ اُحد کے صدمہ سے سنبھل نہیں پائے کہ رجیع اور بیئر معونہ کے جگر پاش اور المناک حادثوں نے آلیا، کبھی غزوہ بنونضیر ہے تو کبھی غزوہ دومۃ الجندل ہے، ادھر غزوہ احزاب سے فارغ ہوئے ادھر غزوہ بنوقریظہ کا حکم آگیا، غزوہ بنومصطلق سے ابھی مدینہ منورہ واپسی بھی نہیں ہوئی تھی کہ واقعہ افک کے زہرناک فتنے نے آلیا۔

---

[1] مدینہ منورہ میں قریش مکہ کے علاوہ تین دشمنوں کا مزید اضافہ ہوگیا ① یہود ونصاریٰ ② بدوی قبائل اور ③ منافقین۔

غزوہ حدیبیہ سے فرصت ملی تو غزوہ خیبر کی تیاری شروع ہوگئی۔غزوہ ذات الرقاع سے واپسی ہوئی تو معرکہ موتہ درپیش تھا،غزوہ مکہ سے فارغ ہوئے تو ساتھ ہی غزوہ حنین اور غزوہ طائف کے لئے روانہ ہونا پڑا، ملک کے اندر غزوات اور سرایا سے قدرے سکون ملا تو غیر ملکی مہمات کا سلسلہ تیار تھا۔انتہائی کٹھن اور مشکل حالات میں پہلے غزوہ تبوک کا معرکہ سر کیا پھر عین مرض الموت میں سریہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ روانہ فرمایا۔ساری زندگی اسی کشمکش اور جدوجہد میں گزر گئی۔ یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ کے دن سے لے کر بَلِ الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی کے لمحہ تک نہ تو کوئی چین کا دن نصیب ہوا نہ آرام کی رات میسر آئی۔رسول اکرم ﷺ کی یہ ساری جانگسل کشمکش اور دن رات کی مسلسل جدوجہد کسی خطہ زمین پر قبضہ کرنے کے لئے تھی نہ مال و دولت سمیٹنے کے لئے ، جاہ وحشمت کا حصول مطلوب تھا نہ ہی اپنی بادشاہت کا سکہ جمانا مقصود تھا،صرف ایک ہی بات پیش نظر تھی کہ منصب رسالت کا حق ادا ہو جائے۔

بعثت مبارک کے چودہ پندرہ سو سال بعد پوری دنیا میں مشرق و مغرب کے آخری کناروں تک بلند ہونے والا پرچم توحید اس بات کی گواہی دے رہا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے واقعی منصب رسالت کا حق ادا فرمایا۔ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اکرم ﷺ نے جب ایک لاکھ سے زائد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دریافت فرمایا ''قیامت کے روز تم سے میرے بارے میں سوال کیا جائے گا ،بتاؤ،تم کیا جواب دو گے؟'' تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیک زبان یہ جواب دیا "قَدْ بَلَّغْتَ وَ اَدَّیْتَ وَ نَصَحْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ" (یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچادیا،حق رسالت ادا کیا اور ہر طرح سے امت کی خیر خواہی کی۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ بے ساختہ گواہی،مبالغہ آرائی تھی نہ محض کلمات تحسین تھے بلکہ یہ ایک ایسی حقیقت تھی جس کا مشاہدہ ایک لاکھ سے زائد انسان گزشتہ 23 برس سے مسلسل اپنی کھلی آنکھوں سے کرتے چلے آرہے تھے۔ یہ ہے وہ پہلی بات جسے آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کرنے کے بعد ہر آدمی بڑی آسانی سے محسوس کرسکتا ہے۔سیرت طیبہ کے اس پہلو میں ہمارے لئے قابل توجہ بات یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے جس اسلام کی خاطر اتنی قربانیاں دیں،مصائب وآلام برداشت کئے زندگی بھر مضطرب اور بے چین رہے،اس اسلام کی دعوت واشاعت کیلئے ہم نے کتنی قربانیاں دیں کتنے مصائب وآلام برداشت کئے کتنا اضطراب اور بے چینی محسوس کی؟اس سوال کا جواب دینا نہ صرف ''خیــــر أمة'' کی حیثیت سے بلکہ حقوق رحمۃ للعالمین ﷺ کے حوالہ سے بھی ہم سب پر فرض ہے۔

ثانیاً جس بات کی طرف ہم سیرت طیبہ کے حوالے سے اپنے قارئین کرام کی توجہ دلانا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ جس ذات گرامی نے ہماری ہدایت کے لئے عمر بھر مصائب و آلام برداشت کئے، گالیاں سنیں، پتھر کھائے، گھر بار چھوڑا، رات دن کا چین اور سکون حرام کیا، جس ذات گرامی نے ہمیں ہمارے خالق اور مالک سے روشناس کرایا، عقیدہ توحید کا شعور بخشا، ہمیں سونے، جاگنے، اٹھنے، بیٹھنے، چلنے، پھرنے، کھانے، پینے، پہننے، گفتگو کرنے حتی کہ طہارت اور پاکیزگی تک کے آداب سکھلائے۔ نہ جانے عمر عزیز کی کتنی راتیں ہماری مغفرت کے لئے رو رو کر گزاریں۔ سات آسمانوں کے اوپر جا کر بھی ہمیں فراموش نہیں فرمایا، زندگی کے آخری سانس تک ہماری ہدایت اور مغفرت کے لئے مضطرب اور بے چین رہے، قیامت کے روز بھی ہماری مغفرت کی خاطر اللہ تعالیٰ کے حضور طویل مدت تک سجدہ ریز ہو کر شفاعت کبریٰ کی اجازت حاصل کریں گے۔ حالتِ اضطراب میں کبھی مقام حساب پر، کبھی مقام میزان پر اور کبھی صراط پر ہماری خبر گیری فرمائیں گے۔ جہنم میں جانے کے بعد بھی لوگوں کو جہنم سے رہائی دلانے کے لئے بار بار اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوں گے۔ کیا اس محسن اعظم ﷺ کے ہم پر بھی کوئی حقوق ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں تو کون سے حقوق ہیں؟ کبھی ہم نے شعوری طور پر ان حقوق کو جاننے اور ادا کرنے کی کوشش کی ہے؟

یہ ہے وہ دوسری اہم ترین بات جس کی طرف ہم اپنے قارئین کرام کی توجہ مبذول کرانا چاہتے ہیں۔

حقوق رحمۃ للعالمین ﷺ:

کتاب وسنت کے مطالعہ سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی امت کے ہر فرد پر درج ذیل دس (10) حقوق عائد ہوتے ہیں، جنہیں بجالانا ہر فرد کے ذمہ واجب ہے۔

① آپ ﷺ پر ایمان لانا۔
② آپ ﷺ کی اتباع کرنا۔
③ آپ ﷺ سے محبت کرنا۔
④ آپ ﷺ کا ادب کرنا۔
⑤ آپ ﷺ پر درود بھیجنا۔
⑥ آپ ﷺ کی ذات مبارک کا دفاع کرنا۔
⑦ آپ ﷺ کے دین کی نصرت کرنا۔
⑧ آپ ﷺ کے دوستوں سے دوستی اور دشمنوں سے دشمنی رکھنا۔
⑨ اہل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کرنا۔
⑩ آپ ﷺ سے جفانہ کرنا۔

مذکورہ بالا دس حقوق کی تفصیل قارئین کو کتاب ہذا کے ابواب میں مل جائے گی بعض حقوق کی اہمیت کے پیش نظر ہم ان کا یہاں الگ تذکرہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں جو درج ذیل ہیں:

① آپ ﷺ پر ایمان لانا:

آپ ﷺ کی بعثت مبارک کے بعد مشرق و مغرب کے تمام جن وانس پر یہ واجب ہے کہ وہ آپ ﷺ پر ایمان لائیں۔ ایسا ایمان، جیسا ایمان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم لائے تھے نہ تو کفار کی بے پناہ طاقت اور قوت انہیں خوفزدہ کرسکی نہ ہی کفار کے مظالم ان کے پائے استقلال میں کوئی لغزش پیدا کر سکے۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

① حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ...... قریشی سردار امیہ بن خلف کے غلام تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو سزا دینے کے لئے امیہ انہیں مکہ کی شدید گرم ریت پر لٹا کر بھاری پتھر سینے پر رکھ دیتا تا کہ حرکت نہ کرسکیں۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے بلال رضی اللہ عنہ کو ایسی تپتی زمین پر لیٹے دیکھا ہے کہ اس پر اگر گوشت رکھ دیا جاتا تو وہ بھی جل جاتا۔ کبھی امیہ، حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو لڑکوں کے حوالے کر دیتا، وہ آپ رضی اللہ عنہ کے گلے میں رسی ڈال کر مکہ کی گلیوں اور گھاٹیوں میں گھسیٹتے پھرتے، شام کے وقت حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پاؤں باندھ کر قید میں ڈال دیا جاتا اور رات کے وقت کوڑوں سے مارا جاتا۔ ان سارے سفاکانہ مظالم کے باوجود حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے پائے ثبات میں ذرہ برابر لغزش پیدا نہ ہوئی۔

② حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ...... ایک پتھر دل عورت ...... ام انمار، لعنہا اللہ...... کے غلام تھے۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ ایمان لائے تو ان کے کپڑے اتروا کر دہکتے انگاروں پر لٹا دیتی اور سینے پر بھاری پتھر رکھ دیتی یا کسی آدمی کو سینے پر کھڑا کر دیتی کہ پہلو نہ بدل سکیں۔ کبھی آپ کو لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں لٹا دیتی، کبھی لوہا گرم کر کے حضرت خباب رضی اللہ عنہ کے سر کو داغتی۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ یہ تمام لرزہ خیز مظالم سہتے رہے، لیکن اپنے ایمان پر پہاڑ کی طرح سر بلند، عزیمت اور استقامت سے ڈٹے رہے۔

③ حضرت ابوفکیہہ رضی اللہ عنہ ...... ایمان لانے کے جرم میں حضرت ابوفکیہہ رضی اللہ عنہ کو بھی حضرت بلال رضی اللہ عنہ جیسے مظالم سہنے پڑے۔ یہ بھی امیہ بن خلف ......لعنہ اللہ...... کے غلام تھے۔ ایک روز امیہ نے حضرت ابوفکیہہ رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں رسی باندھی اور گھسیٹتے ہوئے باہر لے گیا، تپتی ریت پر لٹا دیا اور اس زور سے گلا دبایا کہ حضرت ابوفکیہہ رضی اللہ عنہ کی زبان باہر نکل آئی۔

④ آل یاسر رضی اللہ عنہم ...... یمن کے باشندے تھے اور بنو مخزوم کے غلام تھے۔ ابو جہل ......لعنہ اللہ...... انہیں بھی انتہائی ظالمانہ سزائیں دیتا، پانی میں غوطے دینا، گرم ریت پر لٹانا، دھوپ میں کھڑے رکھنا اور کوڑوں سے مارنا، روزمرہ کی سزائیں تھیں۔

مشرکین مکہ کے یہ لرزہ خیز مظالم صرف غلاموں کے لئے خاص نہ تھے بلکہ ایمان لانے والے آزاد لوگوں کے ساتھ بھی یہی ظالمانہ سلوک کیا جاتا۔ غلاموں کو تو ان کے مالک سزا دیتے اور آزاد لوگوں کو ان کے قریبی اعزہ......باپ، بھائی، چچا وغیرہ سزائیں دیتے۔

قریشی سردار سہیل بن عمرو کے دونوں بیٹوں حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو باپ نے دونوں بیٹوں کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر قید کر دیا، دونوں بھائی سالہا سال قید و بند کی مصیبتیں جھیلتے رہے۔

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو ان کے چچا نوفل بن خویلد نے ان پر مظالم ڈھانے شروع کر دیئے، چٹائی میں لپیٹ کر آگ سلگاتا اور دھونی دے کر اسلام چھوڑنے پر مجبور کرتا۔

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ایک امیر اور خوشحال گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ ایمان لائے تو گھر والوں نے ہاتھ پاؤں باندھ کر قید تنہائی میں ڈال دیا۔ ایمان پر ڈٹے رہے تو گھر سے نکال دیا اور پھر اسی بے سروسامانی کی حالت میں حبشہ روانہ ہو گئے۔

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کو ان کا بڑا بھائی عثمان بن عبیداللہ رسیوں سے باندھ کر پیٹتا۔

حضرت عیاش بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ (ماں کی طرف سے ابو جہل کے بھائی) حضرت سلمہ بن ہشام رضی اللہ عنہ (باپ کی طرف سے ابو جہل کے بھائی) اور حضرت ولید بن مغیرہ رضی اللہ عنہ (حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے بھائی) تینوں کو ایمان لانے کے جرم میں اشراف مکہ نے بیڑیاں پہنا کر قید کر دیا، جہاں تینوں حضرات کئی سال تک قید و بند کی مصیبتیں برداشت کرتے رہے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ ایمان لائے تو مشرکین مکہ نے حرم شریف کے اندر ہی اتنا مارا کہ سارا بدن لہولہان ہو گیا۔

حضرت عبداللہ (عبدالعزیٰ) رضی اللہ عنہ ایمان لائے تو ان کے سرپرست چچا نے نہ صرف گھر سے نکال دیا بلکہ بدن کے کپڑے تک اتروا لئے۔ والدہ نے ترس کھا کر تن ڈھانپنے کے لئے ایک چادر دی۔ حضرت

عبداللہ رضی اللہ عنہ نے چادر کے دو ٹکڑے کئے، ایک تہ بند بنالیا اور ایک کندھوں پر ڈال لیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اسی حالت میں تن تنہا مدینہ منورہ روانہ ہوگئے۔ رسول اکرم ﷺ نے آپ کو ذوالبجادین (دو کپڑوں والا) کا لقب عطا فرمایا۔

ایمان لانے کے معاملے میں صرف مردوں نے ہی نہیں بلکہ خواتین نے بھی استقامت اور عزیمت کی ایسی ایسی نادر روزگار مثالیں پیش کیں کہ زمین آسمان دنگ رہ گئے۔ ایمان پر ثابت قدمی اور صبر وثبات کے معاملے میں حضرت سمیہ بنت خباط رضی اللہ عنہا کا نام نامی نصف النہار پر چمکتا ہوا ایسا سورج ہے جس کی کرنوں سے اہل ایمان قیامت تک اپنے ایمان کو جلا بخشتے رہیں گے۔ ابوجہل ......لعنہ اللہ...... حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کو لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں کھڑا کر دیتا، گالیاں بکتا اور کہتا ''محمد کے دین کا مزہ چکھ'' نحیف ونزار بوڑھی خاتون کی ایمان پر ثابت قدمی سے زچ ہو کر ایک روز بدبخت نے حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کی شرمگاہ میں نیزہ مارا جس سے وہ شہید ہوگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

حضرت زِنیرہ رضی اللہ عنہا پر ابوجہل ......لعنہ اللہ...... نے اتنا تشدد کیا کہ وہ بینائی سے محروم ہوگئیں۔ حضرت لبینہ رضی اللہ عنہا کو حضرت عمر بن خطاب مارتے مارتے تھک جاتے اور کہتے ''میں تمہیں ترس کھا کر نہیں چھوڑ رہا بلکہ تھک گیا ہوں اس لئے چھوڑ رہا ہوں۔'' حضرت لبینہ رضی اللہ عنہا کا ایک ہی جواب ہوتا ''محمد کا دین ہر گز نہیں چھوڑوں گی۔''

حضرت نہدیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام عبیس رضی اللہ عنہا نے بھی ایمان لانے کے جرم میں بے پناہ مظالم برداشت کئے، لیکن ان کے پائے استقلال میں ذرہ برابر لغزش نہ آئی۔

مکہ مکرمہ میں مشرکین مکہ کے ظلم وستم کا طوفان جب ناقابل برداشت ہوگیا تو مومن مردوں اور عورتوں نے اپنے گھر بار، کاروبار، جائیدادیں اور اعزہ واقارب کو چھوڑنے میں لحہ بھر کے لئے تامل نہ کیا اور تن بدن کے دو کپڑوں میں دور دراز اجنبی ملک حبشہ روانہ ہوگئے یا پھر یثرب میں پناہ لی۔

یہ ہے وہ ایمان جو حقوق رحمۃ للعالمین ﷺ میں سب سے سرفہرست ہے۔ شریعت کا مطالبہ یہ ہے کہ ایمان لانا ہے تو ویسا ہی ایمان لاؤ جیسا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایمان لائے تھے ﴿اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ﴾ (13:2)

② صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ادب اور احترام:

رسول اکرم ﷺ کی ذات مبارک کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی وہ پاکباز اور مقدس ہستیاں ہیں جو انتہائی خوف اور دہشت کے ماحول میں سخت ترین آزمائشوں کے باوجود ایمان لائے اور رسول اکرم ﷺ کی رفاقت کا حق ادا کیا۔ اپنی جان ومال، عزت وآبرو، گھربار، اعزہ واقارب حتی کہ ماں باپ تک سب کچھ قربان کردیا، لیکن ایمان پر ثابت قدم رہے۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے "میرے صحابہ کو برا نہ کہو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی شخص اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو صحابہ کے مُد یا آدھے مُد کے ثواب کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتا۔" (مسلم) ایک دوسری حدیث میں ارشاد مبارک ہے "جس نے میرے صحابی کو برا بھلا کہا اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور سارے ایمان والوں کی لعنت ہے اللہ اس کی فرض یا نفل عبادت قبول نہیں فرمائے گا۔" (خطیب) پس رسول اکرم ﷺ کے حقوق میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بلا امتیاز ایک جیسا ادب اور احترام کیا جائے، ان سے محبت کی جائے ان کے فضائل اور محاسن بیان کئے جائیں۔ دین اسلام کو ساری دنیا میں پھیلانے کے لئے ان کی جدوجہد اور قربانیوں کا اعتراف کیا جائے۔ آج چودہ صدیاں گزرنے کے باوجود اگر ہم مسلمان ہیں تو بلا مبالغہ اس کا سہرا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سر ہے یا دوسرے الفاظ میں یوں کہہ لیجئے کہ ہمارا ایمان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان کا محتاج ہے، جنہوں نے ہر طرح کی صعوبتیں اور تکلیفیں اٹھا کر دنیا بھر کے سفر کئے اور پوری دنیا کو ایمان کے نور سے منور کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس بے لوث جدوجہد اور قربانیوں کی تحسین اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے خود قرآن مجید میں ارشاد فرمائی ہے۔ مہاجرین کی فضیلت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا وَّ يَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ○﴾ (8:59)

"مال فے ان فقیر مہاجرین کے لئے ہے جو اپنے گھروں اور جائیدادوں سے نکال باہر کئے گئے۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی خوشنودی چاہتے ہیں اور (ہر وقت) اللہ اور اس کے رسول کی مدد میں لگے رہتے ہیں یہی لوگ (دعویٰ ایمان میں) سچے ہیں۔" (سورۃ الحشر، آیت نمبر 8)

انصار مدینہ کی فضیلت اللہ تعالیٰ نے درج ذیل الفاظ میں بیان فرمائی:

﴿وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَ الْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَ لَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا اُوْتُوْا وَ يُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾(9:59)

''مال فے ان لوگوں کے لئے بھی ہے جو مہاجرین کی (مدینہ) آمد سے پہلے ایمان لا کر دار الہجرت (یعنی مدینہ منورہ میں مقیم تھے مراد ہیں انصار مدینہ) یہ ان لوگوں سے محبت کرتے ہیں جو ہجرت کر کے ان کے پاس آتے ہیں اور جو کچھ بھی مہاجرین کو (رسول اللہ ﷺ کی طرف سے) دیا جائے اس کی ضرورت اپنے دلوں میں محسوس نہیں کرتے اور اپنی ذات پر دوسروں (یعنی مہاجرین مکہ) کو ترجیح دیتے ہیں خواہ وہ خود ہی محتاج ہوں۔'' (سورہ الحشر، آیت نمبر 9) ❶

مہاجرین اور انصار مدینہ کی انہی قربانیوں اور خلوص کی بناء پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تمام اہل ایمان کو یہ حکم دیا ہے کہ تم سب ان کی مغفرت کے لئے دعا کیا کرو اور اس بات کی دعا بھی کیا کرو کہ یا اللہ! ہمارے دلوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں کسی قسم کی کدورت پیدا نہ ہونے پائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ الَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَ لَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝﴾(10:59)

''اور یہ مال فے ان لوگوں کے لئے بھی ہے جو صحابہ کرام کے بعد آئیں گے اور کہیں گے، اے ہمارے رب! ہمارے اور ہمارے ان سب بھائیوں کے گناہ معاف فرما جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دلوں میں اہل ایمان کے لئے کوئی بغض نہ رکھ، اے ہمارے رب! تو بڑا مہربان اور رحم فرمانے والا

❶ اس آیت کی تشریح میں مفسرین نے ایک انصاری کے ایثار کا بڑا عجیب وغریب واقعہ لکھا ہے جو ہم سب کے لئے سبق آموز ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک شخص (شاید حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کی ''یا رسول اللہ ﷺ! میں بھوکا ہوں مجھے کھانا کھلایئے۔'' آپ ﷺ نے اپنے گھروں سے کھانے کا پتہ کروایا، لیکن اپنے گھروں میں سے کوئی چیز نہ ملی تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا ''تم میں سے کون ہے جو آج کی رات اس کی مہمانی کرے، اللہ اس پر رحم فرمائے۔'' ایک انصاری (حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ) نے عرض کی ''یا رسول اللہ ﷺ! آج رات یہاں اس کی مہمانی کروں گا چنانچہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اس آدمی کو اپنے گھر لے گئے اور اپنی بیوی سے کہا ''یہ رسول اللہ ﷺ کا مہمان ہے، گھر میں جو کچھ ہے، اسے کھلاؤ۔'' وہ کہنے لگی ''اللہ کی قسم ہمارے ہاں تو مشکل سے بچوں کا کھانا ہے۔'' حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا ''اچھا آج کی رات جب بچے کھانا مانگیں تو انہیں سلا دینا اور جب ہم دونوں کھانا کھانے بیٹھیں تو چراغ بجھا دینا، ہم دونوں کھانا نہیں کھائیں گے اور مہمان کھا لے گا۔'' حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ایسا ہی کیا۔ صبح جب حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''آج رات اللہ تم دونوں پر بہت خوش ہوا ہے اور (تمہارے طریقہ ایثار پر) اللہ تعالیٰ کو ہنسی آگئی۔'' (بخاری)

ہے۔'' (سورہ الحشر، آیت نمبر10)

مذکورہ بالا آیت سے یہ بات صاف طور پر معلوم ہوتی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد آنے والے تمام مسلمانوں کا ایمان اور اسلام قابل قبول ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ شرط رکھی ہے کہ وہ اپنے دلوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے ادب اور احترام رکھتے ہوں ان کی فضیلت اور عظمت کا اعتراف کرتے ہوں اور ان کے لئے دعا کرتے ہوں۔ حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ امت مسلمہ کے تین گروہ ہیں جن میں سے دو تو گزر چکے ہیں یعنی مہاجرین اور انصار، باقی صرف ایک ہی گروہ ہے یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کرنے والا، ان کے فضائل ومناقب بیان کرنے والا، لہٰذا جس نے امت میں کوئی مقام حاصل کرنا ہے وہ اس تیسرے گروہ میں شامل ہو جائے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان بعض غلط فہمیاں پیدا ہوئیں جن کی بناء پر ناخوش گوار واقعات بھی ظہور پذیر ہوئے، لیکن درج ذیل وجوہات کی بناء پر ہمارا موقف یہ ہے کہ ان واقعات کے بارے میں اہل ایمان کو مکمل سکوت اختیار کرنا چاہئے اور کسی بھی قسم کے تبصرے سے گریز کرنا چاہئے۔

① اللہ تعالیٰ نے بلا استثناء تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے ﴿أُولَـٰئِكَ هُمُ الصَّـٰدِقُونَ (8:59)﴾ ''وہی سچے ہیں، ﴿فَأُولَـٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (9:59)﴾ ''وہی فلاح پانے والے ہیں۔'' ﴿رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ (22:5)﴾ ''اللہ ان سے راضی ہوا وہ اللہ سے راضی ہوئے۔'' جیسے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ان ارشادات کے بعد کسی بھی صحابی کے بارے میں کوئی ایسی بات کہنا جس سے بے ادبی، گستاخی یا تنقیص کا پہلو نکلتا ہو، اپنے ایمان کی بربادی کے مترادف ہے۔

② خود رسول اکرم ﷺ نے حکم دیا ہے کہ میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو برا نہ کہو (مسلم) آپ ﷺ کی اطاعت اور فرمانبرداری کا تقاضا یہی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے باہمی اختلافات پر بحث کرنے کے بجائے مکمل طور پر خاموشی اختیار کی جائے۔

③ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس اعتبار سے پوری امت کے محسن ہیں کہ انہوں نے قرآن مجید کی حفاظت فرمائی۔ رسول اکرم ﷺ کی سنت مطہرہ کو محفوظ کیا اور دنیا میں اسلام کی نشر واشاعت کے لئے اپنے گھر بار چھوڑے، ہر طرح کی سختیاں اور تکلیفیں برداشت کیں، اللہ تعالیٰ کا دین ایک کونے سے دوسرے

کونے تک پہنچایا۔ آج ہمارا دین اور ایمان جو کچھ اور جیسا کچھ بھی ہے وہ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محنت اور جدوجہد کا ہی مرہون منت ہے پس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس احسان کا تقاضا یہ ہے کہ ان میں سے کسی ایک کے بارے میں بھی زبان پر کوئی ناشائستہ کلمہ لانے کی جسارت نہ کی جائے بلکہ دل کی گہرائیوں سے سب کا ایک جیسا ادب اور احترام کیا جائے ہمارے دل ان کے لئے جذبہ تشکر سے معمور رہنے چاہئیں اور زبانوں پر ان کے لئے دعا مغفرت رہنی چاہئے۔

④ آپ ﷺ کی بعثت مبارک سے لے کر آپ ﷺ کی وفات (12 ربیع الاول 11ھ) تک جو کچھ ہمیں ملتا ہے وہ ہمارا دین ہے اور ہماری ہدایت کے لئے کافی ہے۔ 12 ربیع الاول 11ھ کے بعد جو کچھ ہوا وہ ہماری تاریخ ہے دین نہیں اس کا علم حاصل کرنا، اس کی کرید کرنا اور اس پر بحث کرنا قطعاً ضروری نہیں۔

⑤ اہل علم جانتے ہیں کہ ہماری تاریخ میں رطب ویابس ہر طرح کی روایات موجود ہیں مشاجرات صحابہ سے متعلق روایات پر مصری عالم سید محب الدین الخطیب کا تبصرہ یہ ہے "وہ روایات جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت کو بگاڑتی اور ان پر بدنما داغ لگاتی ہیں اور وہم دلاتی ہیں کہ العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ صحاب کرام رضی اللہ عنہم نہایت کم حوصلہ، کم ظرف اور اخلاقی وانسانی طور پر کم مایہ اور بے بضاعت تھے تو یقین کر لیجئے کہ یہ ان جھوٹے مجوسیوں کی کارستانیاں ہیں جو مسلمانوں کے سے نام رکھ کر اسلامی لباس زیب تن کر کے اسلام کے اولین بانیوں اور علمبرداروں کو بدنام کرنے اور ان پر مکروہ و ذلیل اعتراضات کر کے اپنی آتش انتقام کو ٹھنڈا کرنے کی مذموم کوششوں میں مصروف رہے ہیں۔ ہمیں تاریخ کے ان تمام سرچشموں پر اعتراضات سے کلی طور پر اجتناب کرنا چاہئے جنہیں اہل ہوس، اسلام کے نادان دوستوں اور مفاد پرست مصنفین نے اپنی ذاتی اغراض کی بھینٹ چڑھا دیا اور ان کی اصل حقیقت رفض وبدعت اور مجوسیت کے دبیز پردوں میں دب کر رہ گئی۔" ❶

ظاہر ہے ایسی روایات پر اعتماد کر کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں کوئی منفی رائے قائم کرنا سراسر اپنی عاقبت برباد کرنا ہے جس سے ہر مومن کو اجتناب کرنا چاہئے۔ رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی برائی بیان کرنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ لسان رسالت مآب سے لعنت پانے والا کہاں اور کیسے فلاح پا سکتا ہے؟

❶ مشاجرات صحابہ پر ایک نظر، از علامہ سید محب الدین خطیب مصری، اردو ترجمہ مولانا محمد اسلم فیروز پوری رحمہ اللہ، صفحہ 52-53

حاصل کلام یہ ہے کہ اہل ایمان پر رسول اللہ ﷺ کا یہ بھی حق ہے کہ وہ آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ادب اور احترام کریں۔ ان سے عقیدت اور محبت رکھیں۔ ان کے فضائل، محاسن اور مناقب بیان کریں اور مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں اپنی زبانیں روک کر رکھیں اور قرآن مجید کی اس آیت کریمہ پر مکمل ایمان رکھیں ﴿ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ ﴾ یعنی ''صحابہ کرام کفار کے مقابلے میں بڑے سخت، لیکن آپس میں بڑے مہربان تھے۔'' (سورہ الفتح، آیت نمبر 29)

③ آپ ﷺ سے جفا نہ کرنا:

رسول اکرم ﷺ ساری امت کے محسن اعظم ہیں۔ امت کے ہر فرد، مرد و عورت پر آپ ﷺ کے احسانات اس قدر ہیں کہ ان کا شمار ممکن نہیں۔ کسی بھی محسن کے احسانات کا اصل تقاضا تو یہی ہے کہ اس کے احسان کا بدلہ کسی نہ کسی طرح احسان سے دینے کی کوشش کی جائے، اگر کسی وجہ سے یہ ممکن نہ ہو تو پھر محسن کے احسان کا کم سے کم تقاضا یہ ہے کہ اپنی زبان سے کوئی ایسی بات نہ نکالی جائے یا کوئی ایسا کام نہ کیا جائے جس سے محسن کو کوئی دکھ یا رنج پہنچے اور یہ بات تو بڑی ہی نمک حرامی اور کمینہ پن کی ہے کہ محسن اپنے ممنون کو کسی ایسی بات یا کام سے روک دے جس سے اسے دکھ یا رنج پہنچ سکتا ہو، لیکن وہ شخص اپنے محسن کی تکلیف اور رنج کا خیال کئے بغیر مسلسل ایسی باتیں یا ایسے کام کرتا چلا جائے جن سے محسن نے روک رکھا ہو۔ پس اگر کوئی مسلمان ایسا کام کرتا ہے جس سے رسول اکرم ﷺ نے واضح الفاظ میں روک رکھا ہے تو وہ شخص یقیناً اپنے محسن اعظم ﷺ سے جفا اور ظلم کا مرتکب ہو رہا ہے۔ اہل علم کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کے حقوق میں سے ایک انتہائی اہم حق یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ سے جفا نہ کی جائے۔

رسول اکرم ﷺ نے جن باتوں سے منع فرمایا ہے ان کا ذکر کتاب ہذا کے باب ''آپ ﷺ سے جفا نہ کرنا'' میں کر دیا گیا ہے۔ یہاں ہم قارئین کرام کی توجہ ایک ایسی رسم کی طرف دلانا چاہتے ہیں جسے شرعی اصطلاح میں بدعت کہا جاتا ہے، یاد رہے بدعت وہ چیز ہے جس کی کتاب و سنت میں کوئی بنیاد نہ ہو اور اسے کار ثواب سمجھ کر شروع کیا جائے، بدعت کے بارے میں آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے ''جس نے ہمارے دین میں کوئی نئی بات پیدا کی وہ (اللہ کے ہاں) مردود ہے۔'' (بخاری و مسلم)۔ اس رسم سے ہماری مراد عید میلاد النبی ہے۔

عید میلاد النبی : آج سے پندرہ بیس سال قبل تک ربیع الاول کے مہینہ میں سیرت النبی ﷺ

کے موضوع پر تقاریر، خطبات جمعہ اور زیادہ سے زیادہ جلسوں اور کانفرنسوں کے ذریعے آپ ﷺ کی سیرت طیبہ، فضائل، شمائل اور مناقب وغیرہ بیان کرکے آپ ﷺ کو خراج عقیدت پیش کیا جاتا تھا۔ دیکھتے دیکھتے یہ خراج عقیدت ایک عجیب وغریب شکل اختیار کر گیا۔ ربیع الاول کا مہینہ شروع ہوتے ہی عقیدت مندان جشن میلاد، عوام الناس سے گلیوں، محلوں، راستوں اور سڑکوں پر چندہ مانگنا شروع کر دیتے ہیں۔ بارہ ربیع الاول کو جگہ جگہ میلاد کے جلوسوں کا خصوصی اہتمام ہوتا ہے جن میں عقیدت مند نئے نئے کپڑے پہن کر شریک ہوتے ہیں۔ بیل گاڑیوں گدھا گاڑیوں پر سپیکر لگائے ہوئے نوجوان اونچی آواز میں، فلمی گانوں کی دھنوں میں نعتیں پڑھتے ہیں۔ سامعین تالیاں پیٹ پیٹ کر بھنگڑا ڈالتے ہیں اور ایسا بے ہنگم شورو غوغا برپا ہوتا ہے کہ الامان والحفیظ۔ چند سالوں سے اس ''کارِ خیر'' میں یہ اضافہ بھی ہوا ہے کہ بیت اللہ شریف اور مسجد نبوی، خصوصاً قبر شریف پر گنبد کی شبیہ بنا کر جلوس کے ساتھ اٹھائی جاتی ہے۔

سرکار نامدار بھی اس موقع پر سرکاری عمارتوں اور شاہراہوں پر بجلی کے قمقمے جلا کر اور رنگ برنگی جھنڈیاں لہرا کر ثواب دارین حاصل کرتی ہے نیز دار الحکومت میں میلاد النبی کے موضوع پر ایک دو پروگرام کرکے قوم کے سامنے عاشق رسول ہونے کا ثبوت بھی پیش کر دیتی ہے۔ ہمارے نزدیک اس طرح کا جشن میلاد یا عید میلاد النبی کا اہتمام دین اسلام میں بالکل نئی چیز ہے جس کے بدعت ہونے میں کسی قسم کا شک نہیں ہونا چاہئے، اس کے دلائل درج ذیل ہیں:

(1) رسول اکرم ﷺ نے نبوت کے 23 سالوں میں کبھی کسی نبی بشمول حضرت آدم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یوم میلاد نہیں منایا۔ حضرت آدم علیہ السلام کا یوم پیدائش، آپ ﷺ نے خود جمعۃ المبارک بتایا ہے۔ (ابن ماجہ) اگرچہ باقی انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں یہ اعتراض کیا جا سکتا ہے کہ ان کا یوم ولادت معلوم نہیں، لیکن اس کا آسان جواب تو یہ ہے جشن میلاد منانے والوں کے نزدیک رسول اللہ ﷺ علم غیب رکھتے ہیں، لہٰذا آپ ﷺ کو تمام انبیاء کرام کے یوم ولادت کا علم ہونا چاہیے، لیکن آپ ﷺ نے کسی پیغمبر کا جشن میلاد نہیں منایا!

(2) آپ ﷺ کا یوم پیدائش سوموار ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں کبھی اپنا یوم میلاد نہیں منایا۔

③ آپ ﷺ کی وفات مبارک کے بعد خلفائے راشدین حتی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پورے سو سالہ عہد میں کسی صحابی نے آپ ﷺ کا یوم میلاد نہیں منایا۔

④ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد تابعین تبع تابعین اور ائمہ کرام رحمہم اللہ میں سے کسی نے آپ ﷺ کا یوم میلاد نہیں منایا۔

یہی وہ ادوار ہیں جن کے بارے میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دینی اعتبار سے یہ بہترین زمانے ہیں۔ (مسلم) انہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''انہوں نے میرے سارے حقوق ادا کیئے ہیں۔'' (بخاری) ایک بار آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''میری امت 73 فرقوں میں بٹ جائے گی اور ایک کے علاوہ باقی سب فرقے جہنم میں جائیں گے۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ''وہ کون سا فرقہ ہے؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جو میرے اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے طریقہ پر ہوگا۔'' (ترمذی) اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس بارے میں طریقہ بالکل واضح ہے، لہٰذا نجات اسی بات میں ہے کہ صحابہ کرام کے طریقہ کی پیروی کی جائے اور جشن میلاد نہ منایا جائے جو شخص جشن میلاد مناتا ہے وہ یقیناً آپ ﷺ پر ظلم اور جفا کا مرتکب ہوتا ہے جس سے بچنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔

آپ ﷺ کی ولادت پر خوشی منانے کے بارے میں ہمارا موقف یہ ہے کہ اس کے لئے کوئی ایک دن یا مہینہ مقرر کرنا جائز نہیں بلکہ سارا سال آپ ﷺ کی سیرت طیبہ، آپ ﷺ کے فضائل وشمائل، آپ ﷺ کے محاسن اور مناقب کا ذکر خیر کرتے رہنا چاہئے اور اگر کوئی شخص آپ ﷺ کے یوم ولادت کے حوالہ سے ضرور عملاً اظہار خوشی کرنا چاہتا ہے تو اسے اسی طریقہ سے اظہار خوشی کرنا چاہئے جو آپ ﷺ کی سنت مطہرہ سے ثابت ہے۔ مثلاً اپنے یوم ولادت (سوموار) پر آپ ﷺ نے روزہ رکھنا پسند فرمایا عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے موقع پر دو رکعت نماز اور بکثرت تکبیریں کہہ کر خوشی منانے کا حکم دیا گیا۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی توبہ قبول ہوئی تو انہوں نے صدقہ خیرات کرکے اپنی خوشی کا اظہار فرمایا۔ مسنون طریقہ چھوڑ کر کوئی بھی دوسرا طریقہ اختیار کرنا بدعت ہے اور آپ ﷺ سے جفا کرنے کے مترادف ہے اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو تمام بدعات سے محفوظ اور مامون رکھیں۔ آمین!

توہین رسالت کی سزا:

توہین رسالت ایک ناقابل معافی جرم ہے جس کی سزا قتل ہے، خواہ وہ نام نہاد مسلمان ہو یا کافر۔

عہد نبوی کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

1. یہودی سردار کعب بن اشرف نے توہین رسالت کا ارتکاب کیا تو آپ ﷺ نے اس کے قتل کا حکم دیا اور اسے قتل کیا گیا۔
2. ابورافع یہودی بھی توہین رسالت کا مرتکب ہوا اور آپ ﷺ کے حکم پر قتل کیا گیا۔
3. عبداللہ بن خطل آپ ﷺ کی ہجو کیا کرتا تھا، فتح مکہ کے روز آپ ﷺ کے حکم پر اسے قتل کیا گیا۔
4. حضرت عمیر بن امیہ رضی اللہ عنہ کی بہن رسول اکرم ﷺ کی توہین اور گستاخی کی مرتکب ہوئی تو حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن کو قتل کردیا۔ رسول اکرم ﷺ نے اس کا خون رائیگاں قرار دے دیا۔
5. حضرت عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ نے اپنے خاندان کی ایک ملعونہ گستاخ رسول کو قتل کیا۔ رسول اکرم ﷺ نے حضرت عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ کو جنت کی بشارت دی۔
6. ابوعفک یہودی نے توہین رسالت کا ارتکاب کیا تو حضرت سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ نے اسے جہنم رسید کیا۔
7. آپ ﷺ کی گستاخی کرنے والے سردار نضر بن حارث اور عتبہ بن ابی معیط کو جنگ بدر کے بعد آپ ﷺ کے حکم پر قتل کیا گیا۔
8. گستاخ رسول حویرث بن نقید کو فتح مکہ کے بعد آپ ﷺ کے حکم پر قتل کیا گیا۔ (الصارم المسلول)
9. قبیلہ بلقین کی ایک ملعونہ گستاخ رسول عورت کو آپ ﷺ کے حکم پر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔
10. حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی لونڈی نے رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیں تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کردیا، رسول اللہ ﷺ نے اس کا خون رائیگاں قرار دے دیا۔
11. مقیس بن صبابہ پہلے اسلام لایا پھر مرتد ہوگیا اور مکہ جاکر رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دینے لگا اس کے خاندان کے ایک مسلمان حضرت نمیلہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اسے جہنم رسید کردیا۔
12. ملعون خسرو پرویز نے رسول اللہ ﷺ کی توہین کی اللہ تعالیٰ نے اسے اس کے بیٹے کے ہاتھوں قتل کروادیا۔

اب عہد نبوی کے بعد کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

1. عبدالملک بن مروان کے عہد میں گورنر یمن ایوب بن یحییٰ نے ایک عیسائی کو توہین رسالت کے جرم

میں قتل کروایا، عبدالملک بن مروان نے اس پر اظہار مسرت کیا۔

② 850ء میں قرطبہ کے ایک عیسائی پادری پولوجئس نے باقاعدہ توہین رسالت کی تحریک کا آغاز کیا تو امیر عبدالرحمٰن کے بیٹے نے اس کو جہنم رسید کر دیا۔

③ 1183ء میں کرک کے صلیبی کمانڈر ریجنالڈ نے رسول اکرم ﷺ کے بارے میں توہین آمیز کلمات کہے تو سلطان صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ تڑپ اٹھا اور قسم کھائی کہ جب تک اس ملعون سے توہین رسالت کا انتقام نہ لے لوں اپنے محل میں جاؤں گا نہ نیا لباس پہنوں گا۔ سلطان نے بیت المقدس فتح کیا تو سب سے پہلے ملعون کمانڈر کو اپنے ہاتھوں جہنم رسید کیا۔

④ 1924ء میں ہندوستان میں راج پال نے ''رنگیلا رسول'' کے نام سے ایک کتاب شائع کی جس میں رسول اللہ ﷺ پر تعدد ازواج کے حوالے سے بہت دل آزار رکیک حملے کیے۔ 6 اپریل 1929ء کو غازی علم الدین نے اسے جہنم رسید کیا۔

⑤ 1933ء میں آریہ سماج حیدر آباد (سندھ) کے سیکرٹری نتھو رام نے ''ہسٹری آف اسلام'' کے نام سے ایک پمفلٹ شائع کیا جس میں رسول اکرم ﷺ کے بارے میں زبردست زبان درازی کی۔ غازی عبدالقیوم نے نتھو رام کو کمرہ عدالت میں قتل کیا۔ انگریز جج نے قہر آلود نظروں سے دیکھتے ہوئے غازی عبدالقیوم سے پوچھا ''تو نے اسے کیوں قتل کیا؟'' غازی عبدالقیوم نے جواب دیا ''اس خنزیر کے بچے نے میرے آقا ﷺ کی شان میں گستاخی کی تھی اور اس کی یہی سزا ہے۔'' غازی عبدالقیوم گرفتار کر لئے گئے، مقدمہ چلا اور 19 مارچ 1935ء کو پھانسی دے دیئے گئے۔

⑥ 1943ء میں شیخوپورہ کے ایک ملعون سکھ چنچل سنگھ نے آپ ﷺ کی شان اقدس میں ہرزہ سرائی کی۔ قصور کے ایک نوجوان نے سکھوں کے ہجوم میں اسے جہنم رسید کیا۔

⑦ تقسیم ہند سے قبل ایک انگریز میجر کی بیوی نے اپنے مسلمان خانساماں کے سامنے رسول اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کی۔ خانساماں نے اسی وقت میجر کی بیوی کو قتل کر دیا۔ سر محمد شفیع نے اس کے مقدمہ کی پیروی کی۔

⑧ 1961ء میں مغلپورہ لاہور کے ایک عیسائی پادری نے نبی اکرم ﷺ کی شان میں زبان درازی کی۔ غیرت مند نوجوان زاہد حسین نے موقع پر ہی اس کا سر پھاڑ کر کام تمام کر دیا۔

⑨ 2002ء میں عامر عزیز چیمہ نے جرمنی میں خاکے بنانے والے ملعون اخباری کارٹونسٹ پر قاتلانہ حملہ کر کے ناموس رسالت پر اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا۔

توہین رسالت کے مرتکب بعض ملعونوں کے ہم نے چند واقعات یہاں پیش کیے ہیں جن سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ جب بھی کسی ملعون نے توہین رسالت کا ارتکاب کیا تو اسلامی حکومت نے خود اسے جہنم رسید کیا یا پھر محمد عربی ﷺ کے کسی نہ کسی غلام نے اس سے دیر یا سویر انتقام لیا۔

شریعت اسلامیہ میں توہین رسالت کی سزا طے ہے کہ اسے قتل کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ کی سنت بھی یہی ہے کہ اگر کوئی اسلامی حکومت کسی وجہ سے سزا نہ دے سکے تو اللہ تعالیٰ خود اس سے عبرتناک انتقام لیتے ہیں۔

اگر چہ رسول اکرم ﷺ پر ایمان لانا بھی ہر انسان پر واجب ہے، لیکن ایمان لانے کے معاملے میں ہر انسان کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ چاہے تو ایمان لائے اور جزا پائے، چاہے تو ایمان نہ لائے اور آخرت میں سزا پائے، لیکن رسول اللہ ﷺ کا ادب اور احترام کرنا ہر مسلم اور غیر مسلم پر واجب ہے اور اس معاملے میں کسی شخص کو یہ اختیار نہیں دیا گیا کہ وہ چاہے تو ادب اور احترام کرے چاہے تو نہ کرے، بلکہ یہ رسول اللہ ﷺ کا بلا امتیاز تمام بنی نوع انسان پر ایسا حق ہے جسے ادا کرنا سب پر واجب ہے۔

اس حق کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ ﷺ کا یہ حق معاف کرنے کا کسی امتی کو اختیار نہیں۔ آپ ﷺ کو اپنی حیات طیبہ میں اس بات کا اختیار تھا کہ توہین رسالت کے مرتکب مجرم کو چاہیں تو معاف فرما دیں چاہیں تو سزا دیں۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں بعض مجرموں کو معاف فرمایا اور بعض کو سزا بھی دی۔ انس بن زنیم الدیلی نے آپ ﷺ کی ہجو کی، آپ ﷺ نے اس کا خون رائیگاں قرار دیدیا۔ انس کو معلوم ہوا تو اس نے آپ ﷺ کی مدح میں اشعار لکھے۔ خدمت اقدس میں حاضر ہو کر معافی طلب کی، نوفل بن معاویہ الدیلی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے پرزور سفارش کی، چنانچہ آپ ﷺ نے اسے معاف فرما دیا۔ عبداللہ بن ابی سرح توہین رسالت کا مجرم تھا، فتح مکہ کے روز آپ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سفارش پر اسے بھی معاف فرما دیا، لیکن رسول اللہ ﷺ کی وفات مبارک کے بعد اب کسی دوسرے امتی کو خواہ وہ مفتی ہو یا قاضی، خواہ کسی اسلامی ریاست کا حکمران ہی کیوں نہ ہو اسے یہ اختیار نہیں کہ وہ توہین رسالت کے مجرم کو معاف کر دے۔

اس دنیاوی سزا کے بعد آخرت میں ایسے ملعون کے لئے ایسی المناک سزا ہے جس کا اس دنیا میں

کوئی تصور تک نہیں کرسکتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○﴾ ترجمہ ''اور وہ لوگ جو رسول اللہ کو اذیت پہنچاتے ہیں ان کے لئے عذاب الیم ہے۔'' (سورہ التوبہ، آیت نمبر 61)

---۞۞---*

نام نہاد روشن خیالی کے نام پر جہالت اور تاریک خیالی کا سفاک اور خونخوار پرویزی عہد ستم تو ختم ہوا لیکن یہ عہد ستم ملک اور قوم کو جس عذاب الیم میں مبتلا کر گیا ہے اس سے ملک اور قوم جاں بر ہوتے ہیں یا نہیں، یہ تو علیم وخبیر ذات ہی بہتر جانتی ہے، بظاہر اس کے آثار قطعاً نظر نہیں آتے، ہاں اگر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا فضل وکرم شامل حال ہو تو کیا کچھ نہیں ہوسکتا۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

اس عہدِ ستم کے ''مجرم اعظم'' کے جرائم کی مکمل فہرست مرتب کرنا تو کسی انسان کے بس کی بات نہیں وہ تو صرف اللہ علیم وخبیر ہی جانتے ہیں، البتہ اس کے بڑے بڑے جرائم میں سے ایک مساجد اور مدارس کو ساری دنیا کے سامنے دہشت گردی کے مراکز باور کرانا، ان کے تقدس کو پامال کرنا، ان کی بربادی کے درپے ہونا، ان کی سرپرستی کرنے والوں کے لئے عرصہ حیات تنگ کر دینا ہے۔ مساجد کو رسول اللہ ﷺ نے ''اللہ کے گھر'' قرار دیا ہے۔ (مسلم) اور فرمایا ہے کہ ''روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کی سب سے زیادہ پسندیدہ جگہیں مساجد ہی ہیں۔'' (مسلم) مساجد اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے تعمیر کی جاتی ہیں جہاں عبادت کے علاوہ قرآن وحدیث پڑھے اور پڑھائے جاتے ہیں کسی بھی ملک میں مساجد مسلمانوں کی عظمت اور شان و شوکت کی علامت بھی ہوتی ہیں۔ مساجد اور مدارس گذشتہ چودہ سو سال سے ہمیشہ امن وسلامتی کے مراکز رہے ہیں۔ پس اس شخص سے بڑا ظالم اور کون ہوگا جو اللہ کے گھروں کو منہدم کرے۔ اللہ تعالیٰ کی محبوب ترین جگہوں کی ویرانی اور بے آبادی کے درپے ہو جائے اور ان سے تعلق رکھنے والوں کو خوف زدہ کرے، ان میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والوں اور قرآن وحدیث پڑھنے، پڑھانے والوں کو بے دریغ قتل کر ڈالے۔ ایسے ظالموں کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں ذلت اور رسوائی اور آخرت میں عذاب عظیم کا مژدہ ہے۔ (سورۃ البقرہ، آیت نمبر 114)

وطن عزیز کی تاریخ کے اس بدترین اور سیاہ ترین عہد کے حوالے سے ہم اس بات کی شدید ضرورت محسوس کرتے ہیں کہ مساجد اور مدارس کے بارے میں ملحد، بے دین اور کفار کے آلہ کار حکمرانوں کے مکروہ

پروپیگنڈہ کا ازالہ کیا جائے، قرآن وحدیث کی روشنی میں مساجد کی اہمیت اور فضیلت کو واضح کیا جائے، معاشرے میں مساجد اور مدارس کے اعلیٰ وارفع کردار پر روشنی ڈالی جائے، مساجد اور مدارس کی سرپرستی کرنے والوں پر مسلط کئے گئے خوف اور دہشت کو دور کیا جائے، مساجد اور مدارس کے ساتھ مسلمانوں کے کمزور ہوتے ہوئے تعلق کو مضبوط بنایا جائے۔ اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ہم نے ''حقوق رحمۃ للعالمین ﷺ'' کے بعد ''کتاب المساجد'' لکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی بارگاہ صمدی میں انتہائی عجز وانکسار کے ساتھ درخواست ہے کہ وہ اپنے فضل وکرم سے مجھ جیسے ناکارہ، بے علم اور بے عمل انسان کی راہنمائی فرمائیں اور اس کارِخیر کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

''حقوق رحمۃ للعالمین ﷺ'' میں حسن وخوبی اور فضائل وفوائد کے تمام پہلو اللہ رحمٰن ورحیم کے فضل وکرم اور احسان کا نتیجہ ہیں جبکہ خامیوں اور غلطیوں کے تمام پہلو شیطان اور میرے نفس کے شر کے باعث ہیں۔ مجھے اپنے رحمٰن ورحیم رب کی ذات پاک سے امید واثق ہے کہ وہ میری خطاؤں اور کمزوریوں کو اپنی بے پایاں رحمت کے پردے میں ڈھانپ لیں گے۔

کتاب کی تکمیل میں معاونت فرمانے والے علماء کرام اور دیگر احباب کا تہِ دل سے شکر گزار ہوں۔

آخر میں اللہ تعالیٰ کے حضور دست بستہ دعا ہے کہ وہ کتاب کے مؤلف، مؤلف کے والدین، اساتذہ کرام، اعزہ واقارب، دوست احباب، معاونین، مترجمین، ناشرین اور قارئین کرام کے لئے اس کتاب کو رسول رحمت ﷺ کی شفاعت اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی مغفرت کا باعث بنائیں۔ آمین!

وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَ آلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ.

محمد اقبال کیلانی عفی اللہ عنہ

29 رمضان المبارک، 1429ھ

مطابق 29 ستمبر 2008ء

الریاض، سعودی عرب

اہل مغرب کا پیغمبر اسلام ﷺ سے تعصب
اور
ہماری ذمہ داریاں

ستمبر 2005ء میں ڈنمارک کے اخبار ''یولانڈ پوسٹن'' کے ملعون کارٹونسٹ نے ''آزادی اظہار'' کے نام پر پہلی مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں خاکے بنانے کی گستاخی کی اور توہین رسالت کا مرتکب ہوا جس کے بعد ناروے، فرانس، جرمنی، اٹلی، ہالینڈ، پرتگال، سپین اور سوئٹزرلینڈ کے اخباروں نے بھی یہ کارٹون شائع کر کے مسلمانوں کے زخموں پر نمک پاشی کی۔ امریکہ اور مغربی ممالک کی حکومتوں، دانشوروں اور ذرائع ابلاغ نے بھی آزادی اظہار کے نام پر توہین رسالت کے مرتکب ملعون کارٹونسٹ اور اخبارات کا تحفظ کیا جس پر تمام مسلم ممالک کے عوام نے شدید ردعمل کا اظہار کیا، لیکن افسوس کہ حکومتی سطح پر کہیں بھی کوئی جاندار ردعمل سامنے نہ آیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ فروری 2008ء میں ڈنمارک کے ملعون کارٹونسٹ کو قتل کرنے کی منصوبہ بندی کے الزام میں تین مسلمانوں کی گرفتاری کے بعد ڈنمارک کے 17 اخبارات نے ایک ہی روز تمام کارٹون دوبارہ شائع کئے اور اداریئے لکھے جن میں اپنی ابلیسانہ حرکت کو قتل کی منصوبہ بندی کا ردعمل قرار دیا اور وہی شیطانی عذر دوبارہ پیش کیا کہ ہم نے آزادی اظہار کا حق استعمال کیا ہے۔

اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے خلاف تعصب اور دشمنی کفار و مشرکین کے رگ و پے میں اس قدر رچ بس چکی ہے کہ ہر آنے والا دن اس میں کمی کی بجائے اضافہ ہی کر رہا ہے۔

ڈنمارک کے ایک بدبخت ملعون یہودی ''کیری'' نے دل آزار 100 کارٹونوں پر مشتمل ایک مکمل کتاب شائع کر دی ہے۔[1] ہالینڈ کا ایک ملعون ممبر پارلیمنٹ گرٹ والڈرز توہین قرآن اور توہین رسالت پر

---

[1] ہفت روزہ تکبیر، 16 اپریل 2008ء

مبنی ایک فلم تیار کر رہا ہے جس کے بارے میں اس نے یہ 'انکشاف' کیا ہے کہ یہ فلم دنیا کو ایک بہت بڑے خطرے سے آگاہ کرے گی اور وہ خطرہ ہے اسلامائزیشن کا۔ گرٹ کا کہنا ہے کہ یورپ کو اس وقت اسلامائزیشن کے سونامی کا سامنا ہے۔ ہمیں اس طوفان کے خلاف بند باندھنے کے لئے متحد ہونا پڑے گا ورنہ یہ مذہب پورے مغرب کو اپنے ساتھ بہا لے جائے گا۔ ❶

گرٹ ورلڈرز کی فلم کے بارے میں ہالینڈ کی حکومت کا مؤقف وہی اہل مغرب کا ابلیسانہ مؤقف ہے کہ فلم پر پابندی لگانا حقوق انسانی کے خلاف ہے۔

یاد رہے کہ گرٹ ورلڈرز نے قرآن مجید کو دہشت گردی کی کتاب قرار دیتے ہوئے اس پر پابندی لگانے کا مطالبہ بھی کیا ہے اور کہا ہے کہ ہمارے ملک میں اس کتاب کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ ❷

ویٹی کن کے پاپائے اعظم بنڈیکٹ نے اپنے ایک خطاب میں یورپین حکمرانوں اور دانشوروں کو تاکید کی ہے کہ ہم تیسرا ہزارہ اسلام کے بغیر دیکھنا چاہتے ہیں۔ ❸

امریکی نائب صدر ڈک چینی نے ''میری لینڈ'' ریاست میں امریکی بحری اکیڈمی کے ایک اعلیٰ سطحی اجلاس کو خطاب کرتے ہوئے کہا ہے۔ ''گذشتہ صدی میں ہمیں تین خطرات کا سامنا تھا۔ کمیونزم، نازی ازم اور اسلامی بنیاد پرستی۔ پہلے دونوں خطرے ختم ہو چکے ہیں اب صرف اسلام کا خطرہ باقی ہے۔'' ❹

2007ء میں اسلام کے خلاف پروپیگنڈا کرنے کے لئے امریکی یونیورسٹیوں میں 22 تا 26 اکتوبر ہفتہ برائے ''اسلام و فاشسٹ آگہی'' منایا گیا جس کے دوران امریکیوں کو مسلمانوں سے نہ صرف خوفزدہ کیا گیا بلکہ ان سے نفرت پر اکسایا گیا۔ ''اسلام و فاشسٹ آگہی'' ہفتہ میں اسلام دشمن تنظیموں نے ڈیڑھ کروڑ ڈالر چندہ اکٹھا کیا جو اسلام کے خلاف پروپیگنڈا پر خرچ کیا جائیگا۔ ❺

مسلمانوں کے ازلی دشمن بدطینت برطانیہ نے ہندو نژاد برطانوی شہری ملعون سلمان رشدی کو ''سر'' کے خطاب سے محض اس لئے نوازا ہے کہ اس نے ''شیطانی آیات'' نامی کتاب لکھ کر توہین رسالت کا

❶ ماہنامہ محدث، لاہور، مارچ 2008ء

❷ Al Jazeera.net,8 August 2007

❸ مجلّہ ''المجتمع'' کویت عدد (1795)

❹ ایضاً

❺ اردو نیوز، جدہ (ہفت روزہ روشنی)، 2 نومبر 2007ء

ارتکاب کیا ہے [1] اور ساری دنیا کے مسلمانوں کے شدید احتجاج کے باوجود اپنے خبث باطن پر قائم رہتے ہوئے حکومت برطانیہ نے کہا ہے کہ سلمان رشدی کو ''سر'' کا خطاب دینے پر معذرت نہیں کریں گے۔ [2]

یورپی ممالک میں کپڑوں، جوتوں، کھیلوں کی اشیاء اور دیگر روزمرہ کے استعمال کی اشیاء پر کلمہ طیبہ، اللہ، محمد کے الفاظ لکھ کر مسلمانوں کی دل آزاری کرنا تو گویا اب کفار کا معمول بن چکا ہے۔

''ترقی یافتہ''، ''مہذب'' اور ''احترام آدمیت'' کے داعی یورپ کی اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے بارے میں یہ تنگ نظری اور تعصب صدیوں پرانا ہے [3] جس کی شدت میں کمی کے بجائے روز بروز اضافہ ہی ہوتا چلا جارہا ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ آج یورپ کی سرزمین ہر اس ملعون دہشت گرد کے لئے جنت کا درجہ رکھتی ہے جو اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ سے ذرا بھی بغض اور عناد رکھتا ہے۔ اہل یورپ ایسے دہشت گردوں کو نام نہاد حقوق انسانی اور آزادی اظہار جیسے مکارانہ اور عیارانہ نعروں کی آڑ میں نہ صرف پناہ دیتے ہیں بلکہ ان کی حفاظت پر کروڑوں ڈالر ماہانہ خرچ کر کے ان کی عزت افزائی بھی کرتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ مغرب کے اس تنگ نظر، متعصبانہ اور دل آزار رویہ کے نتیجہ میں ہمیں کون سا طرز عمل اختیار کرنا چاہئے جبکہ ہمارے اوپر رسول اللہ ﷺ کی عزت اور ناموس کا دفاع کرنا واجب ہے؟

اس سوال کا جواب تلاش کرنے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ ہم اہل کفار کے اس قدیم دل آزار اور تنگ نظر رویئے کا اصل سبب تلاش کریں کہ آخر کفار نے اس آزادی اظہار اور آزادی رائے کے دور میں بھی اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف ایسا جارحانہ اور دل آزار رویہ کیوں اختیار کر رکھا ہے مسلمانوں کے شدید ردّ عمل کے باوجود معذرت کے بجائے وہ مسلسل اصرار کئے چلے جارہے ہیں کہ آزادی رائے اور آزادی تحریر کے عہد میں ایسا کرنا ان کا پیدائشی حق ہے؟

---

1. روزنامہ اردو نیوز، جدہ 17 جون 2007ء
2. روزنامہ اردو نیوز، جدہ 21 جون 2007ء
3. دسمبر 1967ء میں رومن کیتھولک چرچ کے پوپ نے دنیا بھر کے دینی رہنماؤں کے نام نئے سال کا پہلا دن ''یکم جنوری 1968ء'' یوم امن کے طور پر منانے کی درخواست کی جس کے جواب میں سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمہ اللہ نے پوپ کے نام اپنے خط میں یہ لکھا کہ دنیا کے امن میں سب سے بڑی رکاوٹ مسیحی علماء کی وہ تحریریں اور تقریریں ہیں جن میں وہ سیدنا محمد ﷺ، قرآن اور اسلام پر حملے کرتے ہیں اور جن کا سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ (ملاحظہ ہو خطبات یورپ...... پاپائے روم کا پیغام اور اس کا جواب) مولانا مودودی رحمہ اللہ کے مذکورہ جواب سے یہ بات صاف طور پر معلوم ہورہی ہے کہ اہل کتاب کا اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے خلاف تعصب نیا نہیں بلکہ اتنا ہی قدیم ہے جتنا اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کی بعثت مبارک!

اس سوال کا جواب تلاش کرنے سے پہلے ہمیں دنیا کے اہم مذاہب کا ایک مختصر سا جائزہ لینے کی ضرورت ہے اس کے بعد ہم بآسانی اس سوال کے جواب تک پہنچ پائیں گے۔

دنیا کے قدیم ترین مذاہب میں سے ایران کا مجوسی مذہب، ہندوستان کا ہندومت اور نیپال کا بدھ مت سب سے زیادہ مشہور ہیں۔ ان تینوں مذاہب کے بارے میں ان کی مقدس کتب سے جو معلومات حاصل ہوتی ہیں وہ ہم قارئین کی خدمت میں باری باری پیش کر رہے ہیں۔

مجوسی مذہب : مجوسی مذہب کے بانی زرتشت ایران کے شہر ''رے'' میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام ''پوداشاسب'' اور والدہ کا نام ''دیودھا'' تھا۔ ان کا زمانہ پیدائش 258ق م (بعض کے نزدیک 588ق م اور بعض کے نزدیک 600ق م) تھا۔ زرتشت نے 30 سال کی عمر میں ایک پہاڑی پر گوشہ نشینی اختیار کی جہاں انہیں خدائے واحد ''اہورامزد'' کا مکاشفہ حاصل ہوا جس کی طرف انہوں نے لوگوں کو دعوت دینی شروع کی۔ دس سال میں صرف ان کا چچیرا بھائی (نام معلوم نہیں) ان کا ہم خیال بن سکا۔ عوام سے مایوس ہو کر زرتشت بلخ کے بادشاہ گشتاسب کے پاس گئے درباری علماء سے مناظرہ ہوا۔ بادشاہ نے متاثر ہو کر زرتشت کی تعلیمات قبول کر لیں جس کے بعد زرتشت کا مذہب ایران میں تیزی سے پھیلنے لگا۔ 77 سال کی عمر میں ایک تورانی سپاہی نے خنجر مار کر زرتشت کو قتل کر دیا۔

یہ ہیں وہ زیادہ سے زیادہ تفصیلات جو ہمیں زرتشت کے حالات کے بارے میں ملتی ہیں اور اس تفصیل میں بھی اس قدر اختلافات ہیں کہ بعض محققین نے زرتشت کے وجود تک سے انکار کر دیا ہے۔

مجوسی مذہب کی مقدس کتاب کا نام ''اوستا'' ہے جو 72 گاتھوں (گیتوں) پر مشتمل ہے اور یہی 72 گیت مجوسی مذہب کی تعلیمات ہیں ...... اوستا میں دی گئی تعلیمات زرتشت کی ہیں یا ان کا مصنف کوئی اور ہے اس بارے میں بھی محققین میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ زرتشت کی موت کے 250 سال بعد سکندر اعظم نے ایران پر حملہ کیا تو سارے کتب خانے جلا ڈالے جن میں مجوسی مذہب کی کتب بھی شامل تھیں مجوسی علماء اپنی جانیں بچانے کے لئے غاروں میں جا چھپے جب انہیں امن میسر آیا تب انہوں نے اپنے حافظے سے ''اوستا'' مرتب کی۔ [1]

ہندومت : ہندومت اس اعتبار سے بڑا عجیب و غریب مذہب ہے کہ اس کے بارے میں آج

[1] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ''مذاہب عالم کا تقابلی جائزہ''، از چوہدری غلام رسول

تک کسی کو یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ اس کا اولین داعی کون تھا؟ اس کا داعی نبی تھا یا غیر نبی؟ اس کا زمانہ کون سا تھا؟ اس مذہب کی اصل اور بنیادی کتاب کون سی ہے۔ [1]

ہندوؤں کی مذہبی کتاب کا نام ''وید'' ہے جو چار حصوں پر مشتمل ہے ① رگ وید ② یجر وید ③ سام وید ④ اتھر وید۔ مہابھارت شانتی پروشلوک کی روایت کے مطابق دَوَائسر (جنات کا بادشاہ) وید کو چرا کر لے گیا آسمان سے سات رشی (بزرگ) نازل ہوئے اور وید کو واپس لا کر دوبارہ جاری کیا۔ اس روایت کی وجہ سے ہندو محققین خود وید کو الہامی کتاب نہیں سمجھتے۔ ویدوں کی تحریر کا زمانہ 800 ق م، بعض کے نزدیک 1000 ق م، بعض کے نزدیک 4000 ق م، بعض کے نزدیک 5000 ق م، بعض کے نزدیک 10,000 ق م ہے۔

اب ایک نظر ویدوں کی تعلیمات پر بھی ڈال لیجئے:

ویدوں میں ذات پات کی تعلیم: ویدوں کی تعلیم کے مطابق برہمن قوم پرماتما (خدا) کے منہ سے پیدا ہوئی، کشتری قوم بازوؤں سے، ویش قوم رانوں سے اور شودر قوم پاؤں سے پیدا ہوئی۔ برہمن دنیا کی سب سے اعلیٰ مخلوق ہے۔ دنیا میں جو مال و دولت ہے وہ سب برہمن کا ہے۔ برہمن جس عورت کا ہاتھ پکڑے وہ اس کی ہو جاتی ہے۔ برہمن گناہوں سے بالکل پاک ہے، خواہ تینوں عالم کو تباہ و برباد کر دے۔ شودر، وید سن لے تو اس کے کانوں میں سیسہ ڈال دو۔ اگر پڑھے تو اس کی زبان کاٹ دو۔ اگر یاد کر لے تو اس کا دل چیر دو۔ اگر برہمن کے برابر بیٹھ جائے تو اس کی کمر پر داغ لگا کر چوتڑ کٹوا کر جلاوطن کر دو۔ شودر جس عضو سے برہمن کی توہین کرے اس کا وہ عضو کاٹ دو۔

عورت کے بارے میں ویدوں کی تعلیم: عورت دھوکے باز ہے۔ عورت کی عصمت مشکوک ہے۔ عورت کا دل بھیڑیئے کا بھٹ ہے۔ عورت باپ کی جائیداد کی وارث نہیں بن سکتی۔ عورت نکاح ثانی نہیں کر سکتی۔ عورت خلع نہیں لے سکتی۔ عورت کو جوئے میں ہارنے اور فروخت کرنے کی اجازت ہے۔ جن لڑکیوں کے بھائی نہ ہوں ان کی شادی نہیں ہو سکتی۔ لڑکیوں کی موجودگی میں لڑکے پیدا کرنے کے لئے شوہر اپنی بیوی کو کسی غیر محرم سے حاملہ کروانے (نیوگ) کا حکم دے سکتا ہے۔

غیر ہندوؤں کے بارے میں ویدوں کی تعلیمات: ہندو دھرم کے مخالفوں کو زندہ آگ

[1] ملاحظہ ہو ''محمد ﷺ ہندو کتابوں میں'' از ابن اکبر اعظمی، صفحہ 17

میں جلا دو۔ ہندو دھرم کے مخالفوں کو درندوں سے پھڑ واڈالو۔ ہندو دھرم کے دشمنوں کے کھیتوں کو اجاڑ و اور انہیں بھوکا مار کر ہلاک کر دو۔ ہندو دھرم کے مخالفوں کو سمندر میں غرق کر دو۔ جس طرح بلی چوہے کو تڑپا تڑپا کر مارتی ہے اسی طرح ان کو تڑپا کر مارو۔ مخالفوں کا جوڑ جوڑ اور بند بند کاٹ دو۔ ان کو پاؤں تلے کچل دو اور ان پر رحم نہ کرو۔

ویدوں میں شرک کی تعلیم: دیوتاؤں کی کل تعداد 3340 ہے۔ کائنات کا خالق (برہمہ) اور ہے، عشق و محبت کا دیوتا (کام دیو) اور ہے، دشمنوں کو برباد کرنے والا دیوتا (شیو جی) اور ہے، حصول اولاد کے لئے شکتی (مردانہ عضو تناسل) اور پریوتی (زنانہ عضو تناسل) بھی ان کے دیوتا ہیں۔ اس کے علاوہ آگ، پیپل کا درخت، ہاتھی، شیر، سانپ، چوہا، سؤر، بندر، بیل اور گائے بھی ہندوؤں کے دیوتا ہیں۔ ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ گائے نے زمین و آسمان کو اٹھایا ہوا ہے اس کا گوبر اور پیشاب پینا گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہے۔[1]

بدھ مت: بدھ مت کے بانی گوتم بدھ[2] 568 ق م میں نیپال کے دارالحکومت کپل دستو میں ایک راجہ کے ہاں پیدا ہوئے۔ باپ کا نام ''شدھودھن'' تھا، والدہ کا نام ''مایا'' تھا۔ سولہ سال کی عمر میں ''جسودھارا'' عورت سے شادی کی جس سے ایک بچہ ''راہل'' پیدا ہوا۔ گوتم بدھ کی ابتدائی 29 سالہ زندگی پردہ اخفا میں ہے۔ گوتم بدھ بچپن سے ہی غور و فکر کا عادی تھا۔ عمر کے تیسویں سال چند مصیبت زدہ لوگوں کو دیکھ کر گوتم بدھ اس قدر متاثر ہوا کہ آبادیوں کو چھوڑ کر جنگلوں اور ویرانوں میں جا بسا اور دنیا کے مصائب و آلام، دکھوں اور تکلیفوں سے نجات پانے کے طریقوں پر غور و فکر کرنے لگا۔ مسلسل 6 سال تک نفس کشی کی، کھانا پینا ترک کیا، مراقبے اور مجاہدے کئے۔ اس عرصے میں گوتم بدھ کا جسم سوکھ کر کانٹا بن گیا، لیکن ابدی راحت کے حصول کا راز ہاتھ نہ آسکا، لہٰذا دوبارہ کھانا پینا شروع کر دیا۔ ایک روز گوتم بدھ پیپل کے درخت کے نیچے مراقبہ کر رہے تھے کہ انہیں اچانک نروان (نجات) کا راز عطا کر دیا گیا جس کے بعد گوتم بدھ کو ابدی راحت کے حصول کا طریقہ معلوم ہو گیا اور گوتم بدھ نے دوبارہ شہروں کا رخ کیا۔ لوگوں کو ابدی راحت حاصل کرنے کے سنہری اصول بتائے، وعظ و نصیحت کی۔ گوتم بدھ کی دعوت اور وعظ و نصیحت کا عرصہ چالیس

---

[1] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ''مذاہب عالم کا تقابلی جائزہ''، از چودھری غلام رسول ایم اے۔

[2] [illegible] کہ بدھ سنسکرت زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب روشنی اور نور ہے۔

سالوں پر محیط ہے لیکن تعجب کی بات یہ ہے کہ ان چالیس سالوں کی کوئی مستند تفصیل تاریخ میں محفوظ نہیں۔ زندگی کے آخری ایام میں گوتم بدھ نے اپنے مریدوں (بھکشوؤں) کو تجہیز و تکفین کے مسائل بتائے اور نصیحت کی کہ میرے مرنے کے بعد میرے مشن اور تعلیم کو عام کرنا۔ گوتم بدھ نے 80 سال کی عمر میں (488 ق م) گورکھپور کے علاقہ میں انتقال کیا۔

گوتم بدھ نے اپنی زندگی میں کوئی تحریری تعلیمات نہیں چھوڑیں۔ گوتم بدھ کی وفات کے دوسو اٹھارہ (218) سال بعد چوموریہ خاندان کا تیسرا بادشاہ اشوک (270ق م) حکمران بنا تو اس نے بدھ مت قبول کیا جس سے بدھ مت کو بہت ترقی حاصل ہوئی۔ اشوک نے اپنے عہد حکومت میں بھکشوؤں کا ایک عظیم اجتماع منعقد کروایا جس میں ممتاز بھکشوؤں نے بدھ مت کی تعلیمات کو ''تری پٹیکا'' کے نام سے پالی زبان میں مرتب کیا جو بدھ مت کی مقدس کتاب قرار پائی، چونکہ گوتم کی اپنی زبان پالی نہ تھی، لہٰذا محققین نے اس کتاب کو بھی مستند تسلیم نہیں کیا۔ [1]

اب آیئے معروف الہامی مذاہب کی طرف جن میں یہودیت، عیسائیت اور اسلام شامل ہیں۔

یہودیت: یہودیت کی الہامی کتاب توریت اور زبور ہے جسے عہد نامہ قدیم (Old Testament) یا عہد نامہ عتیق یا میثاق بنی اسرائیل کہا جاتا ہے۔ عہد نامہ قدیم کے درج ذیل پانچ حصے ہیں:

① پیدائش ② خروج ③ احبار ④ گنتی اور ⑤ استثناء۔ ان پانچ حصوں کو اسفار خمسہ بھی کہا جاتا ہے۔

عہد نامہ قدیم کے چار ماخذ تسلیم کئے جاتے ہیں:

① **یہودی متن**: یہ متن نویں صدی قبل مسیح لکھا گیا یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے 600 سال بعد۔

② **استثنائی متن**: یہ متن آٹھویں صدی قبل مسیح لکھا گیا یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے 700 سال بعد۔

③ **مرشدانہ متن**: یہ متن چھٹی صدی قبل مسیح لکھا گیا یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے 900 سال بعد۔

④ **الوہیمی متن**: یہ متن سب سے بعد میں لکھا گیا یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے کم و بیش ہزار برس بعد [2] یاد رہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی درمیانی مدت 1500 سال ہے۔

---

[1] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ''مذاہب عالم کا تقابلی جائزہ''۔

[2] ''بائبل، قرآن اور سائنس''، از مورس بوکلے (اردو ترجمہ)، صفحہ 40

''بائبل، قرآن اور سائنس'' کے مؤلف مورس بوکلے کی تحقیق کے مطابق ''تیسری صدی قبل مسیح (یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے 1200 سال بعد) عہد نامہ قدیم کے عبرانی زبان میں تین مختلف متن موجود تھے۔ پہلی صدی قبل مسیح (یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے 1400 سال بعد) یہ رجحان پیدا ہوا کہ عہد نامہ قدیم کے لئے ایک ہی متن مقرر کیا جائے، لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے ایک صدی بعد تک (یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے 1600 سال بعد تک) بھی یہ امر ممکن نہ ہوسکا کہ کسی ایک متن پر سب کا اتفاق ہوسکے۔''[1]

''بائبل قرآن اور سائنس'' کے مؤلف تورات میں تحریف کے بہت سے دلائل دینے کے بعد آخر میں لکھتے ہیں ''عہد نامہ قدیم کی تصنیف میں انسانی ہاتھ زیادہ دکھائی دیتا ہے، لہٰذا یہ سمجھنا مشکل نہیں کہ ایک اشاعت سے دوسری اشاعت تک اور ایک ترجمہ سے دوسرے ترجمہ تک جو تبدیلیاں واقع ہوئیں ان کی وجہ سے عہد نامہ قدیم کا موجودہ متن گزشتہ ہزار سالہ پرانے متن سے مکمل طور پر مختلف ہے۔''[2]

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تورات اور زبور سے ہمیں جو معلومات حاصل ہوتی ہیں وہ زیادہ سے زیادہ یہ ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے گھر پرورش پائی جوان ہوئے تو بنی اسرائیل کے دو افراد کی مدد کرنے کے بعد حکومت کے ڈر سے مدین بھاگ گئے وہیں شادی کی اور طویل مدت بعد واپس پلٹے۔ راستے میں نبوت سے سرفراز کئے گئے۔ فرعون کے دربار میں پہنچے، اسے معجزے دکھائے، ایمان کی دعوت دی، بنی اسرائیل کی آزادی کا مطالبہ کیا، فرعون نے انکار کیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مناسب موقع پا کر بنی اسرائیل کو سمندر عبور کروادیا اور ان کے دشمن کو غرقاب کیا۔ اس کے بعد بنی اسرائیل اپنی نافرمانیوں کی وجہ سے طویل مدت تک صحرا میں بھٹکتے رہے۔ اسی دوران حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوگئی اور انہیں خورب کی ایک وادی ''بیت نفور'' میں دفن کردیا گیا۔

عیسائیت : عیسائیوں کی الہامی کتاب کا نام انجیل ہے جسے عہد نامہ جدید (New Testament) بھی کہا جاتا ہے۔ عہد نامہ قدیم اور عہد نامہ جدید دونوں کو ملا کر بائبل کہا جاتا ہے۔ یہودی صرف عہد نامہ قدیم کو مانتے ہیں عہد نامہ جدید کو نہیں مانتے جبکہ عیسائی عہد نامہ جدید کو مانتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ عہد نامہ جدید، عہد نامہ قدیم کا ناسخ ہے۔

[1] ''بائبل، قرآن اور سائنس''، از مورس بوکلے (اردو ترجمہ)، صفحہ 28 [2] ایضاً صفحہ 30

یہ بات تو تمام عیسائی علماء کے نزدیک بھی متفق علیہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے پیچھے کوئی لکھی ہوئی کتاب نہیں چھوڑی اور یہ بات بھی عیسائی محققین کے نزدیک مسلمہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے 140 سال بعد تک انجیل کا کوئی نسخہ دنیا میں موجود نہیں تھا۔ حضرت عیسیٰؑ کی وفات سے کم وبیش 200 سال بعد عیسائی جب مختلف فرقوں میں بٹے ❶ تو ہر فرقے نے اپنی اپنی مقدس کتابیں تصنیف کرنی شروع کر دیں۔ چنانچہ 325ء (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے تین سو پچیس سال بعد) قسطنطین اعظم نے 300 پادریوں کی کونسل بنائی اور اسے اصل انجیل تلاش کرنے کا حکم دیا۔ کونسل نے مہیا کیے گئے انجیل کے تمام نسخوں کو ایک ڈھیر کی شکل میں میز کے نیچے رکھ دیا اور خداوند سے درخواست کی کہ ان میں سے جو الہامی نسخے ہوں وہ پھلانگ کر میز پر آ جائیں اور جعلی نسخے وہیں پڑے رہیں، چنانچہ ایسا ہی ہوا چار نسخوں کے علاوہ باقی تمام نسخے جعلی قرار دے کر جلا ڈالے گئے اور وہی چار اناجیل مستند قرار پائیں۔❷ جن کے نام درج ذیل ہیں

① متی (Methew) کی انجیل۔ ② مرقس (Mark) کی انجیل۔

③ لوقا (Luke) کی انجیل۔ ④ یوحنا (John) کی انجیل۔

ان چاروں انجیلوں کے مصنفین میں سے کسی ایک نے بھی اس بات کی ضرورت محسوس نہیں کی کہ وہ اپنی درج کردہ معلومات کا حوالہ دے کہ ان تک یہ معلومات حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کن کن واسطوں سے اور کتنے واسطوں سے پہنچیں۔ یہی وجہ ہے کہ خود یہودی اور عیسائی محققین کے نزدیک اناجیل کی تحریروں کی کوئی تاریخی اور استنادی حیثیت نہیں، چنانچہ بائبل، قرآن اور سائنس کے مصنف مورس بوکلے کہتے ہیں ''جب ہم انجیل کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں ذرا بھی اس بات کا یقین نہیں ہوتا کہ ہم واقعی مسیح کے الفاظ پڑھ رہے ہیں۔''❸ مورس بوکلے کے اس دعویٰ کی تصدیق خود انجیل کی بعض آیات سے بھی ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر درج ذیل آیات پر غور فرمائیں:

① حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ''مجھ سے پہلے جتنے انبیاء آئے وہ سب چور اور راہزن تھے۔''❹

---

❶ یاد رہے کہ عیسائیوں کے کم وبیش 35 مختلف فرقے ہیں۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ''مذاہب عالم کا تقابلی جائزہ''

❷ ''مذاہب عالم کا تقابلی جائزہ''، صفحہ 443 تا 444

❸ ''بائبل، قرآن اور سائنس''۔ اردو ترجمہ، صفحہ 110، شائع کردہ کریسنٹ پبلشنگ کمپنی۔

❹ یوحنا، باب 10

② حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک کنعانی عورت (مانگنے) آئی تو حضرت عیسیٰ ﷺ نے اس سے کہا ''میں بچوں کی روٹی کتوں کے سامنے نہیں پھینک سکتا۔''[1]

③ ''یہ نہ سمجھو کہ میں زمین پر صلح کرانے آیا ہوں صلح کرانے نہیں بلکہ تلوار چلانے آیا ہوں'' (متی، باب 10، آیت 34)

④ ''جس کے پاس تلوار نہ ہو وہ اپنی پوشاک بیچ کر تلوار خرید لے'' (لوقا، باب 22، آیت 36)

⑤ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہودیوں کو ان الفاظ میں مخاطب فرمایا ''اے ریاکارو، فقیہو اور فریسیو! تم انبیاء کے قاتلوں کی اولاد ہو، اے سانپو، اے افعی کے بچو! تم جہنم کی سزا سے کیونکر بچو گے۔'' (متی، باب 33، آیت 29 تا 33)[2]

⑥ نوح علیہ السلام شراب کے نشے میں اپنے گھر ننگے ہو گئے۔ (پیدائش 9 : 20:21)

⑦ یعقوب علیہ السلام کے چوتھے بیٹے یہودہ نے اپنی بہو سے بدکاری کر کے اولاد پیدا کی۔ (پیدائش باب 38)

⑧ ہارون علیہ السلام نے سونے کا بت بچھڑے کی شکل میں بنا کر اس کی پوجا پاٹ کرائی اور شرک جیسے گناؤنے جرم کے مرتکب ہوئے۔ (خروج 32:1-6)

⑨ اپنی ماں کے کہنے پر یعقوب علیہ السلام نے دغا بازی سے کام لیا۔ فریب، جھوٹ اور مکاری کے ساتھ اپنے ضعیف العمر باپ اسحاق علیہ السلام کو دھوکہ دے کر اپنے بڑے بھائی عیسو کی برکت چھین لی۔ (پیدائش باب 27)

اب آیئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات زندگی کی طرف ۔اناجیل اربعہ کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام فلسطین کے شہر ناصرہ میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام یوسف اور والدہ کا نام مریم تھا۔ (متی باب 1، آیت 16) آٹھویں روز ختنہ کیا گیا۔ جب آپ بارہ سال کے ہوئے تو والدین یروشلم لے گئے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے ابتدائی 30 سال گوشہ ظلمت میں ہیں کوئی نہیں جانتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی زندگی کے پہلے تیس سال کہاں اور کیسے گزارے؟[3] تیس سال کے بعد حضرت

---

[1] مرقس ،باب 7، آیات 27-28

[2] ''مذاہب عالم کا تقابلی جائزہ'' میں تینوں اقتباس بالترتیب صفحہ 462، صفحہ 425 اور صفحہ 422 پر ملاحظہ فرمائیں۔

[3] تاریخ کلیسا از موشیم، بحوالہ ''مذاہب عالم کا تقابلی جائزہ''، صفحہ 420

عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت یحییٰ علیہ السلام نے بپتسمہ دیا جس کے بعد ان کی پیغمبری کا آغاز ہوا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے شہر شہر، گاؤں گاؤں جا کر لوگوں کو دعوت دی۔ یہودی علماء آپ علیہ السلام کے مخالف ہو گئے اور الزام لگایا کہ عیسیٰ (علیہ السلام) اپنے آپ کو خدا اور خدا کا بیٹا کہلاتا ہے اور یہ الزام بھی لگایا کہ عیسیٰ (علیہ السلام)، داؤد کے تخت کا وارث ہونے کا دعویٰ بھی کرتا ہے اور رومی حکومت کے اندر ایک ایسی حکومت قائم کرنا چاہتا ہے جو رومی حکومت کا تختہ الٹ دے چنانچہ یہودی علماء کے اصرار پر رومی گورنر...... پلاطوس...... نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گرفتار کرنے کا حکم دیا، گرفتار کرنے والوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک حواری ''یہوداہ اسکر یوتی'' بھی شامل تھا البتہ باقی تمام شاگرد جو حضرت عیسیٰ کے ساتھ تھے وہ سب بھاگ گئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر مقدمہ چلایا گیا اور انہیں پھانسی کی سزا دی گئی۔ اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر 33 سال تھی۔ اناجیل کی رو سے تیسرے روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ زندہ کئے گئے۔ اپنے حواریوں سے ملاقات کی چالیس روز اس دنیا میں قیام کے بعد آسمان کی طرف اٹھا لئے گئے۔ [1]

یہ ہے وہ ساری تفصیل جو ہمیں انجیل کے حوالے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے بارے میں ملتی ہے اور بس!

اب آیئے ایک نظر آخری الہامی مذہب پر بھی ڈالتے چلیں۔

اسلام: اسلام کی مقدس کتاب کا نام، قرآن مجید ہے جو بذریعہ وحی رسول اکرم ﷺ پر نازل ہوئی، جسے آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں ہی بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حفظ کر لیا۔ سیرت کی کتب میں ان تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (مرد و خواتین) کے نام تک محفوظ ہیں۔ نزول وحی کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ نے اس کی کتابت کا بھی اہتمام فرمایا اور یوں آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں ہی سارا قرآن مجید تحریری شکل میں محفوظ ہو گیا جن جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس تحریری شکل میں قرآن مجید موجود تھا، کتب سیر میں ان کے نام بھی محفوظ ہیں۔

عہدِ صدیقی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے غور و خوض کے بعد تمام قرآن مجید کو یکجا کرنے کے لئے ایک کمیٹی بنائی جس نے انتہائی کڑی شرائط کے ساتھ قرآن مجید کو یک جا کر دیا۔ عہد عثمانی میں تمام صحیفوں کو جمع کر کے ایک طرح کی طرز تحریر میں لایا گیا جو اس سے پہلے سات مختلف تحریروں میں تھا۔ اس طرح رسول اکرم

---

[1] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: ''دنیا کے بڑے مذاہب''، صفحہ 291-288

ﷺ کی وفات مبارک کے چند سال بعد ہی قرآن مجید کو اس کی موجودہ شکل میں محفوظ کر دیا گیا جو آج تک بغیر کسی ردّ و بدل کے من وعن موجود ہے۔ گزشتہ چودہ صدیوں میں دشمنان اسلام نے قرآن مجید میں تحریف کرنے کی کئی بار سازشیں کیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے تمام دشمنوں کی سازشوں سے مکمل طور پر محفوظ رکھا۔ ❶

مسلمانوں کی الہامی کتاب کے بعد اب ایک نظر پیغمبر اسلام ﷺ کی حیات طیبہ پر ڈالئے۔

آپ ﷺ کی جائے پیدائش: تاریخ پیدائش، اسماء مبارک، شجرہ نسب، والدہ کے پاس تربیت، قبیلہ بنو سعد میں تربیت، بچپن میں پیش آنے والے واقعات، والدہ کی وفات، دادا کی سرپرستی اور وفات، چچا کی سرپرستی، تجارت، پہلا نکاح، اولاد و احفاد، قبل نبوت آپ ﷺ کا اخلاق و کردار، قریش کی لڑائی اور معاہدہ، امین اور صادق ہونے کا اعزاز، حجر اسود کی تنصیب، غار حرا میں گوشہ نشینی، وحی کی ابتداء، خفیہ دعوت، اعلانیہ دعوت، مخالفت، سرداران قریش سے مذاکرات، سفر طائف، معراج، بیعت عقبہ اولیٰ، بیعت عقبہ ثانی، ہجرت، قبا میں قیام، مدینہ منورہ تشریف آوری، اہل کتاب سے عہد و پیمان، غزوہ بدر، غزوہ احد، غزوہ احزاب، صلح حدیبیہ، سلاطین کے نام خطوط، سقوط مکہ، تبوک کا سفر، حجۃ الوداع، مرض الموت، وفات۔ غرض آپ ﷺ کی حیات طیبہ کے تمام پہلوؤں کی مکمل تفصیل کتب سیر میں موجود ہے۔

آپ ﷺ کی حیات طیبہ کے بعد آپ ﷺ کی تعلیمات پر ایک نظر ڈال لیجئے۔ ایمان، طہارت، عبادت (نماز، روزہ، زکاۃ، عمرہ، حج، صدقہ خیرات، توبہ و استغفار) لین دین، حلال وحرام، تجارت، زراعت، مزدوری، کھانا پینا، سونا جاگنا، چلنا پھرنا، والدین اور اولاد کے حقوق، اعزہ و اقارب اور دوست احباب کے ساتھ سلوک، ازدواجی تعلقات، یتیموں، بیواؤں، مسکینوں اور محتاجوں کے ساتھ سلوک، مہمان نوازی، ہمسایوں کے حقوق، جانوروں کے حقوق، نکاح، طلاق، عدت، ولادت، رضاعت، طبابت، بیماری، تیمارداری، موت، جنازہ، تجہیز و تکفین، تدفین، میراث، امارت، عدالت، امامت، سپہ سالاری، جنگ، صلح، اموال غنیمت، فتح، شکست، دوستی دشمنی، غرض انسانی زندگی سے تعلق رکھنے والے ہر موضوع پر آپ ﷺ کی تعلیمات کتب حدیث میں موجود ہیں، انسانی زندگی کے کسی ایسے گوشے کا نام لیجئے جس کے بارے میں رسول اکرم ﷺ کی تعلیمات کتب احادیث میں موجود نہ ہوں۔ غور فرمایئے رفع حاجت، جنابت، حیض، نفاس اور غسل تک کے مسائل بڑی وضاحت کے ساتھ موجود ہیں۔

❶ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مؤلف کی کتاب ''تعلیمات قرآن'' کا ضمیمہ بعنوان حفاظت قرآن کی مختصر تاریخ

آپ ﷺ کی تعلیمات کے بعد آپ ﷺ کی ذات مبارک کو لیجئے آپ ﷺ کا حلیہ مبارک کیسا تھا؟ آپ ﷺ کی ہتھیلی، آپ ﷺ کے تلوے، آپ ﷺ کی ایڑی، آپ ﷺ کی پنڈلی، آپ ﷺ کی بغل، آپ ﷺ کی آنکھ، آپ ﷺ کا دہن، آپ ﷺ کا قد، آپ ﷺ کے بال، آپ ﷺ کا پسینہ، آپ ﷺ کا رنگ کیسا تھا؟ حتی کہ آپ ﷺ کی داڑھی مبارک میں سفید بالوں کی تعداد کتنی تھی۔ آپ ﷺ کا لباس، آپ ﷺ کا عمامہ، آپ ﷺ کی چادر، آپ ﷺ کے موزے، آپ ﷺ کے نعلین، آپ ﷺ کی انگوٹھی، آپ ﷺ کی کنگھی، آپ ﷺ کا سرمہ، آپ ﷺ کا تکیہ کیسا تھا؟ آپ ﷺ کی گفتگو کیسی تھی، انداز تخاطب کیسا تھا، آپ ﷺ کا مسکرانا اور آنسو بہانا کیسا تھا؟ آپ ﷺ کا مزاح کیسا تھا، آپ ﷺ کا تواضع انکسار کیسا تھا، آپ ﷺ سوتے کیسے تھے، جاگتے کیسے تھے، چلتے کیسے تھے، اٹھتے اور بیٹھتے کیسے تھے، کھانا کیسے کھاتے، پانی کیسے پیتے، کھانے میں کیا پسند تھا، کیا ناپسند تھا؟ خوشبو کون سی پسند تھی، اظہار محبت اور اظہار ناراضی کا طریقہ کیا تھا، ازدواجی تعلقات کیسے تھے؟ اولاد کی تربیت کیسے فرمائی؟ غرض آپ ﷺ کی ذات پاک کے بارے میں کسی ایسے پہلو کی نشاندہی نہیں کی جاسکتی جو کتب سیر میں محفوظ نہ ہو۔

قارئین کرام! مذکورہ بالا تمام مذاہب کی تعلیمات اور ان کے داعی کے حالات زندگی پر بار بار گہری نظر ڈالیں اور پھر غور فرمائیں۔

☆ کیا مجوسیت جیسا غیر محفوظ، غیر یقینی اور محض 72 گیتوں پر مشتمل مذہب اسلام جیسے محفوظ، مکمل اور جامع مذہب کے لئے کسی بھی درجہ میں چیلنج بننے کی صلاحیت رکھتا ہے؟ کیا رسول اکرم ﷺ کی حیات طیبہ کے مستند، قابل اعتماد اور مفصل حالات زندگی کے مقابلہ میں زرتشت کی زندگی کے انتہائی غیر یقینی، مختصر اور نامکمل حالات زندگی میں دنیا والوں کے لئے کوئی کشش ہوسکتی ہے؟

☆ کیا ہندومت، جس کے داعی نامعلوم ہیں، جس کی مقدس کتب شرک کی تعلیم دیتی ہیں، عورت کو قابل نفرت ٹھہراتی ہیں، اپنے علاوہ دوسرے مذاہب کے پیروکاروں کو جلانے، کچلنے، قتل کرنے اور چیر نے پھاڑنے کی تعلیم دیتی ہیں، انسانوں کو اعلیٰ اور ادنیٰ درجوں میں تقسیم کرتی ہیں، ایسا مذہب اسلام جیسے امن پسند، عادلانہ حقوق انسانی کے محافظ اور توحید کے علمبردار دین کے لئے کبھی چیلنج بن سکتا ہے؟

☆ کیا بدھ مت، جس کے داعی کی اسی سالہ زندگی میں سے ستر سال کا عرصہ پردہ اخفا میں ہے جس کی تعلیمات اس کے داعی کی موت کے 200 سال بعد اس کے شاگردوں نے مرتب کی ہیں، ایک ایسے مذہب کے

لئے چیلنج بننے کی صلاحیت رکھتا ہے جس کے داعی ﷺ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ پورے یقین کے ساتھ کتب سیر میں محفوظ ہے اور جس کی الہامی کتاب کا ایک ایک حرف صدیوں سے مکمل طور پر محفوظ ہے؟

☆ کیا یہودیت، جس کی مقدس کتاب ''تورات'' کی صحت خود یہودی محققین کی نظر میں مشکوک ہے اور جس کے داعیؑ کی سیرت کے ایک پہلو، یعنی باطل سے ٹکرانے، کے علاوہ باقی تمام پہلو دنیا والوں کی نگاہوں سے اوجھل ہوں کیا ایسا مذہب اسلام کے لئے چیلنج بن سکتا ہے جس کی مقدس کتاب ''قرآن مجید'' گذشتہ چودہ صدیوں سے مکمل طور پر محفوظ ہے اور جس کے داعی ﷺ کی سیرت ہر انسان کو پیدائش سے لے کر موت تک مکمل رہنمائی فراہم کرتی ہے؟

☆ کیا عیسائیت، جس کی الہامی کتاب ''انجیل'' خود عیسائی محققین کے نزدیک مبہم، ناقابل فہم، متضاد اور نامعقول عبارتوں سے بھری پڑی ہے جسے پڑھنے کے بعد قاری انتشار، اضطراب اور پریشانی کا شکار ہو جاتا ہے اور جس کے داعیؑ کی تیس سالہ زندگی میں سے 27 سال دنیا والوں کی نظروں سے مخفی ہیں کیا وہ مذہب اپنے اندر ایک ایسے دین کے لئے چیلنج بننے کا واقعی دم خم رکھتا ہے جس کی مقدس کتاب ''قرآن مجید'' کی صحت کو گذشتہ چودہ صدیوں سے کوئی چیلنج کرنے کی جرأت نہیں کر سکا جس کے داعی ﷺ کی زندگی کے صرف نبوت کے 23 سال ہی نہیں بلکہ نبوت سے قبل کے 40 سال کا ایک ایک لمحہ کھلی کتاب کی طرح پوری دنیا کے سامنے ہے؟

تمام سوالوں کا جواب بالکل واضح اور دوٹوک ہے ''ہرگز نہیں''

ہمارے اس جواب کا ناقابل تردید ثبوت ان یہودی، عیسائی اور ہندو نومسلموں کے وہ اعترافات ہیں جو انہوں نے اسلام قبول کرنے سے پہلے باقاعدہ تمام مذاہب کا مطالعہ کرنے کے بعد کئے ہیں۔ چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

① انگلینڈ کے ڈاکٹر خالد شیلڈرک دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد اپنی زندگی کے حالات بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں ''میں برطانوی والدین کے گھر پیدا ہوا جو پروٹسٹنٹ چرچ سے وابستہ تھے میرے والد کی آرزو تھی کہ وہ مجھے چرچ کا پادری دیکھے اس لئے مجھے دینی کتب کے مطالعہ میں مصروف دیکھ کر وہ بہت خوش ہوتا۔ والدین کے حکم پر میں چرچ آف انگلینڈ میں باقاعدگی سے جاتا جہاں مجھے یہ بتایا گیا کہ خدا کی ذات واحد تین شخصیتوں کا مجموعہ ہے یہ ایک ایسا عقیدہ ہے جسے عقل

قبول نہیں کرتی بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ باپ اور بیٹا ہر زمانے میں ساتھ ساتھ موجود ہوں؟ جس زمانے میں باپ کا وجود فرض کیا جائے اسی زمانے میں بیٹے کا وجود بھی ہو یہ ایک نا قابل فہم عقیدہ ہے۔ چرچ میں مجھے یہ تعلیم بھی دی گئی کہ میرے والدین میری پیدائش کی خاطر گناہ کے مرتکب ہوئے اور میں بھی فطرتاً گنہگار ہی پیدا ہوا ہوں۔ مجھے اس تعلیم میں خالق حقیقی کی تدبیروں کی تحقیر اور توہین محسوس ہوئی۔ ان الجھنوں نے مجھے دیگر مذاہب کے مطالعہ پر آمادہ کیا چنانچہ میں نے یہودیت، ہندومت اور بدھ مت وغیرہ کا مطالعہ کیا تقابل ادیان کے لئے مجھے اسلام کا مطالعہ بھی کرنا پڑا اور مجھے یہ سمجھنے میں زیادہ دیر نہ لگی کہ درحقیقت اسلام ہی دین فطرت ہے نہ تو دین اسلام بدھ مت کی طرح نرا خشک فلسفہ ہے کہ انسان کشکول ہاتھ میں لے کر بھکشوؤں کی طرح دربدر بھیک مانگتا پھرے نہ ہی اسلام عیسائیت کی طرح ہے کہ یسوع؈ کی طرح زندگی بھر دشت نوردی کرتا رہے بلکہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو انسان کو عزت اور وقار سے زندگی گزارنے کی راہ دکھاتا ہے ہمیں یسوع کی زندگی کا بھی کوئی حال معلوم نہیں کہ ہم ان سے کوئی رہنمائی حاصل کر سکیں جبکہ حضرت محمد ﷺ کی زندگی کے ایک ایک دن کا حال ہم پر منکشف ہے لہٰذا مجھے مسلمان ہونے پر کبھی افسوس نہیں ہوا نہ میں اللہ اور اس کے رسول کا دین پکڑنے پر شرمندہ ہوں گا۔ ❶

② کلکتہ میں ایک ہندو راجہ کے ہاں پیدا ہونے کے بعد دائرہ اسلام میں داخل ہونے والی خاتون جاوید بانو بیگم نے تحقیق مذاہب کے بارے میں اپنے تجربات بیان کرتے ہوئے بتایا کہ میں نے سب سے پہلے بدھ مت کا مطالعہ کیا لیکن اطمینان حاصل نہ ہوا پھر عیسائیت کا مطالعہ کیا تو اس سے بھی مایوس ہوئی اور میں نے دوبارہ ہندومت کی طرف رجوع کر لیا لیکن ویدوں کی تعلیم کا انسان کی عملی زندگی سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ جب میں نے اسلام کا مطالعہ کیا تو میں بہت خوش ہوئی میری روح مطمئن ہو گئی کہ میں نے صداقت پالی ہے صرف اسلام ہی دنیا میں ایک ایسا مذہب ہے جو روزمرہ زندگی میں ہمارا سچا رہنما ہو سکتا ہے اور دنیا کے تمام روحانی رہنماؤں میں سے آقائے نامدار حضرت محمد ﷺ ہی ایک ایسی شخصیت ہیں جو آزادی، اخوت اور مساوات جیسے زریں اصول لے کر آئے ہیں جن پر چل کر انسان نجات حاصل کر سکتے ہیں۔ ❷

---

❶ ''ہم کیوں مسلمان ہوئے'' از ڈاکٹر عبدالغنی فاروق صفحہ 87 ❷ ایضاً صفحہ 75

③ انگلینڈ کے حسین روف عیسائی والد اور یہودی والدہ کے گھر پیدا ہوئے ان کی تعلیم وتربیت چرچ آف انگلینڈ کے اصولوں کے مطابق ہوئی دین اسلام سے مشرف ہونے کے بعد اپنے ماضی کے واقعات یوں بتاتے ہیں ''میں نے چرچ آف انگلینڈ کے عقائد اور طریق عبادت کو قریب سے دیکھا میں نے وہاں پر اسراریت کا غلبہ پایا انسانی وقار اور احترام کو توہمات تلے کراہتے دیکھا ایک طرف تو ان کے ہاں انسان پیدائشی گنہگار ہے جبکہ دوسری طرف پوپ اور اس کے حواری معصوم عن الخطا قرار دیئے جاتے ہیں۔ میں نے یہودیت کی مذہبی رسومات کا بھی بغور مشاہدہ کیا لیکن میرے ذہن نے دونوں کو قبول نہ کیا اکتا کر میں نے ہندو فلاسفی کا مطالعہ شروع کیا مگر نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات ان کے ہاں برہمن کو غیر معمولی تقدس حاصل ہے مگر اچھوت کو زندہ درگور کر دیا گیا ہے۔ بدھ مت کا مطالعہ کیا تو محسوس ہوا کہ وہ ذات پات کے نظریئے کا ردعمل ہے بدھ ازم میں خالق کائنات کا کہیں تصور نہیں ملتا محض ذاتی نجات کی خاطر غیر فطری تگ ودو کی جاتی ہے اس کے بعد میں نے اسلام کا مطالعہ شروع کیا میں نے قرآن مجید کا ترجمہ پڑھا تو محسوس ہوا کہ مجھے میری منزل مل گئی ہے میں سالہا سال سے اسی گوہر کا متلاشی تھا۔ 1945ء میں مجھے عید کے موقع پر شرکت کی دعوت دی گئی میں نے دیکھا کہ دنیا بھر سے مختلف رنگوں، زبانوں اور تہذیبوں کے لوگ بھائیوں کی طرح یک جا ہیں یہاں کسی کو کسی پر فوقیت نہیں نہ کسی امیر میں دولت کا نشہ نظر آیا نہ اس نخوت کا مشاہدہ ہوا جو انگریز اپنے سیاہ فام پڑوسی سے عموماً روا رکھتا ہے ساری فضا توازن اور اعتدال کا حسین امتزاج پیش کر رہی تھی میں نے دنیا بھر کے مذاہب کا مطالعہ کیا مگر کسی میں کشش نظر نہ آئی مگر اسلام نے بہت تھوڑے عرصہ میں مجھے اپنی طرف کھینچ لیا اور میں مسلمانوں کی عظیم برادری کا رکن بن گیا۔[1]

④ میوس بی جولی انگلینڈ کے عیسائی گھرانے میں پیدا ہوئیں اسلام تک پہنچنے کے مراحل کا ذکر کرتے ہوئے بتاتی ہیں کہ میری تعلیم کا آغاز چرچ اسکول سے ہوا جہاں مجھے عیسائی عقائد کی تعلیم دی گئی عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ جب میں نے ان عقائد پر غور وفکر کرنا شروع کیا تو میرا اطمینان ختم ہو گیا حتیٰ کہ میں دہریت کی نذر ہو گئی لیکن سکون پھر بھی حاصل نہ ہوا تب میں نے دیگر مذاہب کا مطالعہ کرنے کا فیصلہ کیا سب سے پہلے بدھ مت کا مطالعہ کیا لیکن بعض اچھی باتوں کے باوجود مجھے بدھ مت میں

[1] ''ہم کیوں مسلمان ہوئے'' از ڈاکٹر عبدالغنی فاروق، صفحہ 81-83

ضروری تفصیلات کا غیر معمولی قحط نظر آیا لہٰذا میں نے ہندومت کا مطالعہ شروع کر دیا ہندومت کا مطالعہ کر کے میں بہت سٹپٹائی کہ عیسائیت میں تو صرف تین خدا ہیں اور یہاں تو ہزاروں خدا کلبلا رہے ہیں اوران کی کہانیاں اتنی مضحکہ خیز ہیں کہ پڑھتے ہوئے بھی گھن آتی ہے تب میں نے یہودیت کا مطالعہ شروع کیا مجھے اندازہ ہوا کہ میرے معیار کے مطابق ایک مذہب کو جیسا ہونا چاہئے یہودیت اس کے بالکل برعکس ہے پھر میں نے قرآن مجید کا مطالعہ شروع کیا مجھے محسوس ہوا کہ قرآن مجید میری روح پراثر انداز ہورہا ہے راتوں پہ راتیں بیت گئیں میں نے قرآن مجید کو نہ چھوڑا آہستہ آہستہ میرے اندر اسلام کی مخالفت کا جذبہ دم توڑ گیا اور میں یہ تسلیم کئے بغیر نہ رہ سکی کہ انسانی زندگی میں مکمل انقلاب صرف محمد ﷺ نے ہی برپا کیا تھا۔ بیسویں صدی کے تمام تر وسائل کے باوجود آج کی حکومتیں اس انقلاب کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتیں بلکہ تہذیبی اور فکری اصلاح کے لئے اسلام ہی کی مرہون منت ہیں۔ یوں میں اسلام کی صداقت کی قائل ہوگئی اور آخر کار اسلام قبول کرلیا۔ ❶

⑤ چیکوسلواکیہ کے عیسائی گھرانے میں پیدا ہونے والی مونیکا قبول اسلام کے بعد فاطمہ کہلائیں تو اپنے قبول اسلام کی مرحلہ وار داستان یوں بیان کی ''بڑے ہو کر جب میں نے اپنے آبائی مذہب عیسائیت پر غور کیا تو ذہن کو شدید دھچکے لگے اور یہ مذہب قطعی غیر عقلی اور غیر منطقی نظر آیا گھبرا کر یہودیت اور ہندومت کا مطالعہ کیا مگر دماغ نے انہیں بھی قبول نہ کیا تاہم میرا وجدان یہ کہتا تھا کہ میں ایک نہ ایک روز ہدایت ضرور پاؤں گی۔ اسلام کے بارے میں میرا ابتدائی تأثر کچھ زیادہ اچھا نہیں تھا لیکن جب میں نے خود قرآن مجید کا مطالعہ شروع کیا تو فوراً ہی مجھے احساس ہوا کہ اسلام مجھے اپنی طرف کھینچ رہا ہے اور اسکی بے داغ پاکیزہ تعلیمات میری عقل اور فطرت کو اپیل کرنے لگیں خدا اور انسان کا بلاواسطہ تعلق، معاشرتی نظام میں بلاتمیز رنگ ونسل انسانوں میں مساوات اور اسلامی معاشرے میں عورت کا مقام ومرتبہ پڑھ کر میری روح جھوم اٹھی اور مجھے یقین ہو گیا کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول تھے اس یقین کے بعد میں نے فوراً اسلام قبول کرلیا۔ ❷

مذکورہ بالا حقائق سے یہ نتیجہ اخذ کرنا مشکل نہیں کہ جب بھی کوئی غیر مسلم سنجیدگی سے تقابل ادیان کا مطالعہ کرتا ہے تو وہ پورے شعور اور اطمینان کے ساتھ اسلام ہی کا انتخاب کرتا ہے۔ آج دنیا میں اسلام کا

❶ ''ہم کیوں مسلمان ہوئے'' از ڈاکٹر عبدالغنی فاروق، صفحہ 269-271 ❷ ایضاً صفحہ 324

سب سے بڑا مد مقابل مذہب عیسائیت ہے جس کے علمبرداروں نے اسلام کا راستہ روکنے اور عیسائیت کو غالب کرنے کے لئے پوری دنیا کا امن داؤ پر لگا رکھا ہے اربوں نہیں کھربوں ڈالر پانی کی طرح بہائے جا رہے ہیں لیکن اس ساری جدوجہد کے باوجود ٹھوس حقیقت یہ ہے کہ عیسائیت کی ساری تعلیمات خصوصاً عقیدہ تثلیث اس قدر مبہم، نا قابل فہم اور غیر فطری ہے کہ ایک سمجھدار بچہ بھی یہ فلسفہ قبول کرنے کے لئے تیار نہیں یعنی ایک تین اور تین ایک ہوتے ہیں جبکہ اسلام کا عقیدہ توحید اس قدر فطری، سکون بخش اور قابل فہم ہے کہ سنتے ہی دل میں ترازو ہو جاتا ہے، ایسا کہ نکلنے کا نام نہیں لیتا۔ امریکی نومسلم صلاح الدین بورڈ کہتے ہیں میں نے لندن سے شائع ہونے والے ایک جریدہ ''افریقن ٹائمز اینڈ اورینٹ ریویو'' کے ایک شمارے میں اسلام کے بارے میں ایک مضمون پڑھا جس کے ایک فقرے نے بے اختیار میری توجہ اپنی طرف کھینچ لی اور میرے دل میں کھب گیا اور وہ تھا ''لا إله إلا الله'' حقیقت یہ ہے کہ یہ مختصر سا کلمہ مسلمانوں کی وہ انمول متاع ہے کہ جس پر وہ جتنا بھی فخر کریں کم ہے۔ [1]

عیسائیت کی بعض دوسری تعلیمات بھی عقیدہ تثلیث کی طرح غیر فطری، نا قابل فہم اور مضحکہ خیز ہیں مثلاً عیسائیت کی رو سے ہر انسان پیدائشی گنہگار ہے جبکہ اسلام کی رو سے ہر انسان گناہوں سے پاک پیدا ہوتا ہے عیسائیت کی رو سے حضرت عیسیٰ نے پھانسی پا کر تمام انسانوں کی نجات کے لئے گناہوں کا کفارہ ادا کیا ہے جبکہ اسلام کی رو سے ہر انسان اپنے اپنے گناہوں کا خود ذمہ دار ہے عیسائیت کی رو سے دو انسان خدا کو حاظر ناظر جان کر ایک دوسرے کے سامنے اپنے اپنے گناہوں کا اعتراف کریں تو ان کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں جبکہ اسلام کی رو سے انسان کو صرف اپنے خالق اور مالک کے سامنے اپنے گناہوں کا اعتراف کرنے اور معافی مانگنے کا حکم ہے جس سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ امریکی نومسلم ابراہیم جمیکا کہتے ہیں کہ میں کئی سال تک چرچ میں جا کر ''فادر'' کے سامنے اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا رہا لیکن ''فادر'' نے میرے سامنے کبھی اپنے گناہوں کا اعتراف نہ کیا ایک روز میں نے اپنی یہ خلش ''فادر'' کے سامنے ظاہر کرنے کا تہیہ کر لیا چنانچہ میں نے اگلی حاضری پر ''فادر'' سے یہ سوال کیا تو پردے کے پیچھے ایک لمبا سکوت طاری ہو گیا پھر ''فادر'' نے کہا ''ابھی باہر چلے جاؤ اور صحن میں میرا انتظار کرو میں فارغ ہو کر آؤں گا اور اطمینان سے تمہارے سوالوں کا جواب دوں گا۔'' میں باہر آ گیا پروگرام ختم ہونے کے بعد میں ایک گھنٹہ تک

---

[1] ''ہم کیوں مسلمان ہوئے'' از ڈاکٹر عبدالغنی فاروق، صفحہ 134

فادر کا انتظار کرتا رہا مگر وہ نہ آئے میں گھر چلا گیا اور پھر کبھی چرچ کا رخ نہ کیا۔''[1]

غور فرمائیے! عیسائیت کی ان تعلیمات پر کبھی انسانی فطرت مطمئن ہو سکتی ہے؟ قیامت تک نہیں، عیسائیت کی ان غیر فطری تعلیمات کے ساتھ ساتھ بائبل کا مسلّمہ طور پر محرف ہونا بذات خود ایک بہت بڑے اضطراب اور خلش کا باعث ہے جبکہ قرآن مجید کا چودہ سو سال سے مکمل طور پر محفوظ ہونا بذات خود دنیا والوں کے لئے زبردست اطمینان اور سکون کا باعث ہے۔

حال ہی میں امریکی ریاست ٹیکساس کے کیتھولک چرچ کا ایک پادری اپنے کاروباری شریک تاجر مسلمان کو عیسائی بنانے کی کوشش کرتے ہوئے اس وقت خود مسلمان ہو گیا جب اسے یہ معلوم ہوا کہ گزشتہ چودہ سو سال سے مسلمانوں کی مقدس کتاب ''قرآن مجید'' کا صرف ایک ہی ایڈیشن شائع ہو رہا ہے جبکہ ان کے گھر میں اس وقت بھی بائبل کے تین مختلف ایڈیشن موجود تھے۔ والد کے پاس "King James version of the Bible"، بیوی کے پاس "Jimy Swagurt version of Bible" اور خود اس کے اپنے پاس "Revised Standard version of the Bible"[2] (نوٹ: مؤلف کی لائبریری میں بائبل کا جو نسخہ ہے اس پر "The Holy Bible new International version" کے الفاظ لکھے ہیں گویا یہ ایک الگ ایڈیشن ہے۔ مؤلف)

امر واقعہ یہ ہے کہ آج دنیا میں قدیم یا جدید کوئی ایسا مذہب نہیں جو علمی یا عملی پہلو سے اسلام کے مقابلہ میں اپنے اندر کوئی معمولی سی کشش یا جاذبیت رکھتا ہو تحقیق اور تدقیق کے اس دور میں جو بھی غیر جانبداری سے دنیا کے مذاہب کا مطالعہ کرے گا اس کے لئے اسلام کا انتخاب کئے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہوگا بلکہ اس سے ایک قدم آگے بڑھ کر ہمیں یہ دعویٰ کرنے میں بھی قطعاً کوئی تأمل نہیں کہ آج کی بڑی طاقتوں کی سفاکی، جبر، ظلم اور دہشت گردی سے زخم خوردہ دنیا نے جب کبھی امن و سلامتی، عدل و انصاف اور مساوات و مواخات پر مبنی نظام کے حصول کی سنجیدہ کوشش کی تو اسے خواہی نخواہی اسلام ہی کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔

یہ ہے وہ نوشتہ دیوار جو مشرق و مغرب کی تمام غیر مسلم حکومتوں اور ان کے دانشوروں کے ذہنوں پر

---

[1] ''ہم کیوں مسلمان ہوئے'' از ڈاکٹر عبدالغنی فاروق صفحہ 301

[2] سہ روزہ دعوت، دہلی، بحوالہ ہفت روزہ تکبیر، کراچی 23 جولائی 2008ء صفحہ 48

ایک ڈراؤنے خواب کی طرح مسلط ہے انہیں خوب معلوم ہے کہ حریت فکر اور آزادی اظہار کے اس دور میں اگر مسلمانوں کو امن کے چند عشرے میسر آ گئے تو پوری دنیا میں غلبہ اسلام کی منزل بہت قریب آ جائیگی۔ اسی ڈراؤنے خواب سے بچنے کے لئے نائن الیون کا ڈرامہ رچایا گیا پھر اس کے فوراً بعد دہشت گردی کا افسانہ تراشا گیا، قرآن مجید کی توہین کی گئی، پیغمبر اسلام ﷺ کی توہین کے قبیح جرم کا بار بار ارتکاب کیا گیا تا کہ مسلمانوں کو مشتعل کر کے مسلسل حالت جنگ میں رکھا جائے۔ اشاعت اسلام پر خرچ ہونے والے بے پناہ وسائل تباہ کئے جائیں اور ہر قیمت پر غلبہ اسلام کی منزل کھوٹی کی جائے۔

اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے خلاف کفار کے تعصب اور دل آزار رویئے کا سبب معلوم ہونے کے بعد اب ہم اپنے اصل سوال کی طرف واپس آتے ہیں کہ اندریں حالات ہماری ذمہ داریاں کیا ہیں؟

ہماری ذمہ داریاں:

جیسا کہ اس سے پہلے ہم عرض کر چکے ہیں کہ شریعت اسلامیہ میں توہین رسالت کی سزا قتل ہے۔ عیسائیت کے علمبردار ملک برطانیہ میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی سزا پھانسی ہے، لہٰذا ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ مسلم ممالک اقوام متحدہ سے بلا استثناء تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی عزت اور ناموس کے تحفظ کا قانون منظور کرواتے جس پر عمل درآمد کروانا اقوام متحدہ کی ذمہ داری ہوتی، لیکن المیہ تو یہ ہے کہ پچاس سے زائد اسلامی ممالک گزشتہ دس سال سے نام نہاد "دہشت گردی" کے نام سے مسلسل کفار کے ہاتھوں پٹ رہے ہیں، لیکن کسی ملک میں اتنا دم خم نہیں کہ وہ "دہشت گردی" کی تعریف متعین کرنے کے لئے اقوام متحدہ میں آواز ہی اٹھا سکے؟

اس صورت حال میں اہل ایمان کو کیا کرنا چاہئے؟ یہ ہے وہ سوال جس کا جواب ہم آئندہ سطور میں پیش کر رہے ہیں۔

جمہوری ممالک میں ایسے مواقع پر اپنے جذبات کا اظہار کرنے کے لئے اجتماعی مظاہرے، جلوس اور ریلیوں وغیرہ کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ بلاشبہ لوگوں کی کثیر تعداد کے سڑکوں پر آنے سے نہ صرف حکومت پر مثبت قدم اٹھانے کے لئے دباؤ بڑھتا ہے بلکہ دنیا کو بھی ایک واضح پیغام مل جاتا ہے، لیکن اس طریقہ احتجاج میں سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ جرائم پیشہ لوگ یا ملک دشمن عناصر مشتعل ہجوم کو بڑی آسانی سے قانون شکنی

کی راہ پر ڈال دیتے ہیں جس کے نتیجہ میں توڑ پھوڑ، لوٹ مار اور گھیراؤ، جلاؤ کے واقعات پیش آتے ہیں۔ دوسری طرف قانون نافذ کرنے والے ادارے امن وامان قائم کرنے کی کوشش میں لوگوں کی جانیں تک لینے سے گریز نہیں کرتے۔ 1989ء میں ملعون سلمان رشدی کی ''شیطانی آیات'' پر احتجاج کرتے ہوئے 6 آدمی اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ 2005ء میں ڈنمارک کے ملعون صحافی کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے 15 افراد پولیس کی گولیوں کا نشانہ بنے۔ دہشت گردی کے موجودہ ماحول میں دہشت گرد ایسے پُر ہجوم مظاہروں کو بڑی آسانی سے نشانہ بنا سکتے ہیں جس سے معاملات پہلے کی نسبت کہیں زیادہ سنگین اور پیچیدہ ہو جاتے ہیں ویسے بھی یہ ایک عارضی نوعیت کا طریقہ احتجاج ہے جس سے کوئی مستقل فائدہ حاصل کرنا ممکن نہیں۔ لہٰذا ہماری ناقص رائے میں ایسے اقدام، جن میں فائدہ کے بجائے نقصان زیادہ ہو، سے گریز ہی بہتر ہے۔

احتجاج کا ایک دوسرا طریقہ جو پہلے طریقہ سے نسبتاً زیادہ موثر اور معقول ہے وہ یہ ہے کہ متعلقہ غیر مسلم ممالک کے سفارت خانوں میں ٹیلیفون، فیکس یا ای میل پر اپنا احتجاج ریکارڈ کروایا جائے۔ 2005ء میں پہلی مرتبہ جب ڈنمارک اور دیگر یورپی ممالک نے خاکے شائع کیے تو سعودی علماء نے احتجاج کرنے کے لئے عوام کی بڑی قابل تحسین رہنمائی کی۔ نماز جمعہ کے بعد مساجد میں ایسے اوراق تقسیم کیے گئے جن پر خاکے شائع کرنے والے جریدہ ''جیلنڈ پوسٹن'' کا ٹیلی فون نمبر (004587383838)، فیکس نمبر (004533303030) اور ای میل (jp@hp.dk) ڈنمارک کی وزارت خارجہ کا ٹیلی فون نمبر (0045339200)، فیکس نمبر (004532540533) اور ای میل (um@um.dk) دیئے گئے تھے۔ اور الریاض (سعودی عرب) میں ڈنمارک کے سفارت خانے کا ٹیلی فون نمبر، فیکس نمبر ای میل مہیا کئے گئے تھے۔ صرف یہی نہیں بلکہ احتجاج ریکارڈ کروانے کے لئے انگریزی زبان میں درج ذیل فقرات بھی بتائے گئے

"Stop your unjust attack on our Prophet. This is not freedom of speech, but rather a direct insult. You have managed to hurt the feeling of a billion Muslim"

ہماری ناقص رائے میں یہ طریقہ احتجاج مظاہروں اور جلوسوں کی نسبت بہت بہتر ہے لہٰذا افراد کو بھی اس پر عمل کرنا چاہئے اور جماعتوں کو بھی۔

کسی ملک کی مصنوعات کا بائیکاٹ بھی احتجاج کا بڑا موثر ذریعہ ہے۔ معاشی تباہی نے روس جیسی سپر پاور کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ 2005ء میں صرف کویت کے بائیکاٹ سے ڈنمارک کو 1½ ارب سالانہ کا نقصان ہوا۔ سعودی عرب میں معاشی مقاطعہ کی تحریک کے نتیجہ میں امریکی اشیاء کی کھپت میں 30 تا 40 فیصد کمی آئی۔[1] 2006ء میں (ARLA FOOD) ارلا فوڈ کمپنی کو مسلم دنیا کے بائیکاٹ کی وجہ سے روزانہ 1.6 ملین ڈالر کا نقصان اٹھانا پڑا جسکے نتیجہ میں کمپنی کو صرف عرب دنیا میں اپنے 50 ہزار تجارتی مراکز میں سے 47 ہزار تجارتی مراکز بند کرنا پڑے۔[2] لہٰذا یہ طریقہ بھی تمام مسلمانوں کو بھرپور جذبہ ایمانی کے ساتھ استعمال کرنا چاہیے۔ عوام الناس میں شعور پیدا کرنے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ خوابیدہ جذبات کو بیدار رکھنے کے لئے موثر الفاظ پر مشتمل خوبصورت سٹکرز کا استعمال بھی بہت مفید ثابت ہو سکتا ہے۔

2005ء میں توہین رسالت پر ردعمل ظاہر کرتے ہوئے سعودی عرب میں دیگر ذرائع ابلاغ کے علاوہ سٹکرز کے ذریعہ عوام الناس نے نہ صرف اپنے بے پناہ جذبہ ایمانی کا اظہار کیا بلکہ مسجدوں، ہسپتالوں، دفتروں، سکولوں، ڈاک خانوں، یونیورسٹیوں، بازاروں، سپر مارکیٹوں، ریلوے سٹیشنوں، ہوائی اڈوں حتی کہ اپنی اپنی گاڑیوں پر سٹکرز لگا کر دفاع ناموس رسالت کو ایک مستقل تحریک بنا دیا چند سٹکرز کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

① لَنْ نَمُوْتَ مِنَ الْجُوْعِ اِذَا قَاطَعْنَا مُنْتَجَاتِ دَوْلَةِ الْاَبْقَارِ الدَّنْمَارِكِيَّةِ فَالْبَدِيْلُ مُتَوَفِّرٌ

''گائے بیل کے ملک ڈنمارک کی مصنوعات کا بائیکاٹ کرنے سے ہم ہرگز بھوکے نہیں مریں گے جبکہ ان کی متبادل اشیاء بھی موجود ہیں۔''

② قَاطِعُوْا مُنْتَجَاتِ الدَّنْمَارَكِ وَالنَّرْوِيْجِ لِاسْتِهْزَائِهِمْ بِالْحَبِيْبِ مُحَمَّدٍ ﷺ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ

''ہمارے محبوب حضرت محمد ﷺ کے استہزاء کرنے پر ڈنمارک اور ناروے کی مصنوعات کا بائیکاٹ کرو، اللہ اکبر، عزت اللہ اور اس کے رسول اور اہل ایمان کے لئے ہے۔''

③ قَاطِعْ وَلَا تَتَرَدَّدْ ، اِنْتَصِرْ لِدِيْنِكَ ، اِنْتَصِرْ لِنَبِيِّكَ

''بائیکاٹ کرو اور ڈگمگاؤ مت، اپنے دین اور نبی کا انتقام لو۔''

---

[1] دور المقاطعه الاقتصادیة فی انهیار الدولة الصلیبیه ، ص 3

[2] ہفت روزہ غزوہ لاہور 21 تا 27 اپریل 2006ء

④ لِاَجْلِ الرَّسُوْلِ الْكَرِيْمِ مُحَمَّدٍ ﷺ يَجِبُ اَنْ لَا نَنْسٰى مُقَاطِعَةَ الدَّنْمَارْكَ اِلَى الْاَبَدِ.

''عزت والے رسول حضرت محمد ﷺ کی خاطر ہمیں ڈنمارک کی مصنوعات کا بائیکاٹ کرنا کبھی نہیں بھولنا چاہیے۔''

⑤ وَلَا تَنْسَوْا ...... اِنَّكُمْ سَوْفَ تَلْقَوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى نَهْرِ الْكَوْثَرِ فَمَاذَا سَتَقُوْلُوْنَ لَهُ وَ قَدْ عَلِمْتُمْ مَا عَلِمْتُمْ ؟ اَرْجُوْكُمْ يَا شَبَابُ لَا تَجْعَلُوْا الْاَمْرَ يَمُرُّ عَلَيْكُمْ مُرُوْرَ الْكِرَامِ وَ تَخَيَّلُوْا لَوْ اَنَّ اَحَدُهُمْ سَبَّ اُمُّكَ وَ اُخْتُكَ فَمَاذَا سَيَكُوْنُ رَدَّ فِعْلَكَ ؟ وَ هَلْ اَهْلَكَ وَ ذَوِيْكَ ، اَحَبَّ اِلَيْكَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ......

''مت بھولو، قیامت کے روز حوض کوثر پر تمہاری ملاقات رسول اللہ ﷺ سے ہونے والی ہے اور جو حقائق ہیں ان کا تمہیں خوب علم ہے پھر وہاں رسول اللہ ﷺ کو کیا جواب دو گے؟ ہم نوجوانوں سے امید کرتے ہیں کہ وہ اس ہرزہ سرائی سے ہرگز صرف نظر نہ کریں۔ ذرا غور کرو اگر کوئی شخص تمہاری ماں یا بہن کو گالی دے تو تمہارا ردّ عمل کیا ہوگا؟ کیا تمہارے اہل وعیال اور مال ومنال تمہیں اللہ کے رسول ﷺ سے زیادہ محبوب ہیں؟''

⑥ شُلَّتْ يَدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تُؤْذِيْكَ وَ كُلُّنَا بِجَمِيْعِ الرُّوْحِ نَفْدِيْكَ

''یا رسول اللہ ﷺ! آپ کو تکلیف پہنچانے والے ہاتھ ٹوٹ جائیں ہم سب جسم و جان کے ساتھ آپ پر فدا ہیں۔''

مذکورہ بالا طریقے کفار کے قابل نفرت اور دل آزار رویوں پر محض اپنا ردعمل ظاہر کرنے کی مختلف صورتیں ہیں جن کے کچھ نہ کچھ اثرات اور نتائج یقیناً برآمد ہوتے ہیں تاہم ہمارے نزدیک کرنے کا اصل کام یہ ہے کہ کفار کی ان اشتعال انگیز کاروائیوں کے جواب میں صبروتحمل سے کام لیا جائے اشتعال میں آنے اور تصادم کی راہ اختیار کرنے سے بچا جائے اور اپنی تمام تر توجہ غیر مسلم ممالک میں اسلام کی نشر و اشاعت پر مرکوز کی جائے۔ بلاد مغرب میں بلاشبہ بہت سی دینی جماعتیں، تنظیمیں، ادارے، مراکز اور عرب و عجم کے جید علماء فضلاء بڑی تن دہی سے اسلام کی نشر واشاعت کا مقدس فریضہ سرانجام دے رہے ہیں اور اس کے خاطر خواہ نتائج بھی برآمد ہو رہے ہیں عوام الناس ہی نہیں بلکہ اشرافیہ کا دانشور طبقہ بھی متاثر ہو رہا

ہے [1] تاہم موجودہ حالات میں اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ نشر و اشاعت کے کام کو مزید منظم اور تیز کیا جائے دینی جماعتیں اس کارِ خیر کی بجا آوری کے لئے طویل مدت کی منصوبہ بندی کریں اہل خیر دل کھول کر اس مقدس فریضہ کی انجام دہی میں اپنا کردار ادا کریں مساجد، مدارس اسلامی مراکز سے اپنے تعلق کو مستحکم کیا جائے، زیادہ سے زیادہ مساجد، مدارس اور اسلامی مراکز کھولنے پر توجہ دی جائے اسلام سے دلچسپی رکھنے والے ایک ایک فرد کو اہم سمجھا جائے اور اسے راہنمائی کے لئے ہر طرح کی سہولت مہیا کی جائے طبقہ اشرافیہ سے روابط رکھنے والے مسلمانوں کو بھی اس معاملے میں اپنی ذمہ داریاں پوری کرنی چاہئیں اور اسلام کا پیغام پہنچانے میں کسی قسم کی کوئی کسر اٹھا نہیں رکھنی چاہیے۔ بلاد مغرب میں مقیم ہر مسلمان اپنے اوپر یہ فرض کر لے کہ وہ اپنی زندگی میں کم از کم ایک غیر مسلم کو ضرور قرآن مجید مہیا کرے گا۔ کاش کوئی رجل رشید یورپ کے تمام چھوٹے بڑے رسائل اور جرائد میں صرف سورۃ اخلاص (قل هو الله أحد....) ہی مقامی زبان میں ترجمہ کے ساتھ شائع کروادے۔ بلاشبہ اس کے بھی حیران کن نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔

ہماری ناقص رائے میں کفار کے دل آزار رویوں کا اس سے اچھا انتقام اور کوئی نہیں ہو سکتا کہ جس راستے سے وہ ہمیں ہٹانا چاہتے ہیں ہم پوری عزیمت اور استقامت کے ساتھ اس راستے پر گامزن رہیں اور جس منزل تک پہنچنے سے وہ ہمیں خوف زدہ کرنا چاہتے ہیں ہم بلا خوف وخطر اس منزل کی طرف بڑھتے چلے جائیں۔ بعید نہیں دعوت وارشاد کے نتیجہ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ آج کے شر سے ہمارے لئے بھی اسی طرح خیر پیدا فرما دیں جس طرح تاتار کے شر سے خیر پیدا فرما دیا۔

---

[1] امریکی جریدہ ٹائم کی رپورٹ کے مطابق یورپ میں مساجد اور اسلامی مراکز کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے 1970ء میں فرانس میں صرف ایک درجن مساجد اور اسلامی مراکز تھے اب انکی تعداد 1300 تک پہنچ چکی ہے 600 اسلامی تنظیمیں کام کر رہی ہیں اور مسلمانوں کی تعداد 6 لاکھ ہے۔ برطانیہ میں 1963ء میں مساجد اور اسلامی مراکز کی تعداد صرف 13 تھی جو اب 600 تک پہنچ چکی ہے برطانیہ میں 1400 اسلامی تنظیمیں دعوت کا کام کر رہی ہیں اور مسلمانوں کی تعداد 20 لاکھ ہے۔ اٹلی میں مساجد اور اسلامی مراکز کی تعداد 450 ہے اور مسلمانوں کی تعداد 10 لاکھ ہے جرمنی میں مساجد اور اسلامی مراکز کی تعداد 1400 ہے جبکہ مسلمانوں کی تعداد 40 لاکھ ہے (ماہنامہ بیداری حیدرآباد سندھ 2008ء) بلجیم کی کل آبادی ایک کروڑ ہے ان میں سے 4½ لاکھ مسلمان ہیں برطانوی اخبار ٹیلی گراف میں شائع ہونے والی ایک رپورٹ کے مطابق 2020ء تک برطانیہ میں کلیساؤں کے مقابلہ میں مساجد زیادہ آباد ہوں گی کیونکہ اسلام وہاں تیزی سے پھیل رہا ہے جنوبی کوریا کی آبادی 5 کروڑ ہے جن میں سے 1½ لاکھ مسلمان ہیں۔ (مجلہ المجتمع کویت عدد 1794 بحوالہ ماہنامہ بیداری ستمبر 2008ء)

یاد رہے 617ھ میں چنگیز خان نے ممالک اسلامیہ پر حملے شروع کئے اور مسلسل سات سال تک لاکھوں نہیں کروڑوں مسلمانوں کا خون بہایا اس کے بعد اس کے پوتے ہلاکو خان (651ھ) نے مسلمانوں کا قتل عام شروع کیا اور لاکھوں مسلمانوں کو تہ تیغ کیا۔ اتنے وسیع قتل عام کے بعد کسی کو توقع نہ تھی کہ مسلمان دوبارہ کبھی سر اٹھانے کے قابل ہوں گے، لیکن اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی قدرت کا ملہ ملاحظہ ہو کہ بعض مخلص علماء حق کی مسلسل شبانہ روز جدوجہد اور محنت سے ہلاکو خان کا پوتا نکودار خان (بن ابا قاخان بن ہلاکو خان، 680ھ) مسلمان ہوا اور تخت نشین ہو کر اپنا نام احمد خان رکھا۔ سلطان احمد خان نے اپنی مملکت میں کافرانہ رسم ورواج ختم کر کے اسلامی آئین نافذ کیا۔ سلطان احمد خان کی دعوت پر بہت سے دوسرے مغل سردار بھی دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ خراسان میں ہلاکو خان کا پوتا غازان خان (بن ارغون خان بن اباقاخان بن ہلاکو خان، 696ھ) نے شیخ صدر الدین حموی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور اپنا نام محمود خان رکھا۔ محمود خان نے اسلام قبول کرنے کے بعد اشاعت اسلام کے لئے بہت جدوجہد کی اور یوں فتنہ تاتار نہ صرف ختم ہوا بلکہ ایک بہت بڑے شر سے اللہ تعالیٰ نے بہت بڑی خیر پیدا فرمادی۔ بقول علامہ اقبال رحمہ اللہ

ہے عیاں فتنہ تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

حاصل کلام یہ ہے کہ کفار کے متعصّبانہ دل آزار رویوں کے خلاف احتجاج کرنے کے لئے ہمیں تمام مروجہ طریقے استعمال کرنے چاہئیں لیکن اپنی اصل ذمہ داری یعنی اسلام کی دعوت اور نشر واشاعت سے لمحہ بھر کے لئے غافل نہیں ہونا چاہئے اور نہ ہی کوئی ایسا جذباتی یا انتہا پسندانہ قدم اٹھانا چاہئے جس سے دعوت اور نشر واشاعت کے مشن کو نقصان پہنچے۔

اللہ تعالیٰ نے اسلام کو باقی تمام ادیان پر غالب کرنے کے لئے بھیجا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے هُوَ الَّذِيٓ أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَ دِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ○ ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اسے باقی ادیان پر غالب کرے خواہ مشرکوں کو کتنا ہی ناگوار ہو (سورہ الصّف آیت 9)۔ گزشتہ چودہ صدیوں سے اپنے عقائد اور حقائق کے اعتبار سے اسلام باقی تمام ادیان پر اس طرح غالب ہے کہ آج تک کوئی اسے چیلنج نہیں کر سکا چھ سات سو سال تک دنیا کے مشرق ومغرب میں سیاسی اعتبار سے بھی اسلام غالب رہا لیکن جب تاتاریوں

نے علماء وفضلاء کو بے دریغ قتل کرنا شروع کیا مدارس اور مساجد برباد کردیں لاکھوں نہیں کروڑوں کی تعداد میں مسلمانوں کی کتب نذر آتش کردیں تو اس کے بعد مسلمانوں کا سیاسی زوال شروع ہو گیا اب طویل مدت کے بعد پھر مسلمانوں کی جدوجہد کا گراف زوال سے عروج کی طرف شروع ہو چکا ہے جبکہ کفار کی ترقی کا گراف عروج سے زوال کی طرف بڑی تیزی سے بڑھ رہا ہے غلبہ اسلام میں اب جتنی تاخیر ہوگی وہ ہماری کمزوریوں اور کوتاہیوں کی وجہ سے ہوگی آج ہمیں گذشتہ کمزوریوں اور کوتاہیوں کا کفارہ ادا کرنے کی شدید ضرورت ہے اللہ تعالیٰ کے حضور دست بستہ دعا ہے کہ اسلام کی نشر واشاعت اور دعوت کے کام میں ہماری کمزوریوں اور کوتاہیوں کو دور فرما کر اپنی ذمہ داریاں بھرپور طریقے سے ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین! اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ إِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَهْدِيْٓ إِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ○ ترجمہ: اللہ جسے چاہتا ہے اپنے کام کے لئے چنتا ہے اور ہدایت اسے دیتا ہے جو اسکی طرف رجوع کرے (سورہ الشوریٰ آیت 13)

وصلی اللہ علی نبینا محمد والہ و صحبہ اجمعین!

اَلْحَقُّ الْاَوَّلُ ...... اَلْاِیْمَانُ بِهٖ ﷺ

پہلا حق ...... آپ ﷺ پر ایمان لانا

مسئلہ 1 آپ ﷺ کی بعثت مبارک کے بعد اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں کو آپ ﷺ پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے۔

﴿ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ النُّوْرِ الَّذِیْٓ اَنْزَلْنَا وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۝﴾(8:64)

”ایمان لاؤ اللہ پر، اس کے رسول پر اور اس نور (یعنی قرآن مجید) پر جسے ہم نے نازل کیا ہے جو عمل تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔“ (سورۃ التغابن، آیت نمبر 8)

مسئلہ 2 دنیا پر بسنے والے تمام انسان آپ ﷺ پر ایمان لانے کے مکلّف ہیں۔

﴿ وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝﴾ (28:34)

”اور ہم نے سارے لوگوں کے لئے تمہیں بشیر (خوشخبری دینے والا) اور نذیر (ڈرانے والا) بنا کر بھیجا ہے لیکن لوگوں کی اکثریت نہیں جانتی۔“ (سورہ سبا، آیت نمبر 28)

﴿ قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعَا نِ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ كَلِمٰتِهٖ وَ اتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝﴾(158:7)

”(اے محمد ﷺ) کہو، اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں، وہ اللہ جو آسمانوں اور زمین کا مالک ہے، اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے، لہٰذا ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر جو نبی اور اُمّی ہیں ۔ اور ایمان رکھتا ہے اللہ پر اور اس کے ارشادات پر، اس کی اتباع کرو تاکہ سیدھی راہ پاؤ۔“ (سورۃ الاعراف، آیت نمبر 158)

مسئلہ 3 جنات بھی آپ ﷺ پر ایمان لانے کے مکلّف ہیں۔

﴿ وَ اِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ○ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَ اِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَ اٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَ يُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ○﴾ (31-29:46)

''اور جب ہم جنوں کی ایک جماعت کو تمہاری طرف لے آئے تا کہ وہ قرآن سنیں، جب وہ اس جگہ پر پہنچ گئے (جہاں تم قرآن پڑھ رہے تھے) تو انہوں نے (آپس میں) کہا: خاموش ہو جاؤ، پھر جب قرآن پڑھا جا چکا تو وہ خبردار کرنے والے بن کر اپنی قوم کی طرف پلٹے، انہوں نے (جا کر اپنی قوم سے) کہا: اے ہماری قوم! ہم نے ایک کتاب سنی ہے جو موسیٰ کے بعد نازل کی گئی ہے، اپنے سے پہلے آئی ہوئی کتب کی تصدیق کرنے والی ہے۔ حق کی راہنمائی کرتی ہے اور راہ راست کی طرف لے جانے والی ہے۔ اے ہماری قوم کے لوگو! اللہ کی طرف بلانے والے کی دعوت قبول کرو اور اس پر ایمان لے آؤ، اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف فرمائے گا اور تمہیں عذاب الیم سے بچالے گا۔'' (سورۃ الاحقاف، آیت نمبر 29 تا 31)

مسئلہ 4 آپ ﷺ پر ایمان نہ لانے والے جہنم میں جائیں گے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ قَالَ ((وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لاَ يَسْمَعُ بِيْ اَحَدٌ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ يَهُوْدِيٌّ وَلاَ نَصْرَانِيٌّ ثُمَّ يَمُوْتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِيْ اُرْسِلْتُ بِهٖ اِلاَّ كَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّارِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1]

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے، اس امت کا کوئی بھی آدمی خواہ وہ یہودی ہو یا عیسائی، میرے بارے میں سن لینے کے بعد اس حالت میں مر جائے کہ وہ اس تعلیم کو نہ مانے جسے دے کر میں بھیجا گیا ہوں، تو وہ جہنمی ہے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 5 حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا ایمان!

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : لَمَّا اُسْرِيَ بِالنَّبِيِّ ﷺ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى

[1] كتاب الايمان، باب وجوب الايمان برسالة نبينا محمد ﷺ

اَصْبَحَ يَتَحَدَّثُ النَّاسُ بِذٰلِكَ فَارْتَدَّ نَاسٌ مِمَّنْ كَانُوْا اٰمَنُوْا بِهٖ وَ صَدَّقُوْهُ وَ سَعَوْا بِذٰلِكَ اِلٰى اَبِىْ بَكْرٍ ﷺ ، فَقَالُوْا : هَلْ لَكَ اِلٰى صَاحِبِكَ يَزْعَمُ اَنَّهُ اُسْرِيَ بِهِ اللَّيْلَةَ اِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ ؟ قَالَ اَوَ قَالَ ذٰلِكَ ؟ قَالُوْا : نَعَمْ ، قَالَ : لَئِنْ كَانَ قَالَ ذٰلِكَ لَقَدْ صَدَقَ ، قَالُوْا : اَوَ تُصَدِّقُهُ اَنَّهُ ذَهَبَ اللَّيْلَةَ اِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ وَ جَاءَ قَبْلَ اَنْ يُصْبِحَ ؟ قَالَ : نَعَمْ اِنِّىْ لَاُصَدِّقُهُ فِيْمَا هُوَ اَبْعَدُ مِنْ ذٰلِكَ اُصَدِّقُهُ بِخَبَرِ السَّمَاءِ فِىْ غَدْوَةٍ اَوْ رَوْحَةٍ فَلِذٰلِكَ سُمِّىَ اَبُوْبَكْرٍ ﷺ الصِّدِّيْقَ. رَوَاهُ الْحَاكِمُ[1] (صحيح)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نبی اکرم ﷺ کو رات کے وقت مسجد اقصیٰ لے جایا گیا اس سے اگلی صبح نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو اس کی خبر دی، کچھ لوگ جو آپ ﷺ پر ایمان لائے تھے اور تصدیق کی تھی وہ مرتد ہو گئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھاگے بھاگے آئے اور کہا ''کیا تجھے اپنے دوست کے بارے میں معلوم ہے وہ دعویٰ کر رہا ہے کہ راتوں رات بیت المقدس سے ہو کر آیا ہے؟'' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پوچھا ''کیا اس نے واقعی یہ بات کہی ہے؟'' لوگوں نے کہا ''ہاں، واقعی کہی ہے۔'' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''اگر کہی ہے تو پھر اس نے سچ ہی کہا ہے۔'' لوگوں نے پھر پوچھا ''کیا تو تصدیق کرتا ہے کہ وہ رات کو بیت المقدس گیا اور صبح سے پہلے واپس پہنچ گیا۔'' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا ''ہاں، میں اس سے بھی زیادہ ناقابل یقین باتوں کی تصدیق کرتا ہوں یعنی صبح وشام آسمان سے آنے والی خبروں کی تصدیق کرتا ہوں۔'' تب آپ کو صدیق کا خطاب دیا گیا۔ اسے حاکم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 6 حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ایمان!

عَنْ ضُمَرَةَ ﷺ اَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَضٰى لِلْمُحِقِّ عَلَى الْمُبْطِلِ فَقَالَ الْمُقْضٰى عَلَيْهِ لَا اَرْضٰى ، فَقَالَ صَاحِبُهُ : فَمَا تُرِيْدُ؟ قَالَ : اَنْ نَذْهَبَ اِلٰى اَبِىْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ ﷺ فَذَهَبَا اِلَيْهِ ، فَقَالَ الَّذِىْ قَضٰى لَهُ : قَدِ اخْتَصَمْنَا اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَضٰى لِىْ ، فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ ﷺ فَاَنْتُمَا عَلٰى مَا قَضٰى بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاَبٰى صَاحِبُهُ اَنْ يَرْضٰى ، قَالَ نَاْتِيْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ﷺ فَاَتَيَاهُ ، فَقَالَ الْمُقْضٰى لَهُ : قَدِ اخْتَصَمْنَا اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَضٰى لِىْ عَلَيْهِ فَاَبٰى اَنْ يَرْضٰى فَسَاءَ لَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ﷺ فَقَالَ : كَذٰلِكَ فَدَخَلَ عُمَرُ ﷺ

[1] سلسله الاحاديث الصحيحة ، للالبانى ، الجزء الاول ، رقم الحديث306 ، 62/3

مَنْزِلَهُ وَ خَرَجَ وَ السَّيْفُ فِي يَدِهِ قَدْ سَلَّهُ فَضَرَبَ بِهِ رَأْسَ الَّذِي اَبَى اَنْ يَرْضَى فَقَتَلَهُ ، فَاَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ...... (الآية)﴾ . ذَكَرَهُ ابْنُ كَثِيْرٍ ❶

حضرت ضمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو آدمی اپنا مقدمہ لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ آپ ﷺ نے جھوٹے شخص کے مقابلہ میں سچے شخص کے حق میں فیصلہ فرما دیا۔ جس کے خلاف فیصلہ ہوا تھا اس نے کہا ''میں اس فیصلہ پر راضی نہیں ہوں ۔'' دوسرے شخص نے کہا ''پھر تم کیا چاہتے ہو؟'' اس نے کہا ''چلو ہم ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس چلتے ہیں ۔'' دونوں فریق حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے جس کے حق میں فیصلہ ہوا تھا اس نے (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو) بتایا ''ہم نے یہ مقدمہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تھا اور آپ ﷺ نے میرے حق میں فیصلہ فرما دیا تھا۔'' حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''میرا فیصلہ بھی وہی ہے جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔'' جس کے خلاف فیصلہ ہوا تھا اس نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بات ماننے سے بھی انکار کر دیا اور کہنے لگا ''ہم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس جاتے ہیں ۔'' چنانچہ دونوں فریق حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جس کے حق میں فیصلہ ہوا تھا اس نے (حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے) عرض کیا ''ہم نے یہ مقدمہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تھا، آپ ﷺ نے میرے حق میں فیصلہ فرما دیا تھا، لیکن اس شخص نے ماننے سے انکار کر دیا ہے۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے دریافت فرمایا تو اس نے اعتراف کیا (کہ ہاں واقعی) معاملہ ایسا ہی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھر واپس گئے اور پلٹے تو ان کے ہاتھ میں تلوار تھی، اسے بے نیام کیا اور انکار کرنے والے کی گردن اڑا دی (اس پر ورثاء نے قصاص کا مطالبہ کیا تو) اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی ﴿فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ......﴾ ترجمہ: ''اے محمد! تیرے رب کی قسم، لوگ مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے باہمی اختلافات میں تمہیں فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں پھر جو بھی فیصلہ تم کرو اس پر دل میں تنگی محسوس نہ کریں اور اسے سر بسر تسلیم کر لیں ۔'' (سورۃ النساء، آیت نمبر 65) اسے ابن کثیر نے نقل کیا ہے۔

مسئلہ 7 حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کا ایمان!

عَنْ خَبَّابٍ ﷺ قَالَ : كُنْتُ قَيْنًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَ كَانَ لِي دَيْنٌ عَلَى الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ ، قَالَ : فَاَتَاهُ يَتَقَاضَاهُ ، فَقَالَ : لَا اُعْطِيكَ حَتّٰى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ ﷺ ، فَقَالَ : وَاللّٰهِ ! لَا اَكْفُرُ

---

❶ تفسیر سورۃ النساء ، آیت رقم 65

حَتّٰی یُمِیْتَکَ اللّٰهُ ثُمَّ تُبْعَثَ ، رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ❶

حضرت خباب (بن ارت) رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں زمانہ جاہلیت میں لوہار کا پیشہ کرتا تھا اور (میرے مالک) عاص بن وائل کی طرف میری کچھ رقم نکلتی تھی میں اس کے پاس اپنی رقم مانگنے گیا تو کہنے لگا" جب تک تو محمد (ﷺ) کا انکار نہیں کرے گا میں تجھے تیری رقم نہیں دوں گا۔" حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے کہا" واللہ! اگر تو مر کر دوبارہ زندہ ہو جائے تب بھی میں محمد ﷺ کا انکار نہیں کروں گا۔" اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 8 حضرت عمار بن یاسر، حضرت سمیہ، حضرت صہیب، حضرت بلال اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہم کا ایمان!

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ کَانَ اَوَّلَ مَنْ اَظْهَرَ اِسْلَامَهُ سَبْعَةٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ اَبُوْبَکْرٍ وَ عَمَّارٌ وَ اُمُّهُ سُمَيَّةُ وَ صُهَيْبٌ وَ بِلَالٌ وَالْمِقْدَادُ رضی اللہ عنہ فَاَمَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَمَنَعَهُ اللّٰهُ بِعَمِّهِ اَبِیْ طَالِبٍ وَ اَمَّا اَبُوْ بَکْرٍ فَمَنَعَهُ اللّٰهُ بِقَوْمِهِ وَ اَمَّا سَائِرُهُمْ فَاَخَذَهُمُ الْمُشْرِکُوْنَ وَ اَلْبَسُوْهُمْ اَدْرَاعَ الْحَدِیْدِ وَ صَهَرُوْهُمْ فِی الشَّمْسِ فَمَا مِنْهُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَ قَدْ اَتَاهُمْ عَلٰی مَا اَرَادُوْا اِلَّا بِلَالًا فَاِنَّهُ هَانَتْ عَلَیْهِ نَفْسُهُ فِی اللّٰهِ وَ هَانَ عَلٰی قَوْمِهِ فَاَخَذُوْهُ فَاَعْطَوْهُ الْوِلْدَانَ فَجَعَلُوْا یَطُوْفُوْنَ بِهِ فِیْ شِعَابِ مَکَّةَ وَ هُوَ یَقُوْلُ اَحَدٌ اَحَدٌ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ ❷ (حسن)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں سب سے پہلے سات آدمیوں نے اپنا اسلام ظاہر کیا ① رسول اللہ ﷺ ② حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ③ حضرت عمار رضی اللہ عنہ ④ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا ⑤ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ ⑥ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور ⑦ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ۔ رسول اللہ ﷺ کو تو اللہ تعالیٰ نے ان کے چچا ابو طالب کے ذریعہ قریش مکہ کے مظالم سے محفوظ رکھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے ان کی قوم کے ذریعہ بچائے رکھا اور جہاں تک باقی پانچ حضرات کا تعلق تھا انہیں مشرک پکڑ لیتے اور لوہے کی زرہ پہنا کر تپتی دھوپ میں لٹا دیتے۔ ان میں سے تمام افراد نے اپنی زبان سے کفار کے مطلب کی بات ادا کر دی (اور اپنی جان بچا لی) سوائے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے۔ انہوں نے اللہ کی راہ میں اپنی جان (کے

---

❶ کتاب التفسیر ، سورة مریم ، باب کلا سنکتب ما یقول

❷ کتاب السنة ، باب فی فضائل اصحاب رسول اللّٰه ﷺ فضل سلمان و ابی ذر و المقداد رضی اللہ عنہ (122/1)

ہلاک ہونے) کی پرواہ نہ کی اور اپنی (مشرک) قوم کے سامنے ذلیل اور رسوا ہوتے رہے۔ مشرک انہیں پکڑ لیتے اور لڑکوں کے حوالے کر دیتے جو انہیں مکہ کی گھاٹیوں میں گھسیٹتے پھرتے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ مسلسل یہی کہتے جاتے ''اللہ ایک ہے، اللہ ایک ہے۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 9 حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ کا ایمان!

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ عَمَّهُ غَابَ عَنْ بَدْرٍ قَالَ غِبْتُ عَنْ اَوَّلِ قِتَالِ النَّبِيِّ ﷺ لَئِنْ اَشْهَدَنِي اللّٰهُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لَيَرَيَنَّ اللّٰهُ مَا اَجِدُ فَلَقِيَ يَوْمَ اُحُدٍ فَهُزِمَ النَّاسُ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعْتَذِرُ اِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلَاءِ يَعْنِي الْمُسْلِمِيْنَ وَ اَبْرَءُ اِلَيْكَ مِمَّا جَاءَ بِهِ الْمُشْرِكُوْنَ فَتَقَدَّمَ بِسَيْفِهِ فَلَقِيَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ رضی اللہ عنہ فَقَالَ : اَيْنَ سَعْدُ ؟ اِنِّي اَجِدُ رِيْحَ الْجَنَّةِ دُوْنَ اُحُدٍ فَمَضٰى فَقُتِلَ مَا عُرِفَ حَتّٰى عَرَفَتْهُ اُخْتُهُ بِشَامَةٍ اَوْ بِبَنَانِهِ وَ بِهِ بِضْعٌ وَ ثَمَانُوْنَ مِنْ طَعْنَةٍ وَ ضَرْبَةٍ وَ رَمْيَةٍ بِسَهْمٍ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [1]

حضرت انس (بن مالک) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے چچا (حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ) غزوہ بدر میں شریک نہ ہو سکے تو انہوں نے (اپنے آپ سے) عہد کیا کہ میں پہلی جنگ میں نبی اکرم ﷺ کا ساتھ نہیں دے سکا، لیکن آئندہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کسی جنگ میں نبی اکرم ﷺ کی رفاقت نصیب فرمائی تو پھر اللہ دیکھے گا کہ میں کیسے (اللہ کی راہ میں) لڑتا ہوں۔ پھر غزوہ احد کا موقع آیا تو مسلمان (میدان جنگ میں) تتر بتر ہو گئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہنے لگے: ''یا اللہ! مسلمانوں نے جو کچھ کیا ہے اس پر میں تیری جناب میں معذرت پیش کرتا ہوں اور مشرکوں نے جو ظلم کیا ہے اس سے اظہار بیزاری کرتا ہوں۔'' (یہ کہہ کر) تلوار لئے آگے بڑھے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہو گئی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرمانے لگے ''سعد! کہاں جاتے ہو؟ مجھے تو احد پہاڑ کے پیچھے سے جنت کی خوشبو آ رہی ہے۔'' حضرت انس رضی اللہ عنہ گئے اور قتال شروع کر دیا حتی کہ شہید ہو گئے۔ شہادت کے بعد ان کی لاش پہچانی نہ جا سکی اور ان کی بہن نے (ہاتھ پر) تل کے نشان یا انگلی کی پور سے انہیں پہچانا۔ ان کے جسم پر نیزے، تلوار اور تیر کے اسّی سے زائد زخم تھے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 10 حضرت عمیر بن حمام رضی اللہ عنہ کا ایمان!

[1] کتاب المغازی، باب غزوۃ احد

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فَأَيْنَ أَنَا ؟ قَالَ ((فِي الْجَنَّةِ)) فَأَلْقَى تَمَرَاتٍ فِي يَدِهِ ، ثُمَّ قَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ[1]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں اُحد کے روز ایک آدمی (حضرت عمیر بن حمام رضی اللہ عنہ) نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا "یا رسول اللہ ﷺ! اگر میں جنگ میں مارا جاؤں تو میرا ٹھکانہ کہاں ہوگا؟" آپ ﷺ نے فرمایا "جنت میں!" آدمی نے اپنے ہاتھ سے کھجوریں پھینکیں اور لڑنا شروع کر دیا حتی کہ شہید ہو گیا۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 11 حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کا ایمان!

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ ﷺ قَالَ : كُنْتُ تَبِيعًا لِطَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَسْقِي فَرَسَهُ وَ أَحُسُّهُ وَ أَخْدُمُهُ وَ آكُلُ مِنْ طَعَامِهِ وَ تَرَكْتُ أَهْلِي وَ مَالِي مُهَاجِرًا إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى وَ رَسُولِهِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ[2]

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں (اسلام لانے سے قبل) طلحہ بن عبیداللہ کا ملازم تھا ان کے گھوڑے کو پانی پلاتا تھا، اس کی پیٹھ سجاتا تھا اور ان کی خدمت کرتا تھا اور اس کے عوض ان سے کھانا کھاتا (جب مسلمان ہوا تو) میں نے اپنا گھر بار اور مال و دولت سب کچھ چھوڑ دیا اور ہجرت کر کے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے پاس چلا آیا۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 12 حضرت ابو دحداح رضی اللہ عنہ کا ایمان!

عَنْ أَنَسٍ ﷺ أَنَّ رَجُلاً قَالَ : يَارَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ! إِنَّ لِفُلَانٍ نَخْلَةً وَ أَنَا أُقِيمُ حَائِطِي بِهَا فَأْمُرْهُ أَنْ يُعْطِيَنِي حَتَّى أُقِيمَ حَائِطِي بِهَا ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ ((أَعْطِهَا إِيَّاهُ بِنَخْلَةٍ فِي الْجَنَّةِ)) فَأَبَى فَأَتَاهُ أَبُو الدَّحْدَاحِ فَقَالَ بِعْنِي نَخْلَتَكَ بِحَائِطِي فَفَعَلَ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ! إِنِّي قَدْ اِبْتَعْتُ النَّخْلَةَ بِحَائِطِي ، قَالَ : فَاجْعَلْهَا لَهُ فَقَدْ أَعْطَيْتُكَهَا ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((كَمْ مِنْ عَذْقٍ رَدَاحٍ لِأَبِي الدَّحْدَاحِ فِي الْجَنَّةِ)) قَالَهَا : مِرَارًا قَالَ :

---

[1] كتاب المغازي ، باب غزوة احد

[2] كتاب الجهاد والسير ، باب غزوة ذي قرد و غيرها

فَأَتَى امْرَأَتَهُ ، فَقَالَ : يَا أُمَّ الدَّحْدَاحِ اُخْرُجِي مِنَ الْحَائِطِ فَإِنِّي قَدْ بِعْتُهُ بِنَخْلَةٍ فِي الْجَنَّةِ ، فَقَالَتْ : رَبِحَ الْبَيْعُ أَوْ كَلِمَةً تُشْبِهُهَا . رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالطَّبَرَانِيُّ [1] (صحيح)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا ''یارسول اللہ ﷺ! فلاں شخص کی کھجور ہے اور میں اس کے سہارے اپنی دیوار کھڑی کرنا چاہتا ہوں آپ ﷺ اسے حکم دیں کہ وہ یہ کھجور مجھے دے دے تا کہ میں اس کے سہارے دیوار کھڑی کرسکوں۔'' رسول اکرم ﷺ نے کھجور کے مالک سے کہا ''یہ کھجور کا درخت اسے دے دو اور اس کے بدلہ میں جنت کی کھجور لے لو۔'' لیکن کھجور کے مالک نے انکار کر دیا۔ حضرت ابودحداح رضی اللہ عنہ کھجور کے مالک کے پاس آئے اور کہا ''میرا سارا باغ لے لو اور وہ کھجور مجھے دے دو۔'' (جو نبی اکرم ﷺ نے تجھ سے مانگی ہے) کھجور کے مالک نے باغ کے بدلہ میں اپنی کھجور ابودحداح رضی اللہ عنہ کو دے دی۔ حضرت ابودحداح رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی ''یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اپنے باغ کے بدلہ میں وہ کھجور خرید لی ہے، میں نے یہ کھجور آپ ﷺ کو دی اور آپ ﷺ یہ کھجور ضرورت مند کو دے دیں۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''ابودحداح کے لئے جنت میں کتنے ہی خوشے لٹکے ہوئے ہیں، آپ ﷺ نے یہ الفاظ کئی مرتبہ ادا فرمائے۔ حضرت ابودحداح رضی اللہ عنہ اپنی اہلیہ کے پاس آئے اور آواز دی ''ام دحداح! (رضی اللہ عنہا) باغ سے باہر نکل آؤ میں نے یہ باغ جنت میں کھجور کے بدلہ میں بیچ دیا ہے۔'' ام دحداح رضی اللہ عنہا نے (فوراً) کہا ''تم نے بڑا نفع بخش سودا کیا ہے۔'' یا اس سے ملتا جلتا کوئی کلمہ کہا۔ اسے احمد اور طبرانی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 13 حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کا ایمان۔

عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اِشْتَرٰى فَرَسًا مِنْ سَوَاءِ بْنِ الْحَارِثِ فَجَحَدَهُ فَشَهِدَ لَهُ خُزَيْمَةُ بْنُ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا حَمَلَكَ عَلَى الشَّهَادَةِ وَ لَمْ تَكُنْ مَعَنَا حَاضِرًا؟)) فَقَالَ : صَدَّقْتُكَ بِمَا جِئْتَ بِهِ وَ عَلِمْتُ أَنَّكَ لَا تَقُولُ إِلَّا حَقًّا ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ شَهِدَ لَهُ خُزَيْمَةُ أَوْ شَهِدَ عَلَيْهِ فَحَسْبُهُ . رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ [2] (صحيح)

حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے سواء بن حارث سے ایک گھوڑا خریدا۔ سواء بن حارث آپ ﷺ سے (قیمت میں) جھگڑا کرنے لگا۔ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ نے رسول

---

[1] مسند احمد، تحقیق شعیب الارنؤوط مطبوعة موسسة الرسالة بیروت الجزء التاسع عشر، رقم الحدیث 12482

[2] مجمع الزوائد ، تحقیق عبداللہ محمد الدرویش، کتاب المناقب ، باب ما جاء فی خزیمة بن ثابت رضی اللہ عنہ (533/9)

اللہ ﷺ کے حق میں گواہی دی (کہ آپ ﷺ جو بات فرماتے ہیں وہی صحیح ہے بعد میں) رسول اللہ ﷺ نے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا ''خزیمہ! تم تو سودا کرتے وقت ہمارے پاس نہیں تھے، تم نے کیسے گواہی دی؟'' حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''آپ ﷺ جو تعلیم لائے ہیں اس کی سچائی کی بنا پر میں نے گواہی دی ہے اور میرا یہ ایمان ہے کہ آپ ﷺ حق کے علاوہ کوئی بات نہیں کرتے۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''خزیمہ (اکیلا) جس کے حق میں گواہی دے یا جس کے خلاف گواہی دے وہ کافی ہے۔'' اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کے بعد حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ذوالشہادتین کے لقب سے مشہور ہو گئے اور ان کی گواہی دو گواہوں کے برابر شمار کی جاتی۔ کہا جاتا ہے کہ عہد صدیقی میں تدوین قرآن کے وقت یہ شرط عائد کی گئی تھی کہ ہر آیت تحریر کرنے سے قبل دو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے گواہی لی جائے۔ سورہ احزاب کی ایک آیت ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ......﴾ کے گواہ صرف خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد مبارک کے پیش نظر ان کی گواہی دو آدمیوں کی گواہی کے برابر شمار کر کے وہ آیت لکھ لی گئی۔ واللہ اعلم بالصواب!

مسئلہ 14 ایک سعادت مند خاتون کا ایمان!

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ اِنَّ امْرَاَةً اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَمَعَهَا ابْنَةٌ لَهَا وَفِيْ يَدِ ابْنَتِهَا مَسَكَتَانِ غَلِيْظَتَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ لَهَا اَتُعْطِيْنَ زَكَاةَ هٰذَا ؟ قَالَتْ لَا قَالَ اَيَسُرُّكِ اَنْ يُسَوِّرَكِ اللّٰهُ بِهِمَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ سِوَارَيْنِ مِنْ نَارٍ ؟ قَالَ فَخَلَعَتْهُمَا فَاَلْقَتْهُمَا اِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَقَالَتْ هُمَا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَلِرَسُوْلِهِ . رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ[1]

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اس کے ساتھ اس کی بیٹی بھی تھی جس کے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن تھے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا ''کیا تو ان کی زکوۃ ادا کرتی ہے؟'' عورت نے عرض کیا ''نہیں!'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''کیا تو یہ پسند کرتی ہے کہ ان دو کنگنوں کے بدلے میں اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تجھے دو آگ کے کنگن پہنائے؟'' (یہ سن کر) عورت نے دونوں کنگن اتار دیئے اور نبی اکرم ﷺ کے خدمت میں پیش کر دیئے اور کہا ''یہ دونوں کنگن اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہیں۔'' اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 15 حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا ایمان!

[1] كتاب الزكاة باب الكنز ما هو ؟ (1382/1)

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ ﷛ قَالَ فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِي بِسُوقِ الْمَدِينَةِ إِذَا نَبَطِيٌّ مِنْ أَنْبَاطِ أَهْلِ الشَّامِ مِمَّنْ قَدِمَ بِالطَّعَامِ بِبَيْعِهِ بِالْمَدِينَةِ يَقُولُ: مَنْ يَدُلُّ عَلَى كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ ؟ فَطَفِقَ النَّاسُ يُشِيرُونَ لَهُ حَتَّى إِذَا جَاءَ نِي دَفَعَ عَلَيَّ كِتَابًا مِنْ مَلِكِ غَسَّانَ فَإِذَا فِيهِ أَمَّا بَعْدُ ، فَإِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي أَنَّ صَاحِبَكَ قَدْ جَفَاكَ ، وَ لَمْ يَجْعَلْكَ اللّٰهُ بِدَارِ هَوَانٍ وَ لَا مُضِيعَةٍ فَالْحَقْ بِنَا نُوَاسِكَ ، فَقُلْتُ: لَمَّا قَرَأْتُهَا وَ هٰذَا أَيْضًا مِنَ الْبَلَاءِ فَتَيَمَّمْتُ بِهَا التَّنُّورَ فَسَجَرْتُهُ بِهَا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ❶

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (غزوہ تبوک میں عدم شرکت کی لغزش پر رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مجھ سے گفتگو کرنے سے منع فرما دیا تھا) اسی دوران (ایک روز) میں بازار میں جا رہا تھا کہ ملک شام کا ایک (عیسائی) کسان جو کہ اپنا غلہ بیچنے کے لئے مدینہ منورہ آیا تھا، لوگوں سے یہ کہہ رہا تھا ''مجھے کعب بن مالک کا پتہ کون بتائے گا؟'' لوگوں نے میری طرف اشارہ کیا تو وہ شامی کسان میرے پاس آیا اور (رومی گورنر) شاہ غسان کا ایک خط مجھے دیا جس میں یہ لکھا تھا ''اما بعد! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارا صاحب تم پر ظلم کر رہا ہے حالانکہ اللہ نے تمہیں ذلیل اور بے کار پیدا نہیں کیا، لہٰذا (میں تمہیں دعوت دیتا ہوں کہ) ہمارے پاس آ جاؤ ہم تمہاری دلجوئی کریں گے۔'' میں نے خط پڑھ کر سوچا یہ ایک نئی آزمائش آئی، لہٰذا میں تنور کی طرف گیا اور اس کو تنور میں جلا دیا۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 16 حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا ایمان!

عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ نَزَلَتْ فِيهِ آيَاتٌ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ : حَلَفَتْ أُمُّ سَعْدٍ أَنْ لَا تُكَلِّمَهُ أَبَدًا حَتَّى يَكْفُرَ بِدِينِهِ وَ لَا تَأْكُلَ وَ لَا تَشْرَبَ قَالَتْ : زَعَمْتَ أَنَّ اللّٰهَ وَصَّاكَ بِوَالِدَيْكَ فَأَنَا أُمُّكَ وَ أَنَا آمُرُكَ بِهٰذَا ، قَالَ : مَكَثَتْ ثَلَاثًا حَتَّى غُشِيَ عَلَيْهَا مِنَ الْجَهْدِ فَقَامَ ابْنٌ لَهَا يُقَالُ لَهُ عُمَارَةُ فَسَقَاهَا فَجَعَلَتْ تَدْعُو عَلَى سَعْدٍ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى فِي الْقُرْآنِ هٰذِهِ الْآيَةَ ﴿ وَ وَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا وَّ إِنْ جَاهَدَاكَ عَلَى أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَ صَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا ﴾ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❷

---

❶ كتاب المغازى ، باب حديث كعب بن مالك ﷛

❷ كتاب فضائل الصحابة ﷛ ، باب فى فضل سعد بن ابى وقاص ﷛

حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) کہتے تھے کہ ان کے بارے میں قرآن مجید کی کئی آیات نازل ہوئیں (مثلاً ان کے ایمان لانے پر) ام سعد نے یہ قسم کھائی کہ جب تک سعد اپنا دین ترک نہیں کرتا وہ اس سے بات کرے گی نہ کھانا کھائے گی نہ پانی پیئے گی اور ساتھ سعد رضی اللہ عنہ سے یہ کہتی کہ اللہ نے تجھے والدین کی اطاعت کا حکم دیا ہے میں تیری ماں ہوں اور تجھے حکم دیتی ہوں کہ اس دین کو چھوڑ دے۔ ام سعد تین دن تک اسی طرح بھوکی پیاسی رہی حتی کہ اسے غشی کے دورے پڑنے لگے تب اس کے ایک بیٹے عمارہ نے اسے پانی پلایا (ہوش میں آنے کے بعد) حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو بددعائیں دینے لگی (لیکن حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنا دین نہ چھوڑا) اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ آیت نازل فرمائی ''ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید فرمائی ہے، لیکن اگر وہ تجھے میرے ساتھ شرک پر مجبور کریں جس کا تیرے پاس کوئی ثبوت نہیں تو پھر ان کی اطاعت نہ کر البتہ دنیا میں ان کے ساتھ نیک سلوک کرتے رہو۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

❋❋❋

مسئلہ 17 اہل ایمان پر رسول اکرم ﷺ کی اتباع واجب ہے۔

﴿ وَ مَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَ مَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝﴾(7:59)

''اور جو کچھ رسول تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ اور (اطاعت رسول کے معاملہ میں) اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔'' (سورۃ الحشر، آیت نمبر 7)

عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم قَالَ: إِنَّ مَثَلِي وَ مَثَلَ مَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ بِهِ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَتَى قَوْمَهُ فَقَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي رَأَيْتُ الْجَيْشَ بِعَيْنَيَّ وَإِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْعُرْيَانُ فَالنَّجَاءَ فَأَطَاعَهُ طَائِفَةٌ مِنْ قَوْمِهِ فَأَدْلَجُوا فَانْطَلَقُوا عَلَى مُهْلَتِهِمْ وَ كَذَّبَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ فَأَصْبَحُوا مَكَانَهُمْ فَصَبَّحَهُمُ الْجَيْشُ فَأَهْلَكَهُمْ وَاجْتَاحَهُمْ فَذٰلِكَ مَثَلُ مَنْ أَطَاعَنِي وَاتَّبَعَ مَا جِئْتُ بِهِ وَ مَثَلُ مَنْ عَصَانِي وَ كَذَّبَ مَا جِئْتُ بِهِ مِنَ الْحَقِّ. متفق عليه[1]

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''میری اور اس ہدایت کی مثال، جسے میں دے کر بھیجا گیا ہوں ایسی ہے جیسے کہ ایک آدمی اپنی قوم کے پاس آئے اور کہے، لوگو! میں نے اپنی آنکھوں سے ایک لشکر دیکھا ہے جس سے تمہیں واضح طور پر خبردار کر رہا ہوں لہٰذا اس سے بچنے کی فکر کرو، قوم کے کچھ لوگوں نے اس کی بات مان لی اور راتوں رات (چپکے سے) فرصت کے لمحات میں نکل گئے جبکہ دوسرے لوگوں نے جھٹلا دیا اور اپنے گھروں میں (غفلت سے) پڑے رہے۔ صبح کے وقت لشکر نے انہیں آلیا اور ہلاک کر کے ان کی نسل کا خاتمہ کر دیا۔ یہ مثال میری اور مجھ پر نازل کئے گئے حق کی پیروی

[1] رواه البخاری، کتاب الرقاق، باب الإنتهاء عن المعاصی

کرنے والے اور نہ کرنے والے اور جس حق کو میں لے کر آیا ہوں اس کو جھٹلانے والے لوگوں کی ہے۔“
اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 18 رسول اکرم ﷺ کی اطاعت، اللہ کی اطاعت ہے۔

﴿ مَنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَ مَنْ تَوَلّٰى فَمَا اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ○﴾
(80:4)

”جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے دراصل اللہ کی اطاعت کی اور جس نے رسول کی اطاعت سے منہ پھیرا تو ہم نے آپ کو ان پر نگران بنا کر نہیں بھیجا۔“ (سورۃ النساء، آیت نمبر 80)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ اَطَاعَنِیْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَ مَنْ يَعْصِنِیْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَ مَنْ يُطِعِ الْاَمِيْرَ فَقَدْ اَطَاعَنِیْ وَ مَنْ يَعْصِ الْاَمِيْرَ فَقَدْ عَصَانِیْ.)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❶

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی، جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے امیر کی اطاعت کی، اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : یاد رہے کہ امیر کی اطاعت کتاب وسنت کے احکام کے ساتھ مشروط ہے۔

مسئلہ 19 رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور فرمانبرداری نہ کرنے کی سزا۔

عَنْ سَلْمَةَ بْنِ اَكْوَعِ ﷺ اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهُ اَنَّ رَجُلاً اَكَلَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِشِمَالِهِ فَقَالَ ((كُلْ بِيَمِيْنِكَ)) قَالَ : لاَ اَسْتَطِيْعُ ، قَالَ ((لاَ اسْتَطَعْتَ)) مَا مَنَعَهُ اِلاَّ الْكِبْرُ ، قَالَ : فَمَا رَفَعَهَا اِلٰى فِيْهِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❷

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے باپ نے انہیں بتایا کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کے پاس بائیں ہاتھ سے کھانا کھایا تو آپ ﷺ نے فرمایا ”اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔“ اس آدمی نے جواب دیا ”میں ایسا نہیں کرسکتا۔“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”(اچھا اللہ کرے) تجھ سے ایسا نہ

---

❶ مختصر صحیح مسلم، للالبانی، رقم الحدیث1223

❷ کتاب الاشربة ، باب آداب الطعام و الشراب و احکامها

ہو سکے۔" اس شخص نے تکبر کی وجہ سے یہ بات کہی تھی (حالانکہ کوئی شرعی عذر نہیں تھا) راوی کہتے ہیں کہ وہ شخص (عمر بھر) اپنا دایاں ہاتھ منہ تک نہ اٹھا سکا۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 20 حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جذبہ اتباع رسول ﷺ!

عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ﷺ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ : لَمَّا بُوْيِعَ اَبُوْبَكْرٍ ﷺ وَ جَمَعَ الْاَنْصَارَ فِي الْاَمْرِ الَّذِيْ اِفْتَرَقُوْا فِيْهِ ، فَقَالَ لَهُ النَّاسُ اِنَّ هٰؤُلَاءِ جُلُّ الْمُسْلِمِيْنَ وَ الْعَرَبُ عَلٰى مَا تَرٰى قَدْ اِنْتَقَضَتْ بِكَ وَ لَيْسَ يَنْبَغِيْ لَكَ اَنْ تُفَرِّقَ عَنْكَ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ ، فَقَالَ : وَ الَّذِيْ نَفْسُ اَبِيْ بَكْرٍ بِيَدِهِ لَوْ ظَنَنْتُ اَنَّ السِّبَاعَ تَخْطِفُنِيْ لَاَنْفَذْتُ بَعْثَ اُسَامَةَ كَمَا اَمَرَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ لَوْ لَمْ يَبْقَ فِي الْقُرٰى غَيْرِيْ لَاَنْفَذْتُهُ . اَوْرَدَهُ ابْنُ كَثِيْرٍ فِي الْبِدَايَةِ وَ النِّهَايَةِ[1]

حضرت ہشام بن عروہ رحمہ اللہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت مکمل ہوگئی تو انہوں نے (لشکر اسامہ کا) متنازعہ مسئلہ حل کرنے کے لئے انصار کو جمع کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ لشکر اسامہ میں جانے والے (مدینہ کے) اکثر مسلمان ہیں اور عرب موجودہ صورت حال میں جس طرح آپ کو کمزور سمجھ رہے ہیں، وہ آپ کے سامنے ہے، اس صورت حال میں آپ کو لشکر اُسامہ روانہ نہیں کرنا چاہئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا "اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں ابوبکر کی جان ہے، اگر مجھے یقین ہو کہ مجھے جنگل کے درندے اچک لیں گے تب بھی میں لشکر اُسامہ کو روانہ کروں گا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے روانہ کرنے کا حکم دے رکھا ہے اگر ان بستیوں میں میرے سوا کوئی بھی باقی نہ رہے تب بھی میں لشکر اسامہ کو ضرور روانہ کروں گا۔" امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے البدایہ والنہایہ میں اسے بیان کیا ہے۔

مسئلہ 21 حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جذبہ اتباع رسول ﷺ!

عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ﷺ قَالَ لِلرُّكْنِ اَمَا وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ اَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَ لَا تَنْفَعُ وَ لَوْ لَا اَنِّيْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَلَمَكَ مَا اسْتَلَمْتُكَ فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ قَالَ مَالَنَا وَ لِلرَّمَلِ ؟ اِنَّمَا كُنَّا رَاَيْنَا بِهِ الْمُشْرِكِيْنَ وَ قَدْ اَهْلَكَهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ قَا

[1] الجزء السادس ، رقم الصفحه 696، طبع دار المعرفة بيروت

شَیْءٌ صَنَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَلاَ نُحِبُّ اَنْ نَتْرُکَهُ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ❶

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہما اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو مخاطب کرکے کہا ''واللہ! میں جانتا ہوں تو ایک پتھر ہے نہ نقصان پہنچا سکتا ہے نہ نفع دے سکتا ہے اگر میں نے نبی اکرم ﷺ کو استلام (حجر اسود کو ہاتھ لگا کر بوسہ دینا) کرتے نہ دیکھا ہوتا تو تجھے کبھی نہ چومتا۔'' پھر فرمایا ''اب ہمیں رمل کرنے کی کیا ضرورت ہے، رمل تو مشرکوں کو دکھانے کے لئے تھا اب تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کردیا ہے۔'' پھر خود ہی فرمایا ''لیکن رمل تو وہ چیز ہے جو رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے اور سنت چھوڑنا ہمیں پسند نہیں۔'' اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 22 حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جذبہ اتباع رسول ﷺ!

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَسَانِي رَسُوْلُ اللهِ ﷺ حُلَّةً سِيَرَاءَ فَخَرَجْتُ فِيْهَا فَرَأَيْتُ الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ قَالَ فَشَقَقْتُهَا بَيْنَ نِسَائِي. رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❷

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک ریشمی جوڑا دیا میں اسے پہن کر نکلا تو آپ ﷺ کے چہرہ مبارک پر غصہ کے آثار دیکھے تو اسے پھاڑ کر (گھر کی) خواتین کو دے دیا۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 23 حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا جذبہ اطاعت رسول ﷺ!

عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنْتُ اَمْشِيْ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ حَرَّةِ الْمَدِيْنَةِ عِشَاءً ...... فَقَالَ لِيْ يَا اَبَا ذَرٍّ رضی اللہ عنہ كَمَا اَنْتَ حَتّٰى آتِيَكَ قَالَ فَانْطَلَقَ حَتّٰى تَوَارٰى عَنِّيْ قَالَ سَمِعْتُ لَغَطًا وَسَمِعْتُ صَوْتًا قَالَ فَقُلْتُ لَعَلَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عُرِضَ لَهُ قَالَ فَهَمَمْتُ اَنْ اَتَّبِعَهُ قَالَ ثُمَّ ذَكَرْتُ قَوْلَهُ ((لاَ تَبْرَحْ حَتّٰى آتِيَكَ)) قَالَ فَانْتَظَرْتُهُ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❸

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں دوپہر کے بعد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ کی پتھریلی زمین پر جا رہا تھا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''ابوذر رضی اللہ عنہ! میرے واپس آنے تک یہیں رکنا اور آپ ﷺ وہاں سے تشریف لے گئے حتی کہ میری نگاہوں سے اوجھل ہوگئے اچانک میں نے کچھ شور اور آواز سنی تو مجھے خدشہ

❶ اللؤلؤ و المرجان ، الجزء الثاني ، رقم الحديث 1120

❷ كتاب اللباس، باب تحريم استعمال الذهب و الفضة

❸ كتاب الزكاة، باب الترغيب في الصدقة

پیدا ہوا کہ کہیں رسول اللہ ﷺ کو کوئی حادثہ پیش نہ آ گیا ہو۔ میں نے ارادہ کیا کہ آپ ﷺ کے پیچھے جاؤں پھر مجھے یاد آیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا ''جب تک میں واپس نہ آؤں تم یہیں ٹھہرنا'' چنانچہ میں رک کر آپ کا انتظار کرنے لگا۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 24 حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا جذبہ اتباع رسول ﷺ!

عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ ﷜ قَالَ : کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا اُتِیَ بِطَعَامٍ اَکَلَ مِنْہُ وَ بَعَثَ بِفَضْلِہٖ اِلَیَّ وَ اِنَّہٗ بَعَثَ اِلَیَّ یَوْمًا بِفَضْلَۃٍ لَمْ یَأْکُلْ مِنْھَا لِاَنَّ فِیْھَا ثُوْمًا فَسَأَلْتُہٗ أَ حَرَامٌ ھُوَ؟ قَالَ ((لَا وَلٰکِنِّیْ أَکْرَھُہٗ مِنْ اَجْلِ رِیْحِہٖ)) قَالَ : فَاِنِّیْ أَکْرَہُ مَا کَرِھْتَ . رَوَاہُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (میرے ہاں قیام کے دوران) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جب کھانا پیش کیا جاتا تو آپ ﷺ (حسب خواہش) اس میں سے تناول فرما لیتے اور باقی کھانا میرے پاس بھیج دیتے۔ ایک روز آپ ﷺ نے کھانا کھائے بغیر ویسے کا ویسا ہی واپس بھیج دیا کیونکہ اس کھانے میں لہسن تھا۔ میں نے آپ ﷺ سے عرض کی ''کیا لہسن حرام ہے؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''حرام تو نہیں، میں اس کی ناگوار بو کی وجہ سے اسے ناپسند کرتا ہوں۔'' حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ فرمانے لگے ''جس چیز کو آپ ﷺ ناپسند فرماتے ہیں، میں بھی اسے ناپسند کرتا ہوں۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 25 حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا جذبہ اطاعت۔

عَنْ کَعْبِ بْنِ مَالِکٍ ﷜ اِذَا مَضَتْ اَرْبَعُوْنَ لَیْلَۃً مِنَ الْخَمْسِیْنَ اِذَا رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ یَاْتِیْنِیْ فَقَالَ : اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَأْمُرُکَ اَنْ تَعْتَزِلَ امْرَأَتَکَ ، فَقُلْتُ : اُطَلِّقُھَا اَمْ مَا ذَا اَفْعَلُ ؟ قَالَ : لَا بَلْ اِعْتَزِلْھَا وَ لَا تَقْرَبْھَا ، فَقُلْتُ لِامْرَأَتِیْ اِلْحَقِیْ بِاَھْلِکِ فَتَکُوْنِیْ عِنْدَھُمْ حَتّٰی یَقْضِیَ اللّٰہُ فِیْ ھٰذَا الْاَمْرِ . رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ [2]

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (غزوہ تبوک میں عدم شرکت کی بناء پر رسول اللہ ﷺ نے پہلے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مجھ سے بات چیت کرنے سے منع فرما دیا) اور جب پچاس دنوں میں سے چالیس

---

[1] مقدمۃ الدارمی ، باب 39 رقم الحدیث 435

[2] کتاب المغازی ، باب حدیث کعب بن مالک ﷜

دن گزر گئے تو رسول اللہ ﷺ کا قاصد میرے پاس آیا اور کہنے لگا ''رسول اللہ ﷺ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ اپنی بیوی سے الگ ہو جاؤ۔'' میں نے پوچھا ''کیا اسے طلاق دے دوں یا کیا کروں؟'' قاصد نے کہا ''(طلاق نہ دو) بلکہ اس سے الگ رہو اور اس کے قریب نہ جاؤ۔'' چنانچہ میں نے اپنی بیوی سے کہہ دیا کہ اپنے گھر والوں کے پاس چلی جاؤ اور اس وقت تک وہیں رہو جب تک اللہ تعالیٰ میرے معاملہ کا فیصلہ نہیں فرما دیتا۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : یاد رہے غزوہ تبوک سے پیچھے رہ جانے والے تینوں سچے اور مخلص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ، حضرت مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہ اور حضرت ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ) کی توبہ پچاس دنوں کے بعد قبول ہوئی تھی۔

مسئلہ 26 ایک خوش نصیب خاتون حضرت ام حمید ساعدیہ رضی اللہ عنہا کا جذبہ اطاعتِ رسول ﷺ!

عَنْ اُمِّ حُمَیْدٍ امْرَأَةِ اَبِیْ حُمَیْدِ نِ السَّاعِدِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهَا جَاءَ تْ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَتْ : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنِّیْ اُحِبُّ الصَّلاَةَ مَعَکَ ؟ قَالَ ((قَدْ عَلِمْتُ اَنَّکِ تُحِبِّیْنَ الصَّلاَةَ مَعِیَ وَ صَلاَتُکِ فِیْ بَیْتِکِ خَیْرٌ مِنْ صَلاَتِکِ فِیْ حُجْرَتِکِ ، وَصَلاَتُکِ فِیْ حُجْرَتِکِ خَیْرٌ مِنْ صَلاَتِکِ فِیْ دَارِکِ ، وَ صَلاَتُکِ فِیْ دَارِکِ خَیْرٌ مِنْ صَلاَتِکِ فِیْ مَسْجِدِ قَوْمِکِ وَ صَلاَتُکِ فِیْ مَسْجِدِ قَوْمِکِ خَیْرٌ مِنْ صَلاَتِکِ فِیْ مَسْجِدِیْ)) قَالَ : فَأَمَرَتْ فَبُنِیَ لَهَا مَسْجِدٌ فِیْ أَقْصٰی شَیْءٍ مِنْ بَیْتِهَا وَ أَظْلَمِهٖ ، وَکَانَتْ تُصَلِّیْ فِیْهِ حَتّٰی لَقِیَتِ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ . رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ حِبَّانَ وَ ابْنُ خُزَیْمَةَ [1] (حسن)

حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت ام حمید ساعدیہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! میرا جی چاہتا ہے کہ آپ کے ساتھ (مسجد نبوی میں) نماز پڑھوں۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''مجھے معلوم ہے کہ تو میرے ساتھ نماز پڑھنا چاہتی ہے لیکن تیرا گھر کے ایک گوشے میں نماز پڑھنا اپنے کمرے میں نماز پڑھنے سے افضل ہے اور تیرا کمرے میں نماز پڑھنا گھر کے صحن میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور تیرا گھر کے صحن میں نماز پڑھنا محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھنے سے افضل ہے اور تیرا محلّہ کی مسجد میں نماز ادا کرنا میری مسجد میں نماز ادا کرنے سے افضل ہے۔'' راوی کہتے ہیں کہ حضرت ام حمید رضی اللہ عنہا نے (اس کے بعد اپنے گھر میں مسجد بنانے کا) حکم دیا چنانچہ ان کے لئے گھر کے آخری

[1] الترغیب والترھیب ، للالبانی ، الجزء الاول ، رقم الحدیث338

حصہ میں مسجد بنائی گئی جسے تاریک رکھا گیا (یعنی اس میں روشندان وغیرہ نہ بنایا) اور وہ ہمیشہ اس میں نماز پڑھتی رہیں حتی کہ اپنے اللہ عزوجل سے جاملیں۔ اسے احمد، ابن حبان اور ابن خزیمہ نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 27 نوجوان دوشیزہ کا بے مثال جذبہ اطاعت رسول ﷺ!

عَنْ بَرْزَةَ الْاَسْلَمِيِّ ﷺ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِرَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ زَوِّجْنِيْ اِبْنَتَكَ فَقَالَ نَعَمْ وَكَرَامَةً يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَ نُعْمُ عَيْنِيْ قَالَ : اِنِّيْ لَسْتُ أُرِيْدُهَا لِنَفْسِيْ، قَالَ : فَلِمَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ؟قَالَ لِجُلَيْبِيْبَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اُشَاوِرُ أُمَّهَا فَاَتَى أُمَّهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ اِبْنَتَكِ قَالَتْ نَعَمْ وَنُعْمَةَ عَيْنِيْ قَالَ اِنَّهُ لَيْسَ يَخْطُبُهَا لِنَفْسِهِ اِنَّمَا يَخْطُبُهَا جُلَيْبِيْبٌ ﷺ قَالَتْ أَجُلَيْبِيْبٌ اِنِيهِ أَجُلَيْبِيْبٌ اِنِيهِ أَجُلَيْبِيْبٌ اِنِيهِ لَا لَعَمْرُ اللّٰهِ لَا نُزَوِّجُهُ فَلَمَّا اَرَادَ اَنْ يَقُوْمَ لِيَأْتِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُخْبِرُهُ بِمَا قَالَتْ أُمُّهَا قَالَتِ الْجَارِيَةُ مَنْ خَطَبَنِيْ اِلَيْكُمْ ؟ فَاَخْبَرَتْهَا اُمُّهَا فَقَالَتْ أَتَرُدُّوْنَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَمْرَهُ اِدْفَعُوْنِيْ اِلَيْهِ فَاِنَّهُ لَمْ يُضَيِّعْنِيْ فَانْطَلَقَ اَبُوْهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَخْبَرَهُ فَقَالَ شَأْنَكَ بِهَا فَزَوَّجَهَا جُلَيْبِيْبًا .رَوَاهُ اَحْمَدُ❶

حضرت برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری سے کہا ''اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کردو۔'' انصاری نے کہا ''حاضر یا رسول اللہ ﷺ! یہ تو میرے لئے باعث عزت اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''میں یہ رشتہ اپنی ذات کے لئے نہیں چاہتا۔'' انصاری نے عرض کی ''یا رسول اللہ ﷺ! پھر آپ ﷺ کس کے لئے طلب فرما رہے ہیں؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جلیبیب کے لئے!'' انصاری نے عرض کی ''یارسول اللہ ﷺ! (اجازت دیں) میں اس کی والدہ سے مشورہ کرلوں۔'' انصاری نے گھر آکر اس کی والدہ سے کہا ''رسول اللہ ﷺ تمہاری بیٹی کا رشتہ مانگتے ہیں۔'' والدہ نے کہا ''بہت خوب یہ تو ہماری آنکھوں کے لئے ٹھنڈک ہے۔'' انصاری نے کہا ''خود اپنے لئے نہیں جلیبیب کے لئے!'' انصاری کی بیوی نے کہا ''جلیبیب اس لائق کہاں؟ واللہ! ہم اپنی بیٹی کا اس سے کبھی نکاح نہیں کریں گے۔'' جب انصاری صحابی (مشورہ کے بعد) واپس جانے لگے تاکہ رسول اللہ ﷺ کو اس کی ماں کے فیصلہ سے آگاہ کریں، تو دوشیزہ نے کہا ''تمہارے پاس میرے نکاح کا پیغام کس نے بھیجا ہے؟'' دوشیزہ کی ماں نے بتایا ''رسول اللہ ﷺ نے۔'' دوشیزہ نے کہا ''کیا رسول اللہ ﷺ کے حکم کا انکار

❶ تحقيق شعيب الأرنؤوط مطبوعة موسسة الرسالة بيروت، الجزء الثالثون، رقم الحديث 19784

کرو گے؟ آپ لوگ مجھے رسول اللہ ﷺ کے حوالے کردیں وہ مجھے ضائع نہیں کریں گے۔'' انصاری نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی ''یارسول اللہ ﷺ! میری بیٹی کا معاملہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔'' چنانچہ آپ ﷺ نے اس کا نکاح حضرت جلیبیب رضی اللہ عنہ سے کردیا۔ اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 28 حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کا جذبہ اطاعت۔

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : اِذَا طَالَ عَلَيَّ ذٰلِكَ مِنْ جَفْوَةِ النَّاسِ مَشَيْتُ حَتّٰى تَسَوَّرْتُ جِدَارَ حَائِطِ اَبِيْ قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ وَ هُوَ ابْنُ عَمِّيْ وَ اَحَبُّ النَّاسِ اِلَيَّ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَوَاللّٰهِ مَا رَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ ، فَقُلْتُ : يَا اَبَا قَتَادَةَ ! اَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُنِيْ اُحِبُّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهُ ؟ فَسَكَتَ فَعُدْتُ لَهُ ، فَنَشَدْتُهُ فَسَكَتَ ، فَعُدْتُ لَهُ فَنَشَدْتُهُ ، فَقَالَ : اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ اَعْلَمُ ، فَفَاضَتْ عَيْنَايَ وَ تَوَلَّيْتُ حَتّٰى تَسَوَّرْتُ الْجِدَارَ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [1]

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (غزوہ تبوک میں عدم شرکت کی بناء پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کے حکم پر جب مجھ سے بول چال بند کردی تو) کچھ مدت کے بعد لوگوں کی یہ روگردانی میرے لئے دوبھر ہوگئی۔ ایک روز میں اپنے چچازاد بھائی ابوقتادہ کے باغ کی دیوار پر چڑھا، میں ابوقتادہ سے دوسرے تمام لوگوں سے زیادہ محبت کرتا تھا، اسے سلام کیا، لیکن اللہ کی قسم! اس نے مجھے سلام کا جواب تک نہ دیا۔ پھر میں نے اسے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھا ''ابوقتادہ! مجھے بتاؤ کہ تم مجھے اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرنے والا سمجھتے ہو یا نہیں؟'' ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے پھر خاموشی اختیار کی، میں نے دوبارہ اللہ کا واسطہ دے کر اس سے پوچھا تو پھر بھی اس نے خاموشی اختیار کی، تیسری مرتبہ میں نے پھر اسے اللہ کا واسطہ دے کر یہی بات پوچھی تو اس نے صرف اتنا جواب دیا ''اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔'' یہ سن کر میری آنکھوں میں آنسو جاری ہوگئے اور میں باغ کی دیوار پر چڑھ کر واپس پلٹ آیا۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 29 حضرت انس رضی اللہ عنہ کا جذبہ اتباع رسول ﷺ!

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : اِنَّ خَيَّاطًا دَعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لِطَعَامٍ صَنَعَهُ ، قَالَ : اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى ذٰلِكَ الطَّعَامِ فَقَرَّبَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ خُبْزًا وَ مَرَقًا فِيْهِ دُبَّاءٌ وَ قَدِيْدٌ فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوَالَيِ الْقَصْعَةِ ، قَالَ :

---

[1] كتاب المغازي ، باب حديث كعب بن مالك رضی اللہ عنہ

فَلَمْ اَزَلْ اُحِبُّ الدُّبَّاءَ مِنْ يَوْمَئِذٍ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ❶

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک درزی نے رسول اللہ ﷺ کے لئے کھانے کی دعوت کی ۔ میں بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ درزی نے آپ ﷺ کے سامنے روٹی اور شوربا جس میں کدو اور خشک گوشت تھا رکھا۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ پلیٹ میں سے کدو تلاش کر رہے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس روز سے میں بھی کدو پسند کرنے لگا ہوں۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 30 حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا جذبہ اطاعت رسول ﷺ!

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّا اسْتَوٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَالَ : ((اجْلِسُوْا)) فَسَمِعَ ذٰلِكَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ فَجَلَسَ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ فَرَآهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((تَعَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ❷ (صحيح)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ جمعہ کے دن رسول اللہ ﷺ (خطبہ دینے کے لئے) منبر پر تشریف لائے تو فرمایا''لوگو! بیٹھ جاؤ۔'' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سنا تو مسجد کے دروازے پر ہی بیٹھ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو فرمایا''عبداللہ! مسجد کے اندر آ کر بیٹھو۔'' اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 31 ایک صحابی رسول ﷺ کا منفرد جذبہ اطاعت رسول ﷺ۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَأٰى خَاتَماً مِّنْ ذَهَبٍ فِي يَدِ رَجُلٍ فَنَزَعَهُ فَطَرَحَهُ وَ قَالَ يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ إِلٰى جَمْرَةٍ مِنْ نَّارٍ فَيَجْعَلُهَا فِي يَدِهِ فَقِيْلَ لِلرَّجُلِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ خُذْ خَاتَمَكَ انْتَفِعْ بِهِ قَالَ لَا وَاللّٰهِ لَا اٰخُذُهُ أَبَداً وَ قَدْ طَرَحَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ. رَوَاهُ مسلم❸

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی آپ نے اس کے ہاتھ سے اتار کر پھینک دی اور فرمایا''تم میں سے کوئی شخص قصداً

---

❶ كتاب البيوع ، باب ذكر الخياط

❷ صحيح سنن ابى داؤد ، للالبانى ، الجزء الاول، رقم الحديث203

❸ كتاب اللباس باب تحريم خاتم الذهب على الرجال

آگ کا انگارہ اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے" جب رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے تو صحابہ کرام نے اسے کہا "اپنی انگوٹھی اٹھالو اور (پہننے کی بجائے) کوئی دوسرا فائدہ اٹھالو (مثلاً اپنی بیوی کو دے دو یا بیچ دو)" اس آدمی نے جواب دیا "اللہ کی قسم! جس انگوٹھی کو رسول اللہ ﷺ نے پھینکا ہے میں اسے کبھی نہیں اٹھاؤں گا۔" اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 32 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جذبہ اطاعت رسول ﷺ۔

(۱) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ جَاءَہُ جَاءٍ فَقَالَ : اُکِلَتِ الْحُمُرُ فَسَکَتَ ، ثُمَّ اَتَاہُ الثَّانِیَۃَ ، فَقَالَ : اُکِلَتِ الْحُمُرُ فَسَکَتَ ، ثُمَّ اَتَاہُ الثَّالِثَۃَ فَقَالَ : اُفْنِیَتِ الْحُمُرُ ، فَاَمَرَ مُنَادِیًا فَنَادٰی فِی النَّاسِ اِنَّ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ یَنْھَیَانِکُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَھْلِیَّۃِ ، فَاُکْفِئَتِ الْقُدُوْرُ وَ اِنَّھَا لَتَفُوْرُ بِاللَّحْمِ. رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ[1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (غزوہ خیبر کے موقع پر) رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی حاضر ہوا اور عرض کیا "صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گھریلو گدھے کا گوشت کھا رہے ہیں۔" آپ ﷺ خاموش رہے پھر دوسرا آدمی حاضر ہوا اور عرض کی "لوگ گھریلو گدھے کا گوشت کھا رہے ہیں۔" آپ ﷺ نے پھر خاموشی اختیار فرمائی۔ پھر تیسرا آدمی حاضر ہوا اور عرض کی "لوگوں نے گھریلو گدھے ختم کر ڈالے ہیں۔" آپ ﷺ نے منادی کو حکم دیا اور اس نے بلند آواز سے یہ اعلان کیا "اللہ اور اس کے رسول ﷺ تم لوگوں کو گھریلو گدھا کھانے سے منع فرماتے ہیں۔" تمام لوگوں نے یہ سن کر اپنی ہنڈیاں الٹ دیں حالانکہ ان میں گوشت ابل رہا تھا۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

(۲) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رضی اللہ عنہ مَا کَانَ لَنَا خَمْرٌ غَیْرُ فَضِیْخِکُمْ فَاِنِّیْ لَقَائِمٌ اَسْقِیْ اَبَا طَلْحَۃَ وَفُلَانًا وَفُلَانًا اِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ وَھَلْ بَلَغَکُمُ الْخَبَرُ ؟ فَقَالُوْا وَ مَا ذَاکَ ؟ قَالَ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ قَالُوْا اَھْرِقْ ھٰذِہِ الْقِلَالَ یَا اَنَسُ رضی اللہ عنہ قَالَ فَمَا سَاَلُوْا عَنْھَا وَلَا رَاجَعُوْھَا بَعْدَ خَبَرِ الرَّجُلِ .رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ[2]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ صرف فضیخ (کھجور سے بنائی گئی) شراب ہی استعمال کرتے تھے میں (ایک مجلس میں) ابوطلحہ اور دوسرے لوگوں کو شراب پلا رہا تھا کہ اچانک ایک

---

[1] کتاب المغازی ، باب غزوۃ خیبر

[2] کتاب التفسیر ، تفسیر سورۃ المائدۃ ، باب قولہ ﴿ انما الخمر والمیسر والانصاب ...... ﴾

آدمی آیا اور پوچھا "کیا تمہیں اطلاع مل گئی ہے؟" انہوں نے کہا "کون سی اطلاع؟" آدمی نے کہا "حرمت شراب کی" یہ سنتے ہی سب نے بیک زبان کہا "انس رضی اللہ عنہ! یہ سارے مٹکے بہادو۔" حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں "حرمت شراب کی اطلاع ملنے کے بعد نہ تو کسی نے اس کے بارے میں کوئی سوال کیا اور نہ ہی کسی نے تکرار کی۔" اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

(۱۱۱) عَنْ اَبِیْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ : کَانَ النَّاسُ اِذَا نَزَلُوْا مَنْزِلاً تَفَرَّقُوْا فِی الشِّعَابِ وَالْاَوْدِیَةِ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ تَفَرُّقَکُمْ فِیْ هٰذَا الشِّعَابِ وَ الْاَوْدِیَةِ اِنَّمَا ذٰلِکُمْ مِنَ الشَّیْطٰنِ)) فَلَمْ یَنْزِلْ بَعْدَ ذٰلِکَ مَنْزِلاً اِلاَّ انْضَمَّ بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ حَتّٰی یُقَالُ : لَوْ بُسِطَ عَلَیْهِمْ ثَوْبٌ لَعَمَّهُمْ . رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ[1] (صحیح)

حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (دوران سفر) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب کسی مقام پر ٹھہرتے تو وادیوں اور گھاٹیوں میں اِدھر اُدھر بکھر جاتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "تمہارا وادیوں اور گھاٹیوں میں بکھر جانا شیطان کی طرف سے ہے۔" اس کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کسی مقام پر ایسا نہیں کیا بلکہ ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح مل کر بیٹھتے کہ ایک ہی کپڑا ان پر ڈال دیا جائے تو سب کو ڈھانک لے۔ اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

(۱۱۷) عَنِ الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ صَلّٰی اِلٰی بَیْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا اَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا وَ کَانَ یُعْجِبُهُ اَنْ تَکُوْنَ قِبْلَتُهُ قِبَلَ الْبَیْتِ وَ اِنَّهُ صَلّٰی اَوْ صَلاَّهَا صَلاَةَ الْعَصْرِ وَ صَلّٰی مَعَهُ قَوْمٌ فَخَرَجَ رَجُلٌ مِمَّنْ کَانَ صَلّٰی مَعَهُ فَمَرَّ عَلٰی اَهْلِ الْمَسْجِدِ وَ هُمْ رَاکِعُوْنَ ، قَالَ : اَشْهَدُ بِاللّٰهِ لَقَدْ صَلَّیْتُ مَعَ النَّبِیِّ ﷺ قِبَلَ مَکَّةَ فَدَارُوْا کَمَا هُمْ قِبَلَ الْبَیْتِ . رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ[2]

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے (مدینہ منورہ تشریف آوری کے بعد) سولہ یا سترہ ماہ تک بیت المقدس کے رخ پر نماز پڑھی، لیکن آپ ﷺ کی خواہش تھی کہ (مسلمانوں کا قبلہ) بیت اللہ شریف ہو۔ (حکم الٰہی آنے کے بعد) آپ ﷺ نے عصر کی نماز بیت اللہ شریف کے رخ پر پڑھی اور لوگوں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ (بیت اللہ شریف کے رخ پر) نماز ادا کی۔ آپ

[1] کتاب الجهاد ، باب ما یؤمر من انضمام العسکر (2288/2)
[2] کتاب التفسیر ، تفسیر سورة البقرة، باب قوله تعالی ﴿ سیقول السفهاء من الناس ﴾

ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنے والوں میں سے ایک آدمی باہر نکلا اور اس کا گزر ایک مسجد پر ہوا اس وقت نمازی حالتِ رکوع میں (بیت المقدس کی طرف رُخ کئے ہوئے) تھے اس شخص نے (بلند آواز سے) کہا ''میں اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ بیت اللہ شریف کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی ہے۔'' (آواز سننے کے بعد) مسجد کے سارے نمازی حالت رکوع میں ہی بیت اللہ شریف کی طرف گھوم گئے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

(۷) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ بَیْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُصَلِّیْ بِأَصْحَابِهٖ إِذْ خَلَعَ نَعْلَيْهِ فَوَضَعَهُمَا عَنْ يَسَارِهٖ فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ الْقَوْمُ أَلْقَوْا نِعَالَهُمْ فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاتَهُ ، قَالَ ((مَا حَمَلَكُمْ عَلٰى إِلْقَائِكُمْ نِعَالَكُمْ ؟)) قَالُوْا رَأَيْنَاكَ أَلْقَيْتَ نَعْلَيْكَ فَأَلْقَيْنَا نِعَالَنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ جِبْرِيْلَ عليه السلام أَتَانِيْ فَأَخْبَرَنِيْ أَنَّ فِيْهِمَا قَذَرًا)) أَوْ قَالَ ((أَذًى)) وَ قَالَ ((إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلْيَنْظُرْ فَإِنْ رَأَى فِيْ نَعْلَيْهِ قَذَرًا أَوْ أَذًى فَلْيَمْسَحْهُ وَلْيُصَلِّ فِيْهِمَا)) رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ[1] (صحیح)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھا رہے تھے کہ دوران نماز آپ ﷺ نے جوتے اتار کر بائیں جانب رکھ دیئے۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دیکھا تو انہوں نے بھی اپنے جوتے اتار دیئے۔ رسول اکرم ﷺ نے نماز ختم کی، تو انہوں نے دریافت فرمایا ''تم لوگوں نے اپنے جوتے کیوں اتارے؟'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ''ہم نے آپ ﷺ کو جوتے اتارتے دیکھا، لہٰذا ہم نے بھی اپنے جوتے اتار دیئے۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''مجھے جبرائیل علیہ السلام نے آ کر بتایا ''میرے جوتوں میں غلاظت ہے۔'' یا کہا ''تکلیف دہ چیز ہے۔'' (لہٰذا میں نے جوتے اتار دیئے) پھر آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نصیحت فرمائی ''جب مسجد میں نماز پڑھنے آؤ تو پہلے اپنے جوتوں کو اچھی طرح دیکھ لیا کرو، اگر ان میں غلاظت ہو تو اسے صاف کرلو، پھر ان میں نماز پڑھو۔'' اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

(۸) عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : فَجِئْتُ اَمْشِيْ حَتّٰى جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ : ((مَا خَلَّفَكَ ؟ اَلَمْ تَكُنْ قَدِ ابْتَعْتَ ظَهْرَكَ ؟)) فَقُلْتُ : بَلٰى ...... ، وَاللّٰهِ مَا كَانَ لِيْ مِنْ عُذْرٍ وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ قَطُّ اَقْوٰى وَ لَا اَيْسَرَ مِنِّيْ حِيْنَ تَخَلَّفْتُ عَنْكَ ، فَقَالَ :

[1] صحیح سنن ابی داؤد، للالبانی ، الجزء الاول ، رقم الحدیث 605

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَمَّا هٰذَا فَقَدْ صَدَقَ فَقُمْ حَتّٰى يَقْضِىَ اللّٰهُ فِيْكَ)) فَقُمْتُ ...... وَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمُسْلِمِيْنَ عَنْ كَلَامِنَا اَيُّهَا الثَّلَاثَةُ مِنْ بَيْنِ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهُ فَاجْتَنَبَنَا النَّاسُ وَ تَغَيَّرُوْا لَنَا حَتّٰى تَنَكَّرَتْ فِىْ نَفْسِى الْاَرْضُ فَمَا هِىَ الَّتِىْ اَعْرِفُ . رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ❶

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (غزوہ تبوک سے واپسی کے بعد جب رسول اللہ ﷺ غزوہ میں عدم شرکت کرنے والوں سے ملاقات کے لئے مسجد میں تشریف لائے تو) میں بھی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کے سامنے آ کر بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا ''تم جہاد سے کیوں پیچھے رہے؟ کیا تم نے جہاد کے لئے سواری نہیں خریدی تھی؟'' میں نے عرض کیا ''کیوں نہیں سواری خریدی تھی اور اللہ کی قسم! میرے پاس کوئی عذر بھی نہیں۔ اس وقت میں صحت اور مال و دولت کے اعتبار سے پہلے کی نسبت زیادہ بہتر تھا۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اس نے سچ بات کہی ہے (اور مجھے حکم دیا کہ) جاؤ حتی کہ اللہ تعالیٰ تمہارے معاملہ کا فیصلہ فرما دے۔'' میں اٹھ کر چلا آیا...... آپ ﷺ نے تمام مسلمانوں کو حکم دے دیا کہ ہم تین آدمیوں (حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ، مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہ اور ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ) سے کوئی شخص کلام نہ کرے۔ یہ حکم جہاد سے پیچھے رہ جانے والے ہم تین آدمیوں سے متعلق تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہم سے قطع تعلق کر لیا اور اس طرح بدل گئے جیسے جانتے ہی نہیں اور وہ سرزمین جسے ہم جانتے تھے ہمارے لئے اجنبی بن گئی۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

❋❋❋

❶ كتاب المغازی ، باب حديث كعب بن مالك رضی اللہ عنہ

اَلْحَقُّ الثَّالِثُ ...... مُحَبَّـــتُـهُ ﷺ

تیسرا حق ...... آپ ﷺ سے محبت کرنا

مسئلہ 33 رسول اکرم ﷺ کے ساتھ ایسی محبت کرنا اہل ایمان پر فرض ہے جو اللہ کے علاوہ باقی تمام محبتوں پر غالب ہو۔

﴿قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ط وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ○﴾(24:9)

''اے نبی! کہہ دو، اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہارے عزیز واقارب، تمہارے وہ مال جو تم نے کمائے ہیں، تمہاری تجارت جس کے مندا پڑنے کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسندیدہ گھر، تمہیں اللہ اس کے رسول اور اللہ کی راہ میں جہاد سے زیادہ محبوب ہیں تو پھر انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ آ جائے (اور یاد رکھو) اللہ تعالیٰ ایسے فاسقوں کی راہنمائی نہیں فرماتا۔'' (سورۃ التوبہ، آیت نمبر 24)

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَلَدِهٖ وَ وَالِدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''کوئی آدمی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے بیٹے (اور بیٹیوں)، اپنے باپ (اور ماں) اور سارے لوگوں سے بڑھ کر میرے ساتھ محبت نہ کرے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 34 رسول اکرم ﷺ کی ذات مبارک اہل ایمان کے لئے ان کی اپنی

[1] کتاب الایمان، باب وجوب محبة رسول الله ﷺ اکثر من الاهل والولد والوالد والناس اجمعین

جانوں سے بھی زیادہ عزیز اور محترم ہے۔

﴿ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ ﴾(6:33)

”نبی کی ذات اہل ایمان کے لئے ان کی اپنی جانوں سے بھی مقدم ہے اور نبی کی بیویاں اہل ایمان کی مائیں ہیں۔“ (سورۃ الاحزاب، آیت نمبر 6)

مسئلہ 35 رسول اکرم ﷺ سے محبت کرنے والا سچا مومن ہے۔

عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((ذَاقَ طَعْمَ الْاِيْمَانِ مَنْ رَضِيَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَ بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَ بِمُحَمَّدٍ ﷺ رَسُوْلاً)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1] (صحیح)

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے ”ایمان کا مزا اس آدمی نے چکھا جو اللہ کے رب ہونے پر راضی ہوا، اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوا اور حضرت محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہوا۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 36 آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کرنا، اپنی مجالس میں آپ ﷺ کا ذکر خیر کرنا اور آپ ﷺ سے محبت کا اظہار کرنا اہل ایمان پر واجب ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : مَرَّ اَبُوْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ وَالْعَبَّاسُ رضی اللہ عنہ بِمَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ الْاَنْصَارِ وَ هُمْ يَبْكُوْنَ ، فَقَالَ : مَا يُبْكِيْكُمْ ؟ قَالُوْا : ذَكَرْنَا مَجْلِسَ النَّبِيِّ ﷺ مِنَّا فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَاَخْبَرَهٗ بِذٰلِكَ ، قَالَ : فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَ قَدْ عَصَبَ عَلٰى رَاْسِهٖ حَاشِيَةَ بُرْدٍ ، قَالَ : فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ وَ لَمْ يَصْعَدْهُ بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ((اُوْصِيْكُمْ بِالْاَنْصَارِ فَاِنَّهُمْ كَرِشِيْ وَ عَيْبَتِيْ وَ قَدْ قَضَوُا الَّذِيْ عَلَيْهِمْ وَ بَقِيَ الَّذِيْ لَهُمْ فَاقْبَلُوْا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَ تَجَاوَزُوْا عَنْ مُسِيْئِهِمْ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ[2]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ انصار کی ایک مجلس کے پاس سے گزرے تو دیکھا وہ رو رہے ہیں۔ انہوں نے پوچھا ”کیوں رو رہے ہو؟“ انہوں نے کہا

[1] كتاب الايمان ، باب الدليل على ان من رضى بالله ربا و بالاسلام دينا و بمحمد رسولا فهو مؤمن

[2] كتاب مناقب الأنصار ، باب قول النبي ﷺ اقبلوا من محسنهم و تجاوزوا عن مسيئهم

"ہمیں رسول اکرم ﷺ کی صحبتیں یاد آ رہی ہیں یہ سن کر وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ (آپ ﷺ کو انصار کی بات بتائی) آپ ﷺ اپنے سر پر چادر باندھے ہوئے باہر نکلے (آپ ﷺ کے سر مبارک میں بہت درد تھا) منبر پر چڑھے بس یہ آپ ﷺ (کی حیات طیبہ) کا آخری خطبہ تھا۔ آپ ﷺ نے اللہ کی حمد وثنا فرمائی۔ پھر ارشاد فرمایا "لوگو! میں تم کو انصار کے بارے میں وصیت کرتا ہوں وہ تو میرے قلب وجگر ہیں ان پر جو میرا حق تھا وہ ادا کر چکے اب ان کا حق (جنت) باقی ہے۔ ان میں سے جو کوئی نیک ہو اس کی قدر کرنا اور جو کوئی برا ہو اس کے قصوروں سے درگزر کرنا" اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 37 حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی آپ ﷺ سے محبت!

(I) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : لَمَّا اَقْبَلَ النَّبِيُّ ﷺ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَعَطَشَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَمَرَّ بِرَاعٍ ، قَالَ اَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ : فَاَخَذْتُ قَدَحًا فَحَلَبْتُ فِيْهِ كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ فَاَتَيْتُهُ فَشَرِبَ حَتّٰى رَضِيْتُ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ❶

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو راستے میں آپ ﷺ کو پیاس لگی، اچانک راستے میں ایک چرواہا ملا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے ایک پیالہ لیا اور (چرواہے کی اجازت سے) اس میں تھوڑا سا (بکری کا) دودھ دوہا اور آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ ﷺ نے اتنا دودھ نوش فرمایا کہ میرا دل خوش ہو گیا۔" اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

(II) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ .... فَارْتَحَلْنَا وَالْقَوْمُ يَطْلُبُوْنَا فَلَمْ يُدْرِكْنَا اِلَّا سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنُ جُعْشُمٍ عَلٰى فَرَسٍ لَهُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! هٰذَا الطَّلَبُ قَدْ لَحِقَنَا فَقَالَ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا حَتّٰى اِذَا دَنَا مِنَّا فَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ قَدْرُ رُمْحٍ اَوْ رُمْحَيْنِ اَوْ ثَلَاثَةٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! هٰذَا الطَّلَبُ قَدْ لَحِقَنَا وَ بَكَيْتُ قَالَ لِمَ تَبْكِيْ ؟ قَالَ قُلْتُ اَمَا وَاللّٰهِ مَا عَلٰى نَفْسِيْ اَبْكِيْ وَلٰكِنْ اَبْكِيْ عَلَيْكَ قَالَ فَدَعَا عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اكْفِنَاهُ بِمَا شِئْتَ فَسَاخَتْ قَوَائِمُ فَرَسِهِ اِلٰى بَطْنِهَا فِيْ اَرْضٍ صَلْدٍ وَ وَثَبَ عَنْهَا . رَوَاهُ اَحْمَدُ❷

❶ كتاب مناقب الأنصار، باب هجرة النبى ﷺ و اصحابه الى المدينة

❷ تحقيق شعيب الارنؤوط مطبوعة موسسة الرسالة بيروت، الجزء الأول، رقم الحديث 3

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ''ہم (ہجرت کے لئے) روانہ ہوئے تو لوگ ہمارے تعاقب میں تھے ان میں سے صرف سراقہ بن مالک بن جعشم نے اپنے گھوڑے پر ہمیں پایا میں نے عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! تعاقب میں یہ شخص ہمارے قریب پہنچ گیا ہے۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''غم نہ کر! اللہ ہمارے ساتھ ہے۔'' پھر وہ اس قدر ہمارے قریب آ گیا کہ ہمارے اور اس کے درمیان ایک دو یا تین نیزوں کے برابر فاصلہ رہ گیا۔ میں نے عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! اس نے تو ہمیں پکڑ لیا اور میں رونے لگا۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ابوبکر رضی اللہ عنہ! کیوں روتے ہو؟'' میں نے عرض کیا ''اللہ کی قسم میں اپنی جان کو خطرے میں دیکھ کر نہیں رو رہا بلکہ مجھے تو آپ ﷺ کی جان کا خطرہ ہے اس لئے رو رہا ہوں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے سراقہ کے لئے بددعا فرمائی ''یا اللہ! تو ہم دونوں کے لئے جیسے تو چاہے کافی ہو جا۔'' چنانچہ اس کے گھوڑے کی ٹانگیں سخت زمین میں پیٹ تک دھنس گئیں۔ اور سراقہ نے گھوڑے سے چھلانگ لگا دی'' اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

(۱۱۱) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا قَالَتْ دَخَلْتُ عَلَى اَبِيْ بَكْرٍ ﷺ قَالَ لَهَا فِيْ اَيِّ يَوْمٍ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ؟ قَالَتْ يَوْمُ الْاِثْنَيْنِ قَالَ فَاَيُّ يَوْمٍ هٰذَا ؟ قَالَتْ يَوْمُ الْاِثْنَيْنِ قَالَ اَرْجُوْا فِيْمَا بَيْنِيْ وَبَيْنَ اللَّيْلِ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ[1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں (بیماری کے دوران) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئی تو انہوں نے مجھ سے دریافت فرمایا ''رسول اللہ ﷺ کون سے روز فوت ہوئے تھے؟'' میں نے عرض کیا ''سوموار کو۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا ''آج کون سا دن ہے؟'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا ''آج بھی سوموار ہے۔'' تب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''میں امید رکھتا ہوں کہ آج رات تک کسی بھی وقت دنیائے فانی سے کوچ کر جاؤں گا۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : یاد رہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات منگل کے روز ہوئی تھی یہ محض رسول اکرم ﷺ سے محبت کا جذبہ تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے سوموار کو فوت ہونے کی تمنا فرمائی۔

مسئلہ 38 حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آپ ﷺ سے محبت۔

(۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ هِشَامٍ ﷺ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَ هُوَ اٰخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ

[1] كتاب الجنائز، باب موت يوم الاثنين

فَقَالَ لَهُ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! لَاَنْتَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ اِلَّا مِنْ نَفْسِيْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ)) فَقَالَ لَهُ عُمَرُ فَاِنَّهُ الْاٰنَ وَاللّٰهِ لَاَنْتَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ نَفْسِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((اَلْاٰنَ يَا عُمَرُ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ❶

حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے اور آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھاما ہوا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! آپ مجھے میری ذات کے علاوہ باقی ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں۔'' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''نہیں! قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے (تم اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے) جب تک میرے ساتھ اپنی جان سے بھی زیادہ محبت نہ کرو۔'' تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''اللہ کی قسم! اب تو آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔'' رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ''اے عمر! اب تم پورے مومن ہو۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

(11) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ : .... يَا عَبْدَ اللّٰهِ اِنْطَلِقْ اِلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ فَقُلْ يَقْرَاُ عَلَيْكِ عُمَرُ السَّلَامَ وَ لَا تَقُلْ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ، فَاِنِّيْ لَسْتُ الْيَوْمَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَمِيْرًا وَ قُلْ يَسْتَاْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ اَنْ يُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيْهِ فَسَلَّمَ وَاسْتَاْذَنَ، ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْهَا ، فَوَجَدَهَا قَاعِدَةً تَبْكِيْ، فَقَالَ : يَقْرَاُ عَلَيْكِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ اَلسَّلَامَ وَ يَسْتَاْذِنُ اَنْ يُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيْهِ ، فَقَالَتْ : كُنْتُ اُرِيْدُهُ لِنَفْسِيْ وَلَاُوْثِرَنَّ بِهِ الْيَوْمَ عَلٰى نَفْسِيْ فَلَمَّا اَقْبَلَ ، قِيْلَ : هٰذَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَدْ جَاءَ ، قَالَ : اِرْفَعُوْنِيْ فَاَسْنَدَهُ رَجُلٌ اِلَيْهِ ، فَقَالَ : مَا لَدَيْكَ ؟ قَالَ : اَلَّذِيْ تُحِبُّ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَذِنَتْ ، قَالَ : اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مَا كَانَ مِنْ شَيْءٍ اَهَمُّ اِلَيَّ مِنْ ذٰلِكَ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ❷

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے (اپنی وفات سے قبل اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے) کہا ''عبداللہ! اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور ان کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض

❶ کتاب الایمان والنذور ، باب کیف کانت یمین النبی ﷺ

❷ کتاب فضائل الصحابة ، باب مناقب عثمان بن عفان ابی عمرو القرشی رضی اللہ عنہ

کرنا ''عمر سلام عرض کرتا ہے اور ہاں دیکھو، امیر المؤمنین کا لفظ استعمال نہ کرنا، کیونکہ آج میں امیر المؤمنین نہیں ہوں، سلام عرض کرنے کے بعد درخواست کرنا کہ عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت مانگتا ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر سلام عرض کیا اور اندر آنے کی اجازت مانگی، اجازت ملنے کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (امیر المؤمنین کی بیماری کے غم میں) بیٹھی رو رہی ہیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) سلام عرض کرتے ہیں اور اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت مانگتے ہیں۔'' حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ''وہ جگہ تو میں نے اپنے لئے رکھی تھی، لیکن اب میں اپنی بجائے عمر کو ترجیح دیتی ہوں۔'' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ واپس لوٹے تو لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بتایا ''عبداللہ (رضی اللہ عنہ) آ گئے ہیں۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا ''مجھے اٹھا کر بٹھاؤ۔'' ایک آدمی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سہارا دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا ''عبداللہ! کیا خبر لائے ہو؟'' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''امیر المؤمنین جو آپ چاہتے تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو اجازت دے دی ہے۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ''الحمد للہ! میرے لئے اس سے اہم اور کوئی بات نہیں۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 39 حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رسول اکرم ﷺ سے محبت!

سُئِلَ عَلِيُّ ابْنُ اَبِيْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ كَيْفَ كَانَ حُبُّكُمْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : كَانَ وَاللّٰهِ! أَحَبَّ اِلَيْنَا مِنْ اَمْوَالِنَا وَ اَوْلَادِنَا وَ اٰبَائِنَا وَ اُمَّهَاتِنَا وَ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ عَلَى الظَّمَإِ . ذَكَرَهُ فِيْ شَرْحِ الشِّفَاءِ[1]

حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا ''آپ کی رسول اللہ ﷺ سے محبت کیسی تھی؟'' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''واللہ! رسول اللہ ﷺ ہمیں اپنے مالوں، اولادوں، باپوں، ماؤں اور شدید پیاس کے وقت ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب تھے۔ اس کا ذکر شرح الشفاء میں ہے۔

مسئلہ 40 حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی آپ ﷺ سے محبت!

عَنْ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : يَا نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ ! اَلَا نَبْنِيْ لَكَ عَرِيْشًا تَكُوْنُ فِيْهِ وَ نُعِدُّ

[1] 40/2، بحوالہ کتاب حقوق النبی ﷺ بین الاجلال والاخلال ، صفحۃ 70

عِنْدَکَ رَکَائِبَکَ ، ثُمَّ نَلْقٰی عَدُوَّنَا ؟ فَإِنْ اَعَزَّنَا اللّٰهُ وَ اَظْهَرَنَا عَلٰی عَدُوِّنَا کَانَ ذٰلِکَ مَا اَحْبَبْنَا وَ اِنْ کَانَتِ الْاُخْرٰی جَلَسْتَ عَلٰی رَکَائِبِکَ فَلَحِقْتَ بِمَنْ وَرَاءَ نَا مِنْ قَوْمِنَا فَقَدْ تَخَلَّفَ عَنْکَ اَقْوَامٌ مَا نَحْنُ اَشَدُّ حُبًّا لَکَ مِنْهُمْ وَ لَوْ ظَنُّوْا اِنَّکَ تَلْقٰی حَرْبًا مَا تَخَلَّفُوْا عَنْکَ یَمْنَعُکَ اللّٰهُ بِهِمْ یُنَاصِحُوْنَکَ وَیُجَاهِدُوْنَ مَعَکَ ؟ فَاَثْنٰی عَلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَیْرًا وَ دَعَالَهُ بِخَیْرٍ ثُمَّ بُنِیَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَرِیْشًا کَانَ فِیْهِ . اَوْرَدَهُ ابْنُ کَثِیْرٍ فِی الْبِدَایَةِ❶

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے (جنگ بدر سے قبل) عرض کی ''اے اللہ کے نبی ﷺ! کیا ہم آپ کے لئے ایک اونچا چھپر نہ تعمیر کر دیں جس میں آپ قیام فرمائیں اور ہم آپ کے پاس سواریاں بھی تیار رکھیں اور پھر دشمن سے مقابلہ کریں؟ اگر اللہ نے ہمیں عزت بخشی اور دشمن پر غلبہ عطا فرمایا تو یہی وہ چیز ہے جو ہم چاہتے ہیں اور اگر صورت حال اس کے برعکس ہوئی تو آپ اپنی سواریوں پر بیٹھ کر ہماری قوم کے ان لوگوں کے پاس پہنچ جائیں جو پیچھے رہ گئے ہیں۔ ہم آپ کی محبت میں ان سے بڑھ کر نہیں اگر انہیں علم ہوتا کہ آپ کو جنگ سے سابقہ پڑے گا تو وہ کبھی آپ سے پیچھے نہ رہتے۔ اللہ ان کے ذریعہ آپ کی حفاظت فرمائے گا وہ لوگ آپ سے وفا کریں گے اور آپ کے ساتھ مل کر جہاد کریں گے۔'' رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی اس تجویز پر ان کی تعریف فرمائی اور ان کے لئے دعائے خیر کی۔ پھر آپ ﷺ کے لئے ایک ''عریش'' (چھپر) تعمیر کیا گیا جس میں آپ ﷺ نے (جنگ کے دوران) قیام فرمایا۔'' اسے ابن کثیر نے البدایۃ و النہایۃ میں روایت کیا ہے۔

مسئلہ 41 حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کی آپ ﷺ سے محبت!

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَیْرِ رضی اللہ عنہ فِیْ حَدِیْثٍ طَوِیْلٍ .... وَقَتَلَ خُبَیْبًا رضی اللہ عنہ اَبْنَاءُ الْمُشْرِکِیْنَ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا یَوْمَ بَدْرٍ فَلَمَّا وَضَعُوْا فِیْهِ السِّلاَحَ وَهُوَ مَصْلُوْبٌ نَادَوْهُ وَنَاشَدُوْهُ اَتُحِبُّ اَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ مَکَانَکَ ؟ فَقَالَ لاَ وَاللّٰهِ الْعَظِیْمِ مَا اُحِبُّ اَنْ یَفْدِیَنِیْ بِشَوْکَةٍ یُشَاکُهَا فِیْ قَدَمِهٖ فَضَحِکُوْا . رَوَاهُ الطَّبْرَانِیُّ❷

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جن مشرکین کے آباء واجداد بدر میں قتل ہوئے تھے وہ جب حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے لگے تو انہیں قسم دے کر پوچھا ''کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ تمہاری جگہ محمد

❶ الجزء الثالث ، رقم الصفحة 284، مطبوعة دار المعرفة ، بیروت

❷ 259/5 رقم الحدیث 5284

ﷺ ہوتے اور تم پھانسی پانے سے بچ جاتے؟'' حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''نہیں، اللہ بزرگ و برتر کی قسم! مجھے تو یہ بھی گوارا نہیں کہ میری جگہ آپ ﷺ کے قدم مبارک میں کانٹا بھی چبھے۔'' اس پر مشرکین نے قہقہہ لگایا۔ اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 42 حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی آپ ﷺ سے محبت!

عَنْ جَبَلَةَ بْنِ حَارِثَةَ ؓ قَالَ : قَدِمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِبْعَثْ مَعِيَ اَخِيْ زَيْدًا ، قَالَ ((هُوَ ذَا فَاِنِ انْطَلَقَ مَعَكَ لَمْ اَمْنَعْهُ)) قَالَ زَيْدٌ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَاللّٰهِ لاَ اَخْتَارُ عَلَيْكَ اَحَدًا قَالَ : فَرَأَيْتُ رَاْيَ اَخِيْ اَفْضَلَ مِنْ رَائِيْ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ❶ (حسن)

حضرت جبلہ بن حارثہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی ''یا رسول اللہ ﷺ! میرے بھائی زید بن حارثہ کو میرے ساتھ روانہ فرما دیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''زید تمہارے سامنے موجود ہے اگر وہ تمہارے ساتھ جانا چاہتا ہے تو میں اسے کبھی نہیں روکوں گا۔'' حضرت زید رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''یا رسول اللہ ﷺ! اللہ کی قسم، میں آپ ﷺ کے مقابلہ میں کسی دوسرے کو ترجیح نہیں دوں گا۔'' حضرت جبلہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ''میرے بھائی کی رائے، میری رائے کی نسبت بہت بہتر تھی۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : یاد رہے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلام تھے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کو ہبہ کر دیا تھا۔ آپ ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو آزاد کر کے اپنا منہ بولا بیٹا بنا لیا۔ جب حضرت زید رضی اللہ عنہ کے گھر والوں کو علم ہوا کہ زید رسول اکرم ﷺ کے پاس ہیں تو وہ انہیں لینے آئے لیکن حضرت زید رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔

مسئلہ 43 حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ ﷺ سے محبت!

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ ؓ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ اُحُدٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ يَاْتِيْنِيْ بِخَبَرِ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ الْاَنْصَارِيِّ ؟ فَقَالَ رَجُلٌ اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَذَهَبَ الرَّجُلُ يَطُوْفُ بَيْنَ الْقَتْلٰى فَقَالَ لَهٗ سَعْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ ؓ مَا شَاْنُكَ ؟ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ بَعَثَنِيْ اِلَيْكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاٰتِيَهٗ بِخَبَرِكَ قَالَ فَاذْهَبْ اِلَيْهِ فَاقْرَأْهُ مِنِّي السَّلَامَ وَاَخْبِرْهُ اِنِّيْ قَدْ طُعِنْتُ اثْنَتَيْ عَشَرَ طَعْنَةً وَاِنِّيْ قَدْ اُنْفِذَتْ مَقَاتِلِيَّ وَاَخْبِرْ قَوْمَكَ اَنَّهٗ لاَ عُذْرَ لَهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اِنْ قُتِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

❶ ابواب المناقب ، باب مناقب زید بن حارثة (2998/3)

ﷺ وَوَاحِدٌ مِّنْهُمْ حَيٌّ .رَوَاهُ مَالِكٌ ❶

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں احد کے روز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "مجھے سعد بن ربیع کے بارے میں کون خبر لا کر دے گا؟" (وہ میدان جنگ میں کس حال میں ہیں) ایک آدمی (حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ یا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا "یا رسول اللہ ﷺ میں خبر لاتا ہوں۔" چنانچہ وہ گیا اور لاشوں میں حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کو تلاش کرنے لگا۔ حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ نے (آدمی کو دیکھ کر) پوچھا "کسے تلاش کرتے ہو؟" آدمی نے جواب دیا "مجھے رسول اللہ ﷺ نے تمہاری خبر لینے کے لئے بھیجا ہے۔ حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ نے کہا "اچھا! واپس جاؤ، نبی اکرم ﷺ سے میرا اسلام عرض کرنا اور بتا دینا کہ مجھے نیزے کے بارہ زخم آئے ہیں جو میری جان لینے والے ہیں اور اپنی قوم سے کہنا "یاد رکھو! اگر تم میں سے ایک آدمی بھی زندہ رہا اور رسول اللہ ﷺ شہید کر دیئے گئے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہارا کوئی عذر قبول نہیں ہوگا۔" اسے مالک نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 44 حضرت زیاد بن سکن رضی اللہ عنہ کی آپ ﷺ سے محبت!

قَالَ ابْنُ اسْحَاقٍ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ غَشِيَهُ الْقَوْمَ مَنْ رَجُلٌ يَشْرِيْ لَنَا نَفْسَهُ؟ فَقَامَ زِيَادُ بْنُ سَكَنٍ فِيْ نَفَرٍ خَمْسَةٍ مِنَ الْاَنْصَارِ فَقَاتَلُوْا دُوْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَجُلاً ثُمَّ رَجُلاً يُقْتَلُوْنَ دُوْنَهُ حَتّٰى كَانَ آخِرَهُمْ زِيَادٌ اَوْ عُمَارَةٌ فَقَاتَلَ حَتّٰى اَثْبَتَتْهُ الْجِرَاحَةُ ثُمَّ فَاءَتْ فِئَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَأَجْهَضُوْهُمْ عَنْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَدْنُوْهُ مِنِّيْ فَادْنُوْهُ مِنْهُ فَوَسَّدَهُ قَدَمَهُ فَمَاتَ وَخَدُّهُ عَلٰى قَدَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ .اَوْرَدَهُ ابْنُ هَشَّامٍ ❷

ابن اسحاق کہتے ہیں (غزوہ احد کے دن) جب دشمنوں نے آپ ﷺ پر ہجوم کر لیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "کون ہے جو ہمارے لئے اپنی جان دیتا ہے؟" حضرت زیاد بن سکن رضی اللہ عنہ پانچ انصاریوں سمیت کھڑے ہو گئے اور ایک ایک کر کے رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ سب سے آخر میں حضرت زیاد رضی اللہ عنہ یا حضرت عمارہ رضی اللہ عنہ تنہا رہ گئے اور وہ اکیلے لڑتے رہے یہاں تک کہ زخموں نے انہیں گرا دیا پھر مسلمانوں کی ایک جماعت پلٹی اور انہوں نے حضرت زیاد رضی اللہ عنہ سے دشمنوں کو ہٹایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اسے میرے قریب کرو۔" لوگوں نے حضرت زیاد رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم ﷺ

❶ كتاب الجهاد، باب الترغيب في الجهاد

❷ السيرة النبوية لابن هشام، الجزء الثالث، رقم الصفحة 53، مطبوعة دار الكتب العزى، بيروت

کے قریب کیا تو نبی اکرم ﷺ نے اپنا قدم مبارک ان کی طرف بڑھایا تاکہ وہ اس پر اپنا رخسار مبارک رکھ سکیں پھر وہ اس حالت میں فوت ہوئے کہ ان کے رخسار رسول اللہ ﷺ کے قدم مبارک پر تھے۔'' ابن ہشام نے اسے بیان کیا ہے۔

مسئلہ 45 بنو دینار کی ایک خاتون کی رسول اکرم ﷺ سے محبت!

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ ؓ قَالَ : مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِامْرَأَةٍ مِنْ بَنِیْ دِیْنَارٍ وَ قَدْ اُصِیْبَ زَوْجُهَا وَ اَخُوْهَا وَ اَبُوْهَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِاُحُدٍ فَلَمَّا نَعُوْا لَهَا قَالَتْ : مَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ؟ قَالُوْا : خَیْرًا یَا اُمَّ فُلَانٍ هُوَ بِحَمْدِ للّٰهِ كَمَا تُحِبِّیْنَ قَالَتْ : اَرُوْنِیْهِ حَتّٰی اَنْظُرَ اِلَیْهِ قَالَ : فَاُشِیْرَ لَهَا اِلَیْهِ حَتّٰی اِذَا رَاَتْهُ قَالَتْ : كُلُّ مُصِیْبَةٍ بَعْدَكَ جَلَلٌ . اَوْرَدَهُ ابْنُ كَثِیْرٍ فِی الْبِدَایَةِ وَالنِّهَایَةِ[1]

حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ سے روایت ہے کہ (غزوہ احد سے واپسی پر) رسول اکرم ﷺ کا بنو دینار کی ایک خاتون پر گزر ہوا جس کا شوہر، بھائی اور باپ جنگ احد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ لڑتے لڑتے شہید ہو گئے تھے۔ جب لوگوں نے اسے اس کے شوہر، بھائی اور باپ کی شہادت کی خبر دی تو اس نے پوچھا ''رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے؟ لوگوں نے جواب دیا ''ام فلاں! تمہاری خواہش کے مطابق وہ تو اللہ کے فضل سے بالکل ٹھیک ہیں۔'' عورت نے کہا ''مجھے دکھاؤ، جب تک میں اپنی آنکھوں سے دیکھ نہیں لیتی، مجھے قرار نہیں آئے گا۔'' لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ وہ ہیں، جب اس نے اپنی آنکھوں سے رسول اللہ ﷺ کو دیکھ لیا تو کہنے لگی ''آپ ﷺ کو دیکھنے کے بعد ساری مصیبتیں ہیچ ہیں۔'' ابن کثیر ؒ نے یہ واقعہ البدایہ والنہایہ میں بیان کیا ہے۔

مسئلہ 46 حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی ؓ کی آپ ﷺ سے محبت!

عَنْ رَبِیْعَةَ بْنِ كَعْبٍ الْاَسْلَمِیِّ ؓ قَالَ كُنْتُ اَبِیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَتَیْتُهُ بِوَضُوْءِهٖ وَحَاجَتِهٖ فَقَالَ لِیْ سَلْ فَقُلْتُ اَسْئَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِی الْجَنَّةِ قَالَ اَوْ غَیْرَ ذٰلِكَ؟ قُلْتُ هُوَ ذَاكَ قَالَ فَاَعِنِّیْ عَلٰی نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ[2]

---

[1] الجزء الرابع ، رقم الصفحة 423، مطبوعة دار المعرفة بیروت

[2] کتاب الصلاۃ ، باب فضل السجود والحث علیه

حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ''میں رات نبی اکرم ﷺ کے ہاں بسر کرتا آپ ﷺ کے لئے وضو کا پانی اور دوسری ضرورت کی چیزیں لایا کرتا'' (ایک روز) آپ ﷺ نے (خوش ہوکر) ارشاد فرمایا ''کوئی چیز (مانگنا چاہو) تو مانگو'' میں نے عرض کی ''جنت میں آپ ﷺ کی رفاقت چاہتا ہوں'' آپ ﷺ نے پھر پوچھا ''کچھ اور؟'' میں نے عرض کی ''بس یہی'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''کثرت سجود کے ساتھ میری مدد کر (تاکہ تمہارے لئے سفارش کرنا میرے لئے آسان ہوجائے)۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 47 حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی آپ ﷺ سے محبت۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنِّیْ اِذَا رَأَیْتُکَ قَرَّتْ عَیْنِیْ وَطَابَتْ نَفْسِیْ وَاِذَا لَمْ اَرَاکَ لَمْ تَطِبْ نَفْسِیْ اَوْ کَلِمَةً نَحْوَهَا .رَوَاهُ الْبَزَّارُ [1] (صحیح)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ (نے رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کرکے) فرمایا ''یارسول اللہ ﷺ! جب میں آپ کو دیکھتا ہوں تو میری آنکھیں ٹھنڈی ہوجاتی ہیں اور دل خوش ہوجاتا ہے لیکن جب آپ نظر نہیں آتے تو میرا دل بجھ جاتا ہے یا ایسا ہی کوئی لفظ کہا۔'' اسے بزار نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 48 حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی آپ ﷺ سے محبت!

عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ نَزَلَ عَلَیْهِ فَنَزَلَ النَّبِیُّ ﷺ فِی السُّفْلِ وَاَبُوْ اَیُّوْبَ فِی الْعُلُوِّ...... فَکَانَ یَصْنَعُ لِلنَّبِیِّ ﷺ طَعَامًا فَاِذَا جِیْءَ بِهٖ اِلَیْهِ سَاَلَ عَنْ مَّوْضِعِ اَصَابِعِهٖ فَیَتَتَبَّعُ مَوْضِعَ اَصَابِعِهٖ .رَوَاهُ مُسْلِمٌ [2]

حضرت ابوایوب (انصاری رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ (مدینہ تشریف لانے کے بعد) ان کے ہاں مہمان ٹھہرے رسول اللہ ﷺ نے نچلی منزل میں قیام فرمایا اور حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ اوپر والی منزل میں تھے ...... ابوایوب رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے لئے کھانا تیار کرتے جب (خادم) کھانا واپس لاتا تو ابوایوب رضی اللہ عنہ خادم سے پوچھتے ''رسول اللہ ﷺ کی انگلیاں کھانے پر کہاں کہاں لگی ہیں؟'' ابوایوب رضی اللہ عنہ بھی اسی جگہ (اپنی انگلیاں رکھ کر) کھانا کھاتے۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

---

[1] مجمع الزوائد، کتاب المناقب، باب ما جاء فی ابی هریرة (604/9)

[2] کتاب الاشربة، باب اباحة اکل الثوم

مسئلہ 49 حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کی آپ ﷺ سے محبت !

عَنْ اُمِّ هَانِئٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْفَتْحِ – فَتْحِ مَكَّةَ – جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَجَلَسَتْ عَنْ يَسَارِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ اُمُّ هَانِئٍ عَنْ يَمِيْنِهٖ قَالَتْ : فَجَاءَتِ الْوَلِيْدَةُ بِإِنَاءٍ فِيْهِ شَرَابٌ فَنَاوَلَتْهُ فَشَرِبَ مِنْهُ ثُمَّ نَاوَلَهُ اُمَّ هَانِئٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ فَقَالَتْ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! لَقَدْ أَفْطَرْتُ وَ كُنْتُ صَائِمَةً ، فَقَالَ لَهَا ((أَ كُنْتِ تَقْضِيْنَ شَيْئًا؟)) قَالَتْ : لَا ، قَالَ ((فَلَا يَضُرُّكِ إِنْ كَانَ تَطَوُّعًا)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ❶ (صحیح)

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کہتی ہیں فتح مکہ کے روز حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اکرم ﷺ کی بائیں طرف آ کر بیٹھیں اور میں آپ ﷺ کی دائیں طرف، اتنے میں ایک لونڈی برتن لے کر آئی ،جس میں پینے کی کوئی چیز تھی ،لونڈی نے وہ برتن رسول اللہ ﷺ کو دیا ، آپ ﷺ نے اس برتن سے پیا، پھر وہ برتن مجھے دیا، میں نے بھی اس سے پیا اور کہا ''یا رسول اللہ ﷺ ! میرا روزہ تھا . میں نے (آپ ﷺ کا جوٹھا پینے کے لئے) روزہ توڑ دیا ۔'' آپ ﷺ نے پوچھا ''کیا تم نے قضا روزہ رکھا تھا؟'' میں نے عرض کیا ''نہیں ۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اگر نفلی روزہ تھا ،تو کوئی حرج کی بات نہیں ۔'' اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 50 حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی آپ ﷺ سے محبت !

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَذَّنَ بِلَالٌ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يُقْبَرْ فَكَانَ إِذَا قَالَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللّٰهِ اِنْتَحَبَ النَّاسُ فِي الْمَسْجِدِ فَلَمَّا دُفِنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهُ اَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ اَذِّنْ يَا بِلَالُ فَقَالَ اِنْ كُنْتَ اِنَّمَا اِعْتَقْتَنِيْ لِاَكُوْنَ مَعَكَ فَسَبِيْلُ ذٰلِكَ وَاِنْ كُنْتَ اِعْتَقْتَنِيْ لِلّٰهِ فَخَلِّنِيْ وَمَنْ اِعْتَقْتَنِيْ لَهُ فَقَالَ مَا اَعْتَقْتُكَ اِلَّا لِلّٰهِ فَاِنِّيْ لَا اُذِّنُ لِاَحَدٍ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَذَاكَ اِلَيْكَ . اَوْرَدَهُ فِيْ صِفَةِ الصَّفْوَةِ❷

حضرت محمد بن ابراہیم تیمی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ابھی آپ ﷺ کی

---

❶ صحیح سنن ابی داؤد ، للالبانی ، الجزء الثانی ، رقم الحدیث 2145

❷ 200/1

تدفین نہیں ہوئی تھی، حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی اور جب اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ پر پہنچے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ جب آپ ﷺ کی تدفین ہوگئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے کہا اذان دو۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا ''اگر آپ نے مجھے اپنی خاطر آزاد کرایا ہے تو پھر آپ کو یہ حکم دینے کا حق ہے، لیکن اگر آپ نے مجھے اللہ کی رضا کے لئے آزاد کرایا ہے تو پھر مجھے کچھ نہ کہیے۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا ''میں نے تمہیں صرف اللہ کی رضا کے لئے آزاد کرایا ہے۔'' حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا ''تو پھر رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اب میں کسی دوسرے کے لئے اذان نہیں کہوں گا۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''اچھا، تیری مرضی۔'' یہ واقعہ صفۃ الصفوۃ میں بیان کیا گیا ہے۔

مسئلہ 51 ایک صحابی کا سرمایہ حیات...... حُبِّ رسول ﷺ۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! مَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ ((وَ مَا اَعْدَدْتَ لَهَا؟)) قَالَ: حُبُّ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ، قَالَ ((فَاِنَّكَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ)) قَالَ اَنَسٌ رضی اللہ عنہ: فَمَا فَرِحْنَا بَعْدَ الْاِسْلَامِ فَرَحًا اَشَدَّ مِنْ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ فَاِنَّكَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❶

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی ''یارسول اللہ ﷺ! قیامت کب آئے گی؟'' آپ ﷺ نے اس سے پوچھا ''تو نے قیامت کے لئے کیا تیاری کی ہے؟'' آدمی نے عرض کی ''اللہ اور اس کے رسول کی محبت!'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''(قیامت کے روز) یقیناً تو اس کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ تو نے محبت کی۔'' حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ''اسلام لانے کے بعد ہمیں جتنی خوشی اس بات سے ہوئی اتنی خوشی کسی بات سے نہیں ہوئی۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 52 ایک خوش نصیب صحابی کی رسول اللہ ﷺ سے محبت پر قرآن مجید کا نزول!

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! اِنَّكَ لَاَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ نَفْسِيْ وَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَهْلِيْ وَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ وَلَدِيْ وَ اِنِّيْ لَاَكُوْنَ فِي

❶ كتاب البر والصلة، باب المرء مع من احب

الْبَیْتِ فَأَذْکُرُکَ فَمَا أَصْبِرُ حَتّٰی آتِیَکَ فَأَنْظُرَ اِلَیْکَ وَ اِذَا ذَکَرْتُ مَوْتِیْ وَ مَوْتَکَ عَرَفْتُ اَنَّکَ اِذَا دَخَلْتَ الْجَنَّۃَ رُفِعْتَ مَعَ النَّبِیِّیْنَ وَ اِنَّ اِذَا دَخَلْتُ الْجَنَّۃَ خَشِیْتُ اَنْ لاَ اَرَاکَ ، فَلَمْ یَرُدَّ عَلَیْهِ النَّبِیُّ ﷺ حَتّٰی نَزَلَ جِبْرِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ بِهٰذِهِ الْاٰیَةِ ﴿وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا﴾)) رَوَاهُ ابْنُ مَرْدُوِیَّةَ [1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی ''یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ سے اپنی جان سے بھی زیادہ محبت کرتا ہوں اپنے بیٹے سے بھی زیادہ محبت کرتا ہوں جب گھر میں ہوتا ہوں اور آپ کی یاد آتی ہے تو اس وقت تک صبر نہیں آتا جب تک حاضر خدمت ہو کر آپ ﷺ کا دیدار نہ کر لوں، لیکن جب مجھے اپنی اور آپ کی موت یاد آتی ہے تو جانتا ہوں کہ جنت میں داخل ہونے کے بعد آپ انبیاء کے ساتھ بلند مقام پر ہوں گے اور میں جنت میں چلا بھی گیا تو (کم درجہ کی وجہ سے) ڈرتا ہوں کہ آپ ﷺ کا دیدار نہیں کر پاؤں گا۔'' نبی اکرم ﷺ نے اپنے صحابی کی اس بات کا اس وقت تک کوئی جواب نہ دیا جب تک حضرت جبرائیل علیہ السلام یہ آیت لے کر نہ آ گئے ﴿وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ ......﴾ ''اور جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی وہ (جنت میں) ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے انبیاء میں سے، صدیقین میں سے، شہداء میں سے اور صلحاء میں سے۔ ان لوگوں کی رفاقت کیسی اچھی ہے۔'' (سورۃ النساء، آیت نمبر 69) اسے ابن مردویہ نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 53 حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی آپ ﷺ سے محبت!

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ رضی اللہ عنہ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِعُمَرَ رضی اللہ عنہ انْطَلِقْ بِنَا اِلٰی اُمِّ اَیْمَنَ نَزُوْرُهَا کَمَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَزُوْرُهَا فَلَمَّا انْتَهَیْنَا اِلَیْهَا بَکَتْ فَقَالَا لَهَا مَا یُبْکِیْکِ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ لِّرَسُوْلِهٖ ﷺ فَقَالَتْ مَا اَبْکِیْ اَنْ لاَ اَکُوْنَ اَعْلَمُ اَنَّ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ لِّرَسُوْلِهٖ ﷺ وَلٰکِنْ اَبْکِیْ اَنَّ الْوَحْیَ قَدِ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَاءِ فَهَیَّجَتْهُمَا عَلَی الْبُکَاءِ فَجَعَلاَ یَبْکِیَانِ مَعَهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ [2]

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر

---

[1] مجمع الزوائد، کتاب التفسیر ، تفسیر سورۃ النساء ، قولہ تعالی ﴿و من یطع اللہ والرسول﴾

[2] کتاب الفضائل، باب من فضائل ام ایمن

رضی اللہ عنہ سے کہا ”چلو ام ایمن رضی اللہ عنہا سے مل کر آئیں، رسول اللہ ﷺ بھی انہیں ملنے جایا کرتے تھے۔“ جب دونوں وہاں پہنچے تو ام ایمن رضی اللہ عنہا رونے لگیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا ”آپ کیوں روتی ہیں اللہ کے پاس جو نعمتیں ہیں وہ رسول اللہ ﷺ کے لئے (دنیا کی نعمتوں سے کہیں زیادہ) بہتر ہیں۔“ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کہنے لگیں ”میں اس لئے نہیں روتی کہ مجھے یہ علم نہیں کہ اللہ کے پاس اپنے رسول کے لئے بہت کچھ ہے بلکہ میں اس لئے روتی ہوں کہ اب وحی آنے کا سلسلہ بند ہو چکا ہے۔“ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی اس بات سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی رونا آ گیا اور وہ بھی ام ایمن رضی اللہ عنہا کے ساتھ رونے لگے۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 54 صحابہ کرامؓ کی رسول اللہ ﷺ سے محبت!

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ﷺ قَالَ : أَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ ﷺ وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ ﷺ وَكَانَا يُقْرِآنِ النَّاسَ فَقَدِمَ بِلَالٌ وَ سَعْدٌ وَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ ﷺ ثُمَّ قَدِمَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ﷺ فِيْ عِشْرِيْنَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ فَمَا رَأَيْتُ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ فَرِحُوْا بِشَيْءٍ فَرَحَهُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى جَعَلَ الْإِمَاءُ يَقُلْنَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ❶

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے ہمارے پاس (مدینہ میں) حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ (جو نابینا تھے) آئے۔ وہ دونوں لوگوں کو قرآن پڑھایا کرتے تھے، پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ آئے، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ساتھ لئے ہوئے آئے پھر نبی اکرم ﷺ (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر) تشریف لائے۔ میں نے مدینہ والوں کو کسی بات سے اتنا خوش ہوتے نہیں دیکھا جتنا رسول اللہ ﷺ کے تشریف لانے سے وہ خوش ہوئے، لونڈیاں تک کہنے لگیں ”اللہ کے پیغمبر ﷺ تشریف لائے ہیں۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ ﷺ يَقُوْلُ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ بِالْهَاجِرَةِ فَأُتِيَ بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّأَ فَجَعَلَ النَّاسُ يَأْخُذُوْنَ مِنْ فَضْلِ وَضُوْئِهِ فَيَتَمَسَّحُوْنَ بِهِ. رواه البخاري ❷

---

❶ كتاب المناقب ، باب مقدم النبی و اصحابه المدينة

❷ كتاب الوضوء، باب استعمال فضل وضوء الناس

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں دوپہر کے وقت رسول اللہ ﷺ تشریف لائے آپ ﷺ کی خدمت میں وضوء کا پانی پیش کیا گیا جس سے آپ ﷺ نے وضو فرمایا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے وضوء سے بچا ہوا پانی لے کر اپنے بدن پر ملنے لگے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 55 ایک کم سن بچے کی آپ ﷺ سے محبت!

عَنْ عَبْدِ الْمَلِکِ بْنِ عُمَيْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : كَانَ غُلَامٌ بِالْمَدِيْنَةِ يُكْنٰى اَبَا مُصْعَبٍ رضی اللہ عنہ فَاَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَ بَيْنَ يَدَيْهِ سُنْبُلٌ فَفَرَكَ سُنْبُلَةً ثُمَّ نَفَخَهَا ثُمَّ دَفَعَهَا اِلَيْهِ فَاَكَلَهَا فَكَانَتِ الْاَنْصَارُ تُعَيِّرُ مَنْ يَاْكُلُ فُرَيْكَةَ السُّنْبُلِ فَلَمَّا دَفَعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَيْهِ لَمْ يَرُدَّهَا عَلَيْهِ قَالَ اَبُوْ مُصْعَبٍ رضی اللہ عنہ ثُمَّ قُمْتُ مِنْ عِنْدِهٖ غَيْرَ بَعِيْدٍ ثُمَّ رَجَعْتُ اِلَيْهِ فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! اُدْعُ اللّٰهَ لِيْ اَنْ يَجْعَلَنِيْ مَعَكَ فِي الْجَنَّةِ ، قَالَ ((مَنْ عَلَّمَكَ هٰذَا ؟)) قُلْتُ : لَا اَحَدٌ ، قَالَ ((أَفْعَلُ)) فَلَمَّا وَلَّيْتُ دَعَانِيْ ، قَالَ ((اَعِنِّيْ عَلٰى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ)) فَاَتَيْتُ اُمِّيْ فَسَاَلَتْنِيْ فَقُلْتُ : كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَاَتٰى بِسُنْبُلٍ فَفَرَكَ مِنْهُ سُنْبُلَةً بِيَدَيْهِ الْمُبَارَكَتَيْنِ ثُمَّ نَفَخَهُ بِرِيْقِهِ الْمُبَارِكِ ثُمَّ دَفَعَهَا اِلَيَّ فَكَرِهْتُ اَنْ اَرُدَّهُ ، فَقَالَتْ : اَحْسَنْتَ ثُمَّ اَتَيْتُهُ فَدَعَا لِيْ . رَوَاهُ الْبَزَّارُ [1]

حضرت عبدالملک بن عمیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مدینہ منورہ میں ایک لڑکا تھا جس کی کنیت ابومصعب تھی۔ وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ کے دست مبارک میں ایک خوشہ تھا۔ آپ ﷺ نے خوشہ ہاتھوں میں مل کر اس کا چھلکا اتارا، پھونک ماری اور اس کے دانے لڑکے کو دیئے۔ لڑکے نے لے کر کھا لئے۔ اگرچہ انصار مدینہ اسے اچھا نہ سمجھتے لیکن جب رسول اللہ ﷺ نے ابومصعب رضی اللہ عنہ کو دانے دیئے تو اس نے آپ ﷺ کو واپس نہ پلٹائے۔ ابومصعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس سے اٹھ کر ابھی تھوڑی دور ہی گیا تھا کہ پھر واپس پلٹا اور آپ ﷺ سے عرض کی ''یا رسول اللہ ﷺ! آپ میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ مجھے جنت میں آپ ﷺ کی رفاقت عطا فرمائے۔'' آپ ﷺ نے اس سے پوچھا ''تمہیں یہ بات کس نے سکھائی ہے؟'' ابومصعب نے عرض کیا ''کسی نے نہیں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا ''اچھا، میں دعا کروں گا۔'' جب میں واپس ہونے لگا تو آپ ﷺ نے مجھے بلایا اور ارشاد فرمایا ''کثرت

---

[1] مجمع الزوائد ، كتاب المناقب ، باب ماجاء في ابي مصعب رضی اللہ عنہ (665/9)

سجود سے میری مدد کرنا۔'' ...... جب میں اپنی ماں کے پاس واپس (گھر) آیا تو ماں نے دریافت کیا (اتنی دیر کہاں رہے؟) میں نے بتایا ''میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا، آپ ﷺ ایک خوشہ لائے اپنے دست مبارک سے اس کے دانے نکالے اور اپنی پھونک مبارک سے چھلکے اڑائے اور مجھے دیئے، میں نے واپس کرنا مناسب نہ سمجھا (اور لے لئے) ابو مصعب رضی اللہ عنہ کی ماں نے کہا ''تو نے بہت اچھا کیا۔'' ابو مصعب رضی اللہ عنہ نے کہا پھر میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ نے میرے لئے دعا فرمائی۔ اسے بزار نے روایت کیا ہے۔

***

اَلْحَقُّ الرَّابِعُ ...... اَلذَّبُّ عَنْهُ ﷺ

چوتھا حق ...... آپ ﷺ کا دفاع کرنا [1]

مسئلہ 56 غلبہ اسلام کی جدوجہد میں رسول اکرم ﷺ کی حمایت اور حفاظت کرنا تمام اہل ایمان پر واجب ہے۔

﴿ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ ﴾(157:7)

''جولوگ رسول پر ایمان لائے اس کی حمایت اور مدد کی اور اس نور (یعنی قرآن مجید) کی پیروی کی جو اس کے ساتھ نازل کیا گیا ہے وہی فلاح پانے والے ہیں۔'' (سورۃ الاعراف، آیت نمبر 157)

مسئلہ 57 رسول اکرم ﷺ کی عزت اور ناموس کا دفاع کرنا تمام اہل ایمان پر واجب ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اُهْجُوْا قُرَيْشًا فَاِنَّهٗ اَشَدُّ عَلَيْهَا مِنْ رَشْقٍ بِالنَّبْلِ)) فَاَرْسَلَ اِلَى ابْنِ رَوَاحَةَ ﷛ ، فَقَالَ ((اُهْجُهُمْ)) فَهَجَاهُمْ فَلَمْ يَرْضَ ، فَاَرْسَلَ اِلٰى كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ ﷛ ، ثُمَّ اَرْسَلَ اِلٰى حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ ﷛ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ ، قَالَ حَسَّانُ : قَدْ اٰنَ لَكُمْ اَنْ تُرْسِلُوْا اِلٰى هٰذَا الْاَسَدِ الضَّارِبِ بِذَنَبِهٖ ، ثُمَّ اَدْلَعَ لِسَانَهٗ فَجَعَلَ يُحَرِّكُهٗ فَقَالَ : وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَاَفْرِيَنَّهُمْ بِلِسَانِيْ فَرْيَ

---

[1] آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں غلبہ اسلام کی جدوجہد میں آپ ﷺ کی حفاظت کرنا نیز قولاً اور فعلاً ہر طرح سے آپ ﷺ کی حمایت کرنا، آپ ﷺ کی مدح میں نعت کہنا، کفار و مشرکین کی طرف سے آپ ﷺ پر لگائے گئے الزامات کا جواب دینا، آپ ﷺ کی توہین اور گستاخی کا بدلہ لینا، یہ ساری باتیں آپ ﷺ کے دفاع میں شامل ہیں۔ آپ ﷺ کی حیات طیبہ کے بعد آپ ﷺ کی ذات کی حفاظت کا معاملہ تو باقی نہیں رہا البتہ باقی سارے امور پر عمل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر اپنی استطاعت کے مطابق واجب ہے۔

اَلْاَدِیْمِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❶

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''قریش کی ہجو کرو کیونکہ انہیں ہجو، تیروں کی بوچھاڑ سے بھی زیادہ ناگوار ہے۔'' پہلے آپ ﷺ نے ایک آدمی حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور انہیں حکم دیا ''تم قریش کی ہجو کرو۔'' (حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ہجو کی) لیکن آپ ﷺ کو پسند نہ آئی، پھر آپ ﷺ نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آدمی بھیجا (ان کی ہجو بھی پسند نہ آئی تو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا)، حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی ''اب آپ ﷺ نے اس شیر کو بلا بھیجا ہے جو اپنی دم سے دشمنوں کو مارتا ہے اپنی زبان باہر نکالی اور اسے ہلا کر فرمایا ''اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں کافروں کو اپنی زبان سے اس طرح تہس نہس کروں گا جس طرح چمڑے کو (چھری سے) چیرا پھاڑا جاتا ہے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 58 آپ ﷺ کے فضائل بیان کرنا اور آپ ﷺ پر لگائے گئے الزامات اور اعتراضات کا نثر یا اشعار میں جواب دینا اہل ایمان پر واجب ہے۔

عَنِ الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ النَّبِیُّ ﷺ لِحَسَّانَ رضی اللہ عنہ ((اهْجُهُمْ اَوْ هَاجِهِمْ وَ جِبْرِیْلُ علیہ السلام مَعَکَ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ❷

حضرت براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے فرمایا ''مشرکوں کی ہجو کر یا فرمایا اس ہجو کا جواب دے (جو انہوں نے میرے بارے میں کی ہے) اور جبرائیل علیہ السلام تیرے ساتھ ہیں۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَجِبْ عَنِّیْ اَللّٰهُمَّ اَیِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❸

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''(اے حسان!) میری طرف سے مشرکوں کو جواب دے، یا اللہ! حسان کی روح القدس (حضرت جبرائیل علیہ السلام) کے ساتھ مدد فرما۔'' اسے مسلم

❶ کتاب الفضائل ، باب فضائل حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

❷ کتاب بدء الخلق ، باب ذکر الملائکة

❸ کتاب الفضائل ، باب فضائل حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 59 رسول اکرم ﷺ کی توہین اور گستاخی کا بدلہ لینا اہل ایمان پر واجب ہے۔

وضاحت : حدیث مسئلہ نمبر 163 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ 60 بیعت عقبہ ثانیہ کے موقع پر حضرت براء بن معرور رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی ہر قیمت پر حفاظت کرنے کا وعدہ فرمایا۔

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ ..... فَاجْتَمَعْنَا بِالشِّعْبِ نَنْتَظِرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى جَاءَ نَا وَ مَعَهُ يَوْمَئِذٍ عَمُّهُ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ رضی اللہ عنہ وَ هُوَ يَوْمَئِذٍ عَلٰى دِيْنِ قَوْمِهِ فَقَالَ إِنَّ مُحَمَّداً مِنَّا حَيْثُ قَدْ عَلِمْتُمْ وَ قَدْ مَنَعْنَاهُ مِنْ قَوْمِنَا مِمَّنْ هُوَ عَلٰى مِثْلِ رَأْيِنَا فِيْهِ وَ هُوَ فِيْ عِزٍّ مِنْ قَوْمِهِ وَ مَنَعَةٍ فِيْ بَلَدِهِ، قَالَ فَقُلْنَا قَدْ سَمِعْنَا مَا قُلْتَ فَتَكَلَّمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَخُذْ لِنَفْسِكَ وَ لِرَبِّكَ مَا أَحْبَبْتَ قَالَ فَتَكَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَتَلَا وَ دَعَا إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ رَغَّبَ فِي الْإِسْلَامِ قَالَ أُبَايِعُكُمْ عَلٰى أَنْ تَمْنَعُوْنِيْ مِمَّا تَمْنَعُوْنَ مِنْهُ نِسَاءَ كُمْ وَ أَبْنَاءَ كُمْ قَالَ فَأَخَذَ الْبَرَاءُ بْنُ مَعْرُوْرٍ رضی اللہ عنہ بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ نَعَمْ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَنَمْنَعَنَّكَ مِمَّا نَمْنَعُ مِنْهُ أُزُرَنَا فَبَايِعْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَنَحْنُ أَهْلُ الْحُرُوْبِ وَ أَهْلُ الْحَلْقَةِ وَرِثْنَاهَا كَابِراً عَنْ كَابِرٍ. رواه أحمد[1] (حسن)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (بیعت عقبہ ثانی کے موقعہ پر) ہم سب گھاٹی میں اکٹھے ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کا انتظار کرنے لگے پھر آپ تشریف لے آئے اس وقت آپ کے ساتھ آپ کے چچا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بھی تھے وہ ابھی تک اپنے آبائی دین پر قائم تھے انہوں نے لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا تمہیں معلوم ہے کہ محمد ﷺ کا ہمارے درمیان کیا مقام اور مرتبہ ہے اور ہم نے انہیں ان لوگوں سے اب تک محفوظ رکھا ہے جو (دینی نقطہ نظر سے) ہمارے جیسی رائے رکھتے ہیں لہٰذا وہ اپنی قوم میں عزت کے ساتھ اور اپنے شہر میں حفاظت کے ساتھ رہ رہے ہیں لوگوں نے عرض کیا عباس! آپ نے جو کچھ کہا ہم نے

[1] 89/25، رقم الحديث 15798، تحقيق شعيب الارنؤوط، مطبوعة مؤسسة الرسالة بيروت

سن لیا یا رسول اللہ ﷺ! اب آپ ارشاد فرمائیں۔ اپنے لئے اور اپنے رب کے لئے جو ہم سے عہد و پیمان لینا چاہتے ہیں وہ لیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے پہلے قرآن مجید کی تلاوت فرمائی، اللہ عز وجل کی طرف دعوت دی اور اسلام کی رغبت دلائی اور ''فرمایا میں تم سے اس بات پر بیعت لیتا ہوں کہ تم ہر اس چیز سے میری حفاظت کرو گے جس سے اپنی عورتوں اور بچوں کی حفاظت کرتے ہو'' اس پر براء بن معرور رضی اللہ عنہ نے آپ کا دست مبارک پکڑا اور عرض کی ''ہاں، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے ہم یقیناً اس چیز سے آپ کی حفاظت کریں گے جس سے ہم اپنی جانوں کی حفاظت کرتے ہیں لہٰذا اے اللہ کے رسول ﷺ آپ ہم سے بیعت لیں ہم جنگ کے بیٹے ہیں اور ہتھیاروں سے خوب واقف ہیں یہ وراثت ہمیں باپ دادا سے ملی ہے۔'' اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 61 انصار مدینہ نے آپ ﷺ کو مدینہ میں پناہ دے کر آپ ﷺ کی حفاظت اور حمایت کا حق ادا کیا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ ، قَالَ ((لَوْ اَنَّ الْاَنْصَارَ سَلَکُوْا وَادِیًا اَوْ شِعْبًا لَسَلَکْتُ فِیْ وَادِی الْاَنْصَارِ وَ لَوْ لاَ الْهِجْرَةُ لَکُنْتُ امْرَأً مِنَ الْاَنْصَارِ)) فَقَالَ اَبُوْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ : مَا ظَلَمَ بِاَبِیْ وَ اُمِّیْ آوَوْهُ وَ نَصَرُوْهُ. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اگر انصار کسی وادی یا گھاٹی میں چلیں تو میں بھی اس میں چلوں گا اگر میں نے ہجرت نہ کی ہوتی (جس وجہ سے مہاجر کہلاتا ہوں) تو میں انصار میں سے ایک فرد ہوتا (یعنی انصاری کہلانا پسند کرتا) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ''میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان! آپ ﷺ نے ایسا بے جا نہیں فرمایا کیونکہ انصار نے آپ ﷺ کو مدینہ میں پناہ دی اور آپ ﷺ کی مدد فرمائی۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 62 حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے رات بھر پہرہ دے کر آپ ﷺ کی حفاظت فرمائی۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : اَرِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ لَیْلَةٍ ، فَقَالَ ((لَیْتَ رَجُلاً صَالِحًا مِنْ اَصْحَابِیْ یَحْرُسُنِی اللَّیْلَةَ)) قَالَتْ : وَ سَمِعْنَا صَوْتَ السِّلاَحِ ، فَقَالَ

[1] کتاب المناقب ، باب قول النبی ﷺ ((لو لا الهجرة لکنت امرأ من الانصار))

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ هٰذَا ؟)) قَالَ : سَعْدُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! جِئْتُ اَحْرُسُكَ ، قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا : فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى سَمِعْتُ غَطِيْطَهُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ایک رات رسول اللہ ﷺ کی آنکھ کھل گئی اور نیند اچاٹ ہوگئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''کاش! میرے اصحاب میں سے کوئی نیک بخت آج کی رات میری حفاظت کرتا۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ''اتنے میں ہمیں ہتھیاروں کی آواز سنائی دی۔'' رسول اللہ ﷺ نے پوچھا ''کون ہے؟'' آواز آئی ''سعد بن ابی وقاص ہوں یارسول اللہ ﷺ! میں آپ ﷺ کی خدمت میں پہرہ دینے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں پھر رسول اللہ ﷺ آرام سے سو گئے یہاں تک کہ میں نے آپ ﷺ کے خراٹوں کی آواز سنی۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 63 جنگ بدر کے موقع پر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا آپ ﷺ کی حفاظت کے لئے عہد!

عَنْ اَنَسٍ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ شَاوَرَ حِيْنَ بَلَغَهُ اِقْبَالُ اَبِيْ سُفْيَانَ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ ﷺ فَقَالَ: هٰذِهِ اَمْوَالُنَا بَيْنَ يَدَيْكَ فَاحْكُمْ فِيْهَا بِمَا شِئْتَ وَ هٰذِهِ نُفُوْسُنَا بَيْنَ يَدَيْكَ وَ لَوْ اِسْتَعْرَضْتَ بِنَا الْبَحْرَ لَخُضْنَاهُ نُقَاتِلُ بَيْنَ يَدَيْكَ وَ مِنْ خَلْفِكَ وَ عَنْ يَمِيْنِكَ وَ عَنْ شِمَالِكَ . اَوْرَدَهُ ابْنُ هِشَامٍ [2]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوسفیان کے لشکر کی اطلاع ملنے پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوگئے اور فرمایا ''ہمارے اموال آپ کے سامنے ہیں ان کے بارے میں جو چاہیں فیصلہ فرمائیں (یعنی کتنے لینے ہیں کتنے چھوڑنے ہیں) اور یہ ہمارے لوگ بھی آپ ﷺ کے سامنے حاضر ہیں اگر آپ ہمیں ساتھ لے کر سمندر میں کودنا چاہیں گے تو ہم آپ کے ساتھ کود جائیں گے، آپ کے آگے، پیچھے، دائیں اور بائیں ہر طرف سے لڑیں گے۔'' اسے ابن ہشام نے بیان کیا ہے۔

---

1. کتاب الفضائل ، باب فی فضل سعد بن ابی وقاص ﷺ
2. 188/2 (بحوالہ کتاب، حقوق النبی ﷺ بین الاجلال والاخلاص ، ص 71)

مسئلہ 64 جنگ بدر میں آپ ﷺ کی حفاظت کے لئے حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کا دائیں بائیں آگے اور پیچھے ہر طرف سے لڑنے کا عہد۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ شَهِدْتُ مِنَ الْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ رضی اللہ عنہ مَشْهَدًا لَاَنْ اَكُوْنَ صَاحِبَهٗ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا عُدِلَ بِهٖ اَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَدْعُوْ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ لَا نَقُوْلُ كَمَا قَالَ قَوْمُ مُوْسٰى اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا وَلٰكِنَّا نُقَاتِلُ عَنْ يَمِيْنِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ وَبَيْنَ يَدَيْكَ وَخَلْفَكَ فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ اَشْرَقَ وَجْهُهٗ وَسَرَّهٗ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [1]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کا ایک ایسا کارنامہ دیکھا ہے جسے حاصل کرنا میرے لئے دنیا کی ہر چیز سے زیادہ محبوب ہے وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوئے جب آپ ﷺ مشرکوں کے لئے بددعا فرما رہے تھے۔حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''ہم موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرح آپ سے یہ نہیں کہیں گے کہ تو اور تیرا رب جائیں اور لڑیں ہم تو آپ ﷺ کے دائیں بائیں آگے اور پیچھے ہر طرف سے لڑیں گے۔'' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ''میں نے ان الفاظ کے بعد دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک خوشی سے چمک اٹھا اور آپ ﷺ مسرور ہو گئے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 65 غزوہ احد میں حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی خوب نصرت فرمائی۔

عَنِ الزُّبَيْرِ رضی اللہ عنہ قَالَ : كَانَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ اُحُدٍ دِرْعَانِ فَنَهَضَ اِلٰى صَخْرَةٍ فَلَمْ يَسْتَطِعْ ، فَاَقْعَدَ تَحْتَهٗ طَلْحَةَ رضی اللہ عنہ فَصَعِدَ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى اسْتَوٰى عَلَى الصَّخْرَةِ ، فَقَالَ : فَسَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ ((اَوْجَبَ طَلْحَةُ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [2] (حسن)

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں غزوہ احد کے روز رسول اللہ ﷺ دو زرہیں پہنے ہوئے تھے۔آپ ﷺ نے (پناہ حاصل کرنے کے لئے) ایک چٹان پر چڑھنے کی کوشش کی لیکن نہ چڑھ سکے۔آپ ﷺ نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو نیچے بٹھایا اور ان پر سوار ہو گئے (حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو اوپر اٹھایا) حتی کہ

---

[1] کتاب المغازی، باب قول اللہ تعالی اذ تستغیثون ربکم

[2] ابواب المناقب، باب مناقب طلحۃ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ

آپ ﷺ چٹان کے اوپر چڑھ گئے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا "طلحہ کے لئے جنت واجب ہوگئی۔" اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 66 غزوہ اُحد میں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا اس طرح دفاع کیا جس طرح دفاع کرنے کا حق تھا۔

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ اُحُدٍ انْهَزَمَ نَاسٌ مِنَ النَّاسِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَ اَبُوْ طَلْحَةَ رضی اللہ عنہ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ ﷺ مُجَوِّبٌ عَلَيْهِ بِحَجَفَةٍ ، قَالَ : وَ كَانَ اَبُوْ طَلْحَةَ رَجُلاً رَامِيًا شَدِيْدَ النَّزْعِ ، وَ كَسَرَ يَوْمَئِذٍ قَوْسَيْنِ اَوْ ثَلاَثًا ، قَالَ : فَكَانَ الرَّجُلُ يَمُرُّ مَعَهُ الْجَعْبَةُ مِنَ النَّبْلِ ، فَيَقُوْلُ ((انْثُرْهَا لِاَبِيْ طَلْحَةَ رضی اللہ عنہ)) قَالَ : وَ يُشْرِفُ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ يَنْظُرُ اِلَى الْقَوْمِ ، فَيَقُوْلُ اَبُوْ طَلْحَةَ رضی اللہ عنہ ! يَا نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ ! بِاَبِيْ اَنْتَ وَ اُمِّيْ لاَ تُشْرِفْ لاَ يُصِبْكَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ الْقَوْمِ ، نَحْرِيْ دُوْنَ نَحْرِكَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1]

حضرت انس (بن مالک) رضی اللہ عنہ کہتے ہیں احد کے روز شکست کھانے کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ سے الگ ہو گئے۔ صرف ابوطلحہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس رہ گئے۔ وہ اپنی ڈھال آپ ﷺ کے اوپر کئے ہوئے تھے۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ زبردست تیرانداز تھے اس روز ان کے ہاتھوں دو یا تین کمانیں ٹوٹیں۔ جب کوئی صحابی تیروں کا ترکش لے کر نکلتا تو رسول اللہ ﷺ اس سے فرماتے "یہ تیر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے لئے رکھ دو۔" رسول اکرم ﷺ جب اپنا سر مبارک اونچا کر کے کافروں کی طرف دیکھتے تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے "اے اللہ کے نبی ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ سر مبارک اونچا نہ کریں کہیں کسی کافر کا تیر آپ کو نہ لگے۔ میرا سینہ آپ کے سینہ کے آگے ہے۔" اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 67 غزوہ اُحد میں سات مدنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے آپ ﷺ کا دفاع فرمایا۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اُفْرِدَ يَوْمَ اُحُدٍ فِيْ سَبْعَةٍ مِنَ الْاَنْصَارِ وَ رَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ ، فَلَمَّا رَهِقُوْهُ قَالَ ((مَنْ يَرُدُّهُمْ عَنَّا وَلَهُ الْجَنَّةُ ، اَوْ هُوَ رَفِيْقِيْ فِي الْجَنَّةِ؟)) فَتَقَدَّمَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ ، فَقَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ ، ثُمَّ رَهِقُوْهُ اَيْضًا ، فَقَالَ ((مَنْ يَرُدُّهُمْ

[1] كتاب الجهاد ، باب قول الله تعالى و هو الذى كف ايديهم عنكم

عَنَّا وَ لَهُ الْجَنَّةُ ، أَوْ هُوَ رَفِيقِي فِي الْجَنَّةِ)) فَتَقَدَّمَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ ، فَقَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ ، فَلَمْ يَزَلْ كَذٰلِكَ حَتّٰى قُتِلَ السَّبْعَةُ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِصَاحِبَيْهِ ((مَا أَنْصَفْنَا أَصْحَابَنَا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ اُحد کے دوران ایک موقع پر رسول اکرم ﷺ صرف سات انصاری اور دو قریشی صحابہ کے ساتھ سارے لشکر سے الگ ہوگئے تو کافروں نے (قتل کرنے کے لئے) آپ ﷺ پر زبردست چڑھائی کردی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "کون ان کافروں کو ہم سے دور کرتا ہے اس کے لئے جنت ہے یا آپ ﷺ نے فرمایا وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا؟" انصار میں سے ایک آدمی آگے بڑھا، آپ ﷺ کا دفاع کیا حتی کہ شہید ہوگیا۔ کفار نے آپ ﷺ پر دوبارہ چڑھائی کی۔ آپ ﷺ نے پھر وہی بات دہرائی "کون ہے جو انہیں ہم سے دور کرے اس کے لئے جنت ہے؟ یا فرمایا جنت میں وہ میرا رفیق ہوگا۔" ایک اور انصاری آگے بڑھا، مقابلہ کیا اور مارا گیا۔ اسی طرح ہوتا رہا حتی کہ ساتوں انصاری باری باری شہید ہوگئے۔ رسول اکرم ﷺ نے (اپنے قریشی) ساتھیوں سے فرمایا "ہم نے اپنے انصاری ساتھیوں سے انصاف نہیں کیا۔" اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : "ہم نے اپنے ساتھیوں سے انصاف نہیں کیا۔" سے مراد یہ ہے کہ قریشی جوانوں کو بھی آگے بڑھنا چاہئے تھا اس سے یہ بھی مراد ہوسکتا ہے کہ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی جان بچانے کی فکر میں تتر بتر ہوگئے ...... انہوں نے میری حفاظت کرنے والے صحابہ کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ واللہ اعلم بالصواب!

مسئلہ 68 غزوہ احد میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا دفاع کرنے کا حق ادا فرمادیا۔

عَنْ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَمَعَ لَهُ اَبَوَيْهِ يَوْمَ اُحُدٍ ، قَالَ : كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَدْ اَحْرَقَ الْمُسْلِمِيْنَ ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ ((اِرْمِ فِدَاكَ اَبِيْ وَ اُمِّيْ)) قَالَ : فَنَزَعْتُ لَهُ بِسَهْمٍ لَيْسَ فِيْهِ نَصْلٌ ، فَاَصَبْتُ جَنْبَهُ فَسَقَطَ فَانْكَشَفَتْ عَوْرَتُهُ ، فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى نَظَرْتُ اِلٰى نَوَاجِذِهٖ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ [2]

حضرت سعد (بن ابی وقاص) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ احد کے روز رسول اللہ ﷺ نے میرے

---

[1] كتاب الجهاد ، باب غزوة احد

[2] كتاب الفضائل ، باب فى فضل سعد بن ابى وقاص رضی اللہ عنہ

لئے اپنے ماں باپ کو جمع کیا (یعنی یوں فرمایا میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں) مشرکوں میں سے ایک شخص نے مسلمانوں کو خوب قتل کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”سعد! میرے ماں باپ تجھ پر قربان، خوب تیر مار۔“ میں نے ایک تیر نکالا جس کے آگے نوک نہیں تھی اور اسے پھینکا تو وہ اس مشرک کی پسلی میں لگا اور مشرک گر پڑا جس سے اس کی شرمگاہ کھل گئی۔ رسول اللہ ﷺ دیکھ کر ہنسے یہاں تک کہ میں نے آپ ﷺ کی داڑھیں دیکھیں۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 69 غزوہ احد میں ایک شیر دل خاتون حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے بھی آپ ﷺ کی جان بچانے کے لئے تلوار چلائی۔

عَنْ اُمِّ سَعْدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ كَانَتْ تَقُولُ دَخَلْتُ عَلٰى اُمِّ عُمَّارَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقُلْتُ لَهَا يَا خَالَةُ اَخْبِرِيْنِيْ خَبَرَكِ ، فَقَالَتْ خَرَجْتُ اَوَّلَ النَّهَارِ وَاَنَا اَنْظُرُ مَا يَصْنَعُ النَّاسُ وَمَعِيَ سِقَاءٌ فِيْهِ مَاءٌ فَانْتَهَيْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِيْ اَصْحَابِهٖ وَالدَّوْلَةُ وَالرِّيْحُ لِلْمُسْلِمِيْنَ فَلَمَّا انْهَزَمَ الْمُسْلِمُوْنَ انْحَزْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُمْتُ اُبَاشِرُ الْقِتَالَ وَاَذُبُّ عَنْهُ بِالسَّيْفِ وَاَرْمِيْ عَنِ الْقَوْسِ حَتّٰى خَلَصَتِ الْجِرَاحُ اِلَيَّ قَالَتْ فَرَاَيْتُ عَلٰى عَاتِقِهَا جُرْحًا اَجْوَفَ لَهٗ غَوْرٌ فَقُلْتُ مَنْ اَصَابَكِ بِهٰذَا قَالَتْ ابْنُ قُمْئَةَ اَقْمَاهُ اللّٰهُ ! لَمَّا وَلَّى النَّاسُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَقْبَلَ يَقُوْلُ دُلُّوْنِيْ عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ فَلَا نَجَوْتُ اِنْ نَجَا فَاعْتَرَضْتُ لَهٗ اَنَا وَمُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ رضی اللہ عنہ وَاُنَاسٌ مِمَّنْ ثَبَتَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَضَرَبَنِيْ هٰذِهِ الضَّرْبَةَ وَلٰكِنْ فَلَقَدْ ضَرَبْتُهٗ عَلٰى ذٰلِكَ ضَرَبَاتٍ وَلٰكِنْ عَدُوُّ اللّٰهِ كَانَ عَلَيْهِ دِرْعَانِ. اَوْرَدَهُ ابْنُ هِشَامٍ[1]

حضرت ام سعد بن سعد بن ربیع رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں ام عمارہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئی اور عرض کی ”خالہ جان! مجھے غزوہ احد میں اپنی خدمات کے بارے میں کچھ بتائیں۔“ حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ”میں دن کے پہلے حصے میں نکلی اور مجاہدین نے جو معرکہ سرانجام دیا اسے دیکھا میرے پاس پانی کا مشکیزہ تھا (جس سے میں مجاہدین کو پانی پلاتی تھی) جب میرا گزر رسول اللہ ﷺ پر ہوا تو آپ ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حفاظت میں تھے اور اس وقت جنگ کی صورت حال مسلمانوں کے حق میں تھی۔ لیکن جب مسلمان منتشر ہوئے تو میں رسول اللہ ﷺ کے قریب پہنچ گئی اور آپ ﷺ کے سامنے سینہ سپر ہو کر

---

[1] 54/3 مطبوعة دار الكتب العزى ، بيروت

لڑنے لگی اور تلوار سے آپ ﷺ کا دفاع کیا۔ آپ ﷺ کے دفاع کے لئے کمان سے تیر پھینکے حتی کہ اسی تگ ودو میں خود بھی زخمی ہوئی۔ حضرت ام سعد رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے ام عمارہ رضی اللہ عنہا کے کندھے پر ایک گہرا زخم دیکھا تو پوچھا ''آپ رضی اللہ عنہا کو یہ زخم کس نے لگایا ہے؟'' انہوں نے فرمایا ''ابن قمۂ نے، اللہ اسے ذلیل کرے۔'' ہوا یوں کہ جب لوگ رسول اللہ ﷺ سے دور چلے گئے تو ابن قمۂ یہ کہتے ہوئے آگے بڑھا ''مجھے بتاؤ محمد کہاں ہے؟ میں خود مروں گا یا اُسے ماروں گا۔'' یہ سن کر میں اور مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور کچھ دوسرے لوگ جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ثابت قدم رہے وہ بھی آگے بڑھے، اس وقت مجھ پر ابن قمۂ نے وار کیا میں نے اس کے جواب میں اس پر کئی وار کئے لیکن اللہ کا دشمن اس روز دو زرہیں پہنے ہوئے تھا (اس لئے بچ نکلا)۔'' ابن ہشام نے اسے بیان کیا ہے۔

مسئلہ 70 غزوہ اُحد میں حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے اپنی پشت پر سارے تیر روک کر نبی اکرم ﷺ کا دفاع کیا۔

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ وَتَرَسَّ دُوْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَبُوْ دُجَانَةَ بِنَفْسِهٖ يَقَعُ النَّبْلُ فِيْ ظَهْرِهٖ وَهُوَ مُنْحَنٍ عَلَيْهِ حَتّٰى كَثُرَ فِيْهِ النَّبْلُ . اَوْرَدَهُ ابْنُ هَشَّامٍ[1]

ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ڈٹ کر کھڑے ہوگئے تیر آپ رضی اللہ عنہ کی پشت پر اس حال میں برستے رہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے اوپر جھکے ہوئے تھے اسی حالت میں بہت سے تیر (ان کی پشت پر) آ کر لگے۔ ابن ہشام نے اسے بیان کیا ہے۔

مسئلہ 71 جنگ احزاب میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی نصرت فرمائی۔

عَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : لَقَدْ رَاَيْتُنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةَ الْاَحْزَابِ وَ اَخَذَتْنَا رِيْحٌ شَدِيْدَةٌ وَ قُرٌّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلَا رَجُلٌ يَاْتِيْنِيْ بِخَبَرِ الْقَوْمِ جَعَلَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مَعِيَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ)) فَسَكَتْنَا فَلَمْ يُجِبْهُ مِنَّا اَحَدٌ، ثُمَّ قَالَ ((اَلَا رَجُلٌ يَاْتِيْنَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ جَعَلَهُ اللّٰهُ مَعِيَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ)) فَسَكَتْنَا فَلَمْ يُجِبْهُ مِنَّا اَحَدٌ ، ثُمَّ قَالَ : ((اَلَا رَجُلٌ يَاْتِيْنَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ جَعَلَهُ اللّٰهُ مَعِيَ

[1] 54/3 مطبوعة دار الكتب العزى ، بيروت

يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) فَسَكَتْنَا فَلَمْ يُجِبْهُ مِنَّا اَحَدٌ ، فَقَالَ ((قُمْ يَا حُذَيْفَةُ ! فَأْتِنَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ فَلَمْ اَجِدْ بُدًّا اِذْ دَعَانِيْ بِاسْمِيْ اَنْ اَقُوْمَ)) قَالَ ((اذْهَبْ فَأْتِنِيْ بِخَبَرِ الْقَوْمِ وَ لاَ تَذْعَرْهُمْ عَلَيَّ)) فَلَمَّا وَلَّيْتُ مِنْ عِنْدِهِ جَعَلْتُ كَاَنَّمَا اَمْشِيْ فِيْ حَمَّامٍ حَتّٰى اَتَيْتُهُمْ فَرَأَيْتُ اَبَا سُفْيَانَ يَصْلِيْ ظَهْرَهُ بِالنَّارِ فَوَضَعْتُ سَهْمًا فِيْ كَبِدِ الْقَوْسِ فَاَرَدْتُ اَنْ اَرْمِيَهُ فَذَكَرْتُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ((لاَ تَذْعَرْهُمْ عَلَيَّ)) وَ لَوْ رَمَيْتُهُ لَاَصَبْتُهُ فَرَجَعْتُ وَ اَنَا اَمْشِيْ فِيْ مِثْلِ الْحَمَّامِ فَلَمَّا اَتَيْتُهُ فَاَخْبَرْتُهُ بِخَبَرِ الْقَوْمِ وَ فَرَغْتُ قُرِرْتُ فَاَلْبَسَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ فَضْلِ عَبَاءَةٍ كَانَتْ عَلَيْهِ يُصَلِّيْ فِيْهَا فَلَمْ اَزَلْ نَائِمًا حَتّٰى اَصْبَحْتُ فَلَمَّا اَصْبَحْتُ قَالَ ((قُمْ يَا نَوْمَانُ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1]

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جنگ احزاب میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ ایک رات ہوا بہت تیز چل رہی تھی اور سردی بھی خوب تھی۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا ''کوئی شخص ہے جو جا کر کافروں کی خبر لائے ، اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن میرے ساتھ رکھے گا۔'' یہ سن کر ہم لوگ خاموش ہو رہے اور کسی نے جواب نہ دیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا ''کوئی شخص ہے جو کافروں کی خبر میرے پاس لائے اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن میرے ساتھ رکھے گا۔'' کسی نے جواب نہ دیا سب خاموش رہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا ''کوئی شخص ہے جو کافروں کی خبر میرے پاس لائے اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن میرے ساتھ رکھے گا۔'' کسی نے جواب نہ دیا۔ آخر آپ ﷺ نے فرمایا ''حذیفہ (رضی اللہ عنہ) ! تم اٹھو اور جا کر کفار کی خبر لاؤ۔ جب آپ ﷺ نے میرا نام لے کر حکم دیا تو میرے لئے اٹھے بغیر کوئی چارہ نہ تھا۔ آپ ﷺ نے مجھے روانہ کرتے ہوئے یہ ہدایت فرمائی کہ کفار کی خبر لاؤ ، لیکن انہیں اشتعال دلانے والی کوئی حرکت نہ کرنا۔ جب میں روانہ ہوا تو مجھے ایسا معلوم ہوا جیسے میں گرم حمام میں چلا جا رہا ہوں (یعنی رسول اللہ ﷺ کی دعا سے سردی ختم ہوگئی) جب میں کافروں کے لشکر کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ ابوسفیان اپنی کمر آگ سے سینک رہا ہے۔ میں نے اسے تیر مارنے کے لئے کمان پر چڑھایا تو مجھے رسول اللہ ﷺ کی ہدایت یاد آ گئی کہ ایسا کوئی کام نہ کرنا جس سے کفار مشتعل ہو جائیں حالانکہ اگر میں تیر مارتا تو یقیناً ابوسفیان کو لگتا (اور وہ مر جاتا) میں کفار کی خبر لے کر واپس پلٹا تب بھی مجھے ایسا معلوم ہوا جیسا کہ میں گرم حمام میں چل رہا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس پہنچ کر میں نے آپ ﷺ کو ساری صورت حال سے آگاہ

[1] كتاب الجهاد و السير، باب غزوة الأحزاب

کیا۔اس وقت مجھے پھر سردی محسوس ہونے لگی۔رسول اکرم ﷺ نے مجھے اپنا ایک زائد کمبل عنایت فرمادیا جسے اوڑھ کر آپ ﷺ نماز پڑھا کرتے تھے۔میں اسی کمبل کو اوڑھ کر سویا تو (اتنی گہری نیند آئی کہ) صبح تک سویا رہا۔جب صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا ''اٹھو نومان'' (یعنی بہت زیادہ سونے والے) اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 72 غزوہ بنوقریظہ کے موقع پر حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی نصرت فرمائی۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : كُنْتُ يَوْمَ الْاَحْزَابِ جُعِلْتُ اَنَا وَ عُمَرُ بْنُ اَبِيْ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِي النِّسَاءِ ، فَنَظَرْتُ فَاِذَا اَنَا بِالزُّبَيْرِ عَلٰى فَرَسِهٖ يَخْتَلِفُ اِلٰى بَنِيْ قُرَيْظَةَ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلاَثًا ، فَلَمَّا رَجَعْتُ ، قُلْتُ : يَا اَبَتِ رَأَيْتُكَ تَخْتَلِفُ ؟ قَالَ : أَوَ هَلْ رَأَيْتَنِيْ يَا بُنَيَّ ؟ قُلْتُ : نَعَمْ ، قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ يَأْتِ بَنِيْ قُرَيْظَةَ فَيَأْتِيْنِيْ بِخَبَرِهِمْ ؟)) فَانْطَلَقْتُ ، فَلَمَّا رَجَعْتُ جَمَعَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَبَوَيْهِ ، فَقَالَ ((فِدَاكَ اَبِيْ وَ اُمِّيْ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ[1]

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جنگ احزاب کے دن مجھے اور عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ کو (کمسن ہونے کی وجہ سے) عورتوں میں چھوڑ دیا گیا۔اس روز میں نے (اپنے والد) حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ گھوڑے پر سوار ہیں اورانہوں نے دوتین بار بنوقریظہ کے محلّہ کے چکر لگائے (غزوہ بنو قریظہ کے اختتام پر) میں نے واپس آنے کے بعد (اپنے والد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے) پوچھا ''میں نے آپ کو بار بار اِدھر اُدھر آتے جاتے دیکھا ہے؟'' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا ''کیا تو نے واقعی مجھے دیکھا تھا؟'' میں نے عرض کیا ''ہاں!'' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا ''اصل بات یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''بنوقریظہ کی خبر مجھے کون لاکر دے گا؟'' میں گیا اور جب خبر لے کر واپس آیا تو رسول اللہ ﷺ نے (خوش ہوکر) اپنے ماں باپ کو اکٹھا کر کے فرمایا ''میرے ماں باپ تم پر قربان۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 73 حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے واقعہ افک میں آپ ﷺ کی نصرت فرمائی۔

---

[1] کتاب المناقب ، باب مناقب زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ ((يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ ! مَنْ يَعْذِرُنِيْ مِنْ رَجُلٍ قَدْ بَلَغَنِيْ اَذَاهُ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ ؟ فَوَاللّٰهِ ! مَا عَلِمْتُ عَلٰى اَهْلِيْ اِلَّا خَيْرًا وَ لَقَدْ ذَكَرُوْا رَجُلاً مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ اِلَّا خَيْرًا وَ مَا كَانَ يَدْخُلُ عَلٰى اَهْلِيْ اِلَّا مَعِيْ)) فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ الْاَنْصَارِيُّ ﷺ فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! اَنَا اَعْذِرُكَ مِنْهُ اِنْ كَانَ مِنَ الْاَوْسِ ضَرَبْتُ عُنُقَهٗ وَ اِنْ كَانَ مِنْ اِخْوَانِنَا مِنَ الْخَزْرَجِ اَمَرْتَنَا فَفَعَلْنَا اَمْرَكَ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں (واقعہ افک کے بعد ایک روز) رسول اللہ ﷺ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا "اے مسلمانو! تم میں سے کون ہے جو مجھے اس شخص سے بچائے جس نے مجھے میری بیوی کے معاملے میں اذیت پہنچائی ہے؟ اللہ کی قسم! میں تو اپنی بیوی کے بارے میں خیر ہی خیر جانتا ہوں اور جس شخص کے بارے میں تہمت لگائی گئی ہے اس کے بارے میں بھی میں خیر ہی جانتا ہوں اور وہ میرے گھر میں کبھی اکیلا نہیں آیا میرے ساتھ ہی آیا ہے۔" (یہ سن کر) حضرت سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے "یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ کو اس شخص سے بچاتا ہوں اگر وہ قبیلہ اوس کا فرد ہے تو میں اسے قتل کروں گا اور اگر وہ شخص ہمارے برادر قبیلہ خزرج سے ہے تو پھر آپ ہمیں جو حکم کریں گے ہم بجالائیں گے۔" اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 74 غزوہ حنین میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کا دفاع فرمایا۔

عَنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : فَلَمَّا الْتَقَى الْمُسْلِمُوْنَ وَالْكُفَّارُ وَلَّى الْمُسْلِمُوْنَ مُدْبِرِيْنَ فَطَفِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَرْكُضُ بَغْلَتَهٗ قِبَلَ الْكُفَّارِ ، قَالَ عَبَّاسٌ ﷺ : وَ اَنَا اٰخِذٌ بِلِجَامِ بَغْلَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَكُفُّهَا اِرَادَةَ اَنْ لَا تُسْرِعَ وَ اَبُوْ سُفْيَانَ اٰخِذٌ بِرِكَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَيْ عَبَّاسُ ! نَادِ اَصْحَابَ السَّمُرَةِ)) فَقَالَ عَبَّاسٌ ﷺ : وَ كَانَ رَجُلاً صَيِّتًا ، فَقُلْتُ بِاَعْلٰى صَوْتِيْ : اَيْنَ اَصْحَابُ السَّمُرَةِ ؟ قَالَ : فَوَاللّٰهِ لَكَاَنَّ عَطْفَتَهُمْ حِيْنَ سَمِعُوْا صَوْتِيْ عَطْفَةُ الْبَقَرِ عَلٰى اَوْلَادِهَا ، فَقَالُوْا : يَا لَبَّيْكَ ، يَا لَبَّيْكَ ! قَالَ ((فَاقْتَتِلُوا الْكُفَّارَ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ [2]

---

[1] كتاب التفسير ، تفسير سورة النور ، باب لو لا اذا سمعتموه ظن المؤمنون والمؤمنات بانفسهم خيرا

[2] كتاب الجهاد والسير ، باب غزوة حنين

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں "جب (غزوہ حنین میں) مسلمانوں اور کافروں کا آمنا سامنا ہوا تو مسلمان پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے حالانکہ رسول اللہ ﷺ اپنے خچر کو ایڑی مارتے ہوئے کافروں کی طرف جا رہے تھے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں "میں آپ ﷺ کے خچر کی لگام تھامے اسے تیز چلنے سے روک رہا تھا اور ابوسفیان (بن حارث) آپ ﷺ کی رکاب تھامے ہوئے تھے۔ آخر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اے عباس! اصحاب سمرہ کو پکارو۔" حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی آواز بہت بلند تھی۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے بلند آواز سے پکارا "اصحاب سمرہ کہاں ہیں؟" اللہ کی قسم! اصحابِ سمرہ یہ سنتے ہی ایسے لوٹے جیسے گائے اپنے بچوں کے پاس چلی آتی ہے اور کہنے لگے "ہم حاضر ہیں، ہم حاضر ہیں۔" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "کافروں کو قتل کر دو۔" اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : یاد رہے "سمرہ" ایک جنگلی درخت کا نام ہے۔ غزوہ حدیبیہ میں سمرہ درخت کے نیچے بیٹھ کر آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جہاد کی بیعت لی تھی جسے بیعت رضوان بھی کہا جاتا ہے۔ "اصحاب سمرہ" سے مراد وہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جنہوں نے بیعت رضوان میں حصہ لیا تھا۔

***

اَلْحَقُّ الْخَامِسُ ...... اَلنَّصْرُ لِدِيْنِهٖ ﷺ

پانچواں حق ...... آپ ﷺ کے دین کی نصرت کرنا [1]

مسئلہ 75 دین کی نشر و اشاعت کے لئے اپنے مالوں جانوں اور زبانوں سے جدو جہد کرنا تمام اہل ایمان پر واجب ہے۔

﴿ وَ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَ رُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ○ ﴾(25:57)

''اور اللہ دیکھنا چاہتا ہے کہ کون بن دیکھے اس کی اور اس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے بے شک اللہ تعالی بہت قوت اور غلبے والا ہے۔'' (سورۃ الحدید، آیت نمبر 25)

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ جَاهِدُوا الْمُشْرِكِيْنَ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ وَاَلْسِنَتِكُمْ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ [2] (صحیح)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''مشرکوں سے جہاد کرو، اپنے مالوں کے ساتھ، اپنی جانوں کے ساتھ اور اپنی زبانوں کے ساتھ۔'' اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 76 امت کے باشعور افراد کو دینی مراکز سے علم حاصل کرنے کے بعد اپنے اپنے ملکوں یا اپنے اپنے شہروں میں جا کر دین کی نشر و اشاعت کا کام کرنا چاہئے۔

﴿ فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِى الدِّيْنِ وَ لِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا

---

[1] آپ ﷺ کے دین کی نصرت کے چار مراحل ہیں۔ ہر مسلمان کو تدریجاً ان مراحل پر عمل کرنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔ اولاً دین کا علم حاصل کرنا، ثانیاً حاصل کردہ علم کے مطابق عمل کرنا، ثالثاً دین کی تبلیغ اور نشر و اشاعت کرنا رابعاً غلبہ دین کے لئے زبان، مال اور جان کے ساتھ جدوجہد کرنا۔

[2] صحیح سنن ابی داؤد للالبانی، الجزء الثانی، رقم الحدیث 2186

رَجَعُوْآ اِلَیْهِمْ لَعَلَّهُمْ یَحْذَرُوْنَ ﴿(122:9)

''پھر ایسا کیوں نہ ہوا کہ اہل ایمان کی آبادی کے ہر حصہ سے کچھ لوگ (دینی مراکز کی طرف) نکلتے، دین کی سمجھ پیدا کرتے اور واپس جا کر اپنے علاقے کے باشندوں کو خبردار کرتے تاکہ وہ کفر وشرک سے باز آجاتے۔'' (سورۃ التوبہ، آیت نمبر 122)

﴿ وَ لْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ یَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَیْرِ وَ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴾(104:3)

''تم میں سے ایک گروہ ایسا ضرور ہونا چاہئے جو لوگوں کو بھلائی کی دعوت دیتا رہے، نیکی کا حکم کرے اور برائی سے روکتا رہے، ایسے لوگ ہی فلاح پانے والے ہیں۔'' (سورۃ آل عمران، آیت نمبر 104)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ ((بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَ لَوْ اٰیَةً)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ[1]

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''میری طرف سے دین کی باتیں دوسروں تک پہنچاؤ، خواہ ایک آیت ہی ہو۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 77 حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے حاضرین کو دین کی باتیں دوسروں تک پہنچانے کا حکم دیا۔

عَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ ﷛ قَالَ : قَعَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی بَعِیْرِهٖ وَ اَمْسَكَ اِنْسَانٌ بِخِطَامِهٖ اَوْ بِزِمَامِهٖ ثُمَّ قَالَ ((لِیُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَاِنَّ الشَّاهِدَ عَسٰی اَنْ یُّبَلِّغَ مَنْ هُوَ اَوْعٰی لَهٗ مِنْهُ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ[2]

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (منیٰ میں دس ذوالحجہ کو) رسول اللہ ﷺ اپنے اونٹ پر تشریف فرما ہوئے۔ایک آدمی اونٹ کی مہار تھامے ہوئے تھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جو یہاں حاضر ہے وہ غائب تک یہ احکام پہنچائے ممکن ہے جو شخص حاضر ہے وہ کسی ایسے آدمی تک یہ احکام پہنچائے جو پہنچانے والے سے زیادہ یاد رکھنے والا ہو۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

---

[1] كتاب الانبياء ، باب ما ذكر عن بنى اسرائيل

[2] كتاب العلم ، باب قول النبى ﷺ ((رب مبلغ اوعى من سامع))

مسئلہ 78 دین کا علم حاصل کرنے والے وفد کو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ وہ واپس جا کر یہ علم دوسرے لوگوں تک پہنچائیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : اِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَیْسِ أَتَوا النَّبِیَّ ﷺ فَاَمَرَهُمْ بِاَرْبَعٍ وَ نَهَاهُمْ عَنْ اَرْبَعٍ ...... فَقَالَ ((اِحْفَظُوْهُ وَ اَخْبِرُوْهُ مَنْ وَرَائَكُمْ))رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ [1]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ وفد عبدالقیس رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے انہیں چار باتوں کا حکم دیا اور چار باتوں سے منع فرمایا اور انہیں ہدایت فرمائی "ان احکام کو اچھی طرح یاد کر لو اور (واپس جا کر) دوسرے لوگوں کو بھی ان سے آگاہ کرو۔" اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : جن چار باتوں کا آپ ﷺ نے حکم دیا وہ یہ تھیں:

① توحید اور رسالت کی گواہی ② نماز اور زکوۃ کی ادائیگی ③ رمضان کے روزے ④ مال غنیمت سے پانچواں حصہ بیت المال میں جمع کروانا۔

جن چار باتوں سے آپ ﷺ نے منع فرمایا، وہ یہ تھیں:

① کدو سے بنایا ہوا برتن ② مٹی سے بنایا ہوا وہ برتن جسے لاکھ یا گوند سے روغن کیا گیا ہو ③ مٹی سے بنایا ہوا وہ برتن جسے تارکول سے روغن کیا گیا ہو ④ لکڑی سے بنایا ہوا برتن۔ برتنوں کی یہ تمام اقسام شراب بنانے یا پینے کے لئے استعمال ہوتی تھیں، آپ ﷺ نے ان کے استعمال سے منع فرما دیا۔

مسئلہ 79 اسلام کی دعوت اور اشاعت کے لئے رسول اکرم ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دوسرے شہروں میں بھیجتے تھے۔

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ اَهْلَ الْیَمَنِ قَدِمُوْا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا اِبْعَثْ مَعَنَا رَجُلاً یُعَلِّمُنَا السُّنَّةَ وَالْاِسْلَامَ ، قَالَ: فَاَخَذَ بِیَدِ اَبِیْ عُبَیْدَةَ ، فَقَالَ ((هٰذَا اَمِیْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ [2]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یمن کے لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی "دین اور اسلام سکھانے کے لئے ہمارے ساتھ آدمی روانہ فرمائیے۔" آپ ﷺ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا (اسے لے جاؤ) یہ اس امت کا امین ہے۔" اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

---

[1] کتاب العلم ، باب تحریض النبی ﷺ وفد عبدالقیس علی ان یحفظوا الایمان والعلم و یخبروا من وراء هم

[2] کتاب فضائل، باب من فضائل ابی عبیدة بن جراح رضی اللہ عنہ

مسئلہ 80 دین کی دعوت اور اشاعت کی خاطر ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَ نَاسٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالُوْا اَنْ ابْعَثْ مَعَنَا رِجَالاً یُعَلِّمُوْنَا الْقُرْآنَ وَالسُّنَّةَ فَبَعَثَ اِلَیْهِمْ سَبْعِیْنَ رَجُلاً مِنَ الْاَنْصَارِ یُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّاءُ فِیْهِمْ خَالِیْ حَرَامٌ یَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ وَیَتَدَارَسُونَ بِاللَّیْلِ یَتَعَلَّمُوْنَ وَکَانُوْا بِالنَّهَارِ یَجِیْئُوْنَ بِالْمَاءِ فَیَضَعُوْنَهٗ فِی الْمَسْجِدِ وَیَحْتَطِبُوْنَ فَیَبِیْعُوْنَهٗ وَیَشْتَرُوْنَ بِهِ الطَّعَامَ لِاَهْلِ الصُّفَّةِ وَلِلْفُقَرَاءِ فَبَعَثَهُمُ النَّبِیُّ ﷺ اِلَیْهِمْ فَعَرَضُوْا لَهُمْ فَقَتَلُوْهُمْ قَبْلَ اَنْ یَّبْلُغُوا الْمَکَانَ فَقَالُوْا اللّٰهُمَّ بَلِّغْ عَنَّا نَبِیَّنَا اَنَّا قَدْ لَقِیْنَاکَ فَرَضِیْنَا عَنْکَ وَرَضِیْتَ عَنَّا قَالَ : وَاَتٰی رَجُلٌ حَرَامًا ، خَالَ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ مِنْ خَلْفِهٖ فَطَعَنَهٗ بِرُمْحٍ حَتّٰی اَنْفَذَهٗ فَقَالَ حَرَامٌ فُزْتُ وَرَبِّ الْکَعْبَةِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❶

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست کی ''ہمارے ساتھ کچھ آدمی بھیج دیں جو کتاب وسنت کی تعلیم دیں۔'' رسول اللہ ﷺ نے انصار میں سے ستر آدمی ان کے ساتھ بھیج دیئے۔ انہیں ''قراء'' کہا جاتا تھا ان میں میرے خالو حضرت حرام رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے وہ لوگ قرآن مجید کی تلاوت کرتے اور رات کے وقت قرآن مجید کا علم سیکھتے سکھاتے۔ دن کے وقت پانی لاتے اور مسجد میں (وضو وغیرہ کے لئے) رکھ دیتے اس کے علاوہ یہ لکڑیاں کاٹ کر لاتے اور انہیں بیچ کر اہل صفہ اور دیگر فقراء کے لئے کھانا خریدتے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان قراء کو ان کے ساتھ بھیج دیا لیکن انہوں نے راستے میں ان پر حملہ کر دیا اور ٹھکانے پر پہنچنے سے پہلے ہی ان کو قتل کر ڈالا (قتل ہونے سے پہلے) قراء نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ''یا اللہ! ہمارے نبی کو یہ خبر پہنچا دے کہ ہم تیرے پاس اس حال میں پہنچ چکے ہیں کہ ہم تجھ سے راضی ہیں اور تو ہم سے راضی ہے۔'' راوی کہتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت انس رضی اللہ عنہ کے خالو حضرت حرام رضی اللہ عنہ کے پاس پیچھے سے آیا اور (ان کی گردن میں) نیزہ مارا جو پار ہو گیا۔ حضرت حرام رضی اللہ عنہ نے کہا ''رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 81 اسلامی ریاست میں حکام بالا کو دین کی نشر واشاعت کا مقدس فریضہ خود سر انجام دینے کا اہتمام کرنا چاہئے۔

❶ کتاب الامارات، باب ثبوت الجنة للشهید

كَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اِلٰى اَبِيْ بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ اُنْظُرْ مَا كَانَ مِنْ حَدِيْثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاكْتُبْهُ فَاِنِّيْ خِفْتُ دُرُوْسَ الْعِلْمِ وَ ذَهَابَ الْعُلَمَاءِ وَ لَا تَقْبَلْ اِلَّا حَدِيْثَ النَّبِيِّ ﷺ وَلْتُفْشُوا الْعِلْمَ وَلْتَجْلِسُوْا حَتّٰى يُعَلَّمَ مَنْ لَا يَعْلَمُ فَاِنَّ الْعِلْمَ لَا يَهْلِكُ حَتّٰى يَكُوْنَ سِرًّا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ[1]

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ نے (قاضی مدینہ) ابوبکر بن حزم رحمۃ اللہ کو لکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو لکھ لو مجھے ڈر ہے کہ کہیں علم مٹ نہ جائے اور علماء (دنیا سے) اٹھ جائیں اور (یاد رکھو) نبی اکرم ﷺ کی احادیث کے علاوہ کوئی دوسری بات (کسی امتی کا قول یا رائے وغیرہ) قبول نہ کرنا۔ علماء کو چاہئے کہ وہ علم کو پھیلائیں، مسند علم پر بیٹھیں تاکہ جس کے پاس دین کا علم نہیں وہ علم حاصل کر سکے۔ علم وہاں سے ختم ہو جاتا ہے جہاں اس کی نشر و اشاعت نہ ہو۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 82 خطوط، دستاویزات، رسائل و جرائد اور کتب کے ذریعہ بھی دین اسلام کی نشر و اشاعت کا کام کرنا چاہئے۔

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَتَبَ اِلٰى كِسْرٰى وَ اِلٰى قَيْصَرَ وَ اِلَى النَّجَاشِيِّ وَ اِلٰى كُلِّ جَبَّارٍ يَدْعُوْهُمْ اِلَى اللّٰهِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ[2]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے کسریٰ، قیصر، نجاشی اور تمام بادشاہوں کے نام خط لکھے جن میں انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : ① یاد رہے کسریٰ ایران کے بادشاہ کو، قیصر روم کے بادشاہ کو اور نجاشی حبشہ کے بادشاہ کو کہا جاتا ہے۔
② اسلام کی نشر و اشاعت کے لئے وہ تمام قدیم اور جدید ذرائع ابلاغ استعمال کرنے چاہئیں جن میں شریعت کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہ پائی جاتی ہو۔

مسئلہ 83 حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے دین کی دعوت اور تبلیغ کے لئے جمعرات کا دن مقرر کر رکھا تھا۔

عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : كَانَ عَبْدُاللّٰهِ رضی اللہ عنہ يُذَكِّرُ النَّاسَ فِيْ كُلِّ خَمِيْسٍ ، فَقَالَ لَهُ

---

[1] كتاب العلم ، باب كيف يقبض العلم

[2] كتاب الجهاد والسير ، باب كتب النبي ﷺ الى ملوك الكفار

رَجُلٌ : يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَوَدِدْتُ اَنَّکَ ذَکَّرْتَنَا کُلَّ يَوْمٍ ، قَالَ : اَمَا اِنَّهُ يَمْنَعُنِیْ مِنْ ذٰلِکَ اَنِّیْ اَکْرَهُ اَنْ اُمِلَّکُمْ. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ❶

حضرت ابو وائل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ ہر جمعرات لوگوں کو وعظ و نصیحت کیا کرتے تھے۔ ایک آدمی نے ان سے کہا ''اے ابوعبدالرحمن! (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی کنیت) میری خواہش ہے کہ تم ہمیں روزانہ وعظ و نصیحت کرو۔'' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''اس کی وجہ یہ ہے کہ میں یہ بات ناپسند کرتا ہوں کہ تم وعظ سنتے سنتے اکتا جاؤ۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 84 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین اور تبع تابعین عظام رحمہم اللہ دین کی نشر و اشاعت کے لئے مدینہ منورہ، مکہ مکرمہ، یمن، مصر، شام، بصرہ اور کوفہ جیسے دور دراز شہر میں جا کر رہائش پذیر ہو گئے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلَ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَالَ : سَاَلْتُ اَبِیْ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَمَّنْ يَطْلُبُ الْعِلْمَ ، تَرٰی لَهُ اَنْ يَلْزَمَ رَجُلاً عِنْدَهُ عِلْمٌ فَيَکْتُبُ عَنْهُ ، اَوْ تَرٰی اَنْ يَرْحَلَ اِلَی الْمَوَاضِعِ الَّتِیْ فِيْهَا الْعِلْمُ فَيَسْمَعُ مِنْهُمْ ؟ قَالَ : يَرْحَلُ يَکْتُبُ عَنِ الْکُوْفِيِّيْنَ وَالْبَصْرِيِّيْنَ وَ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَ مَکَّةَ ، وَ يُشَامُ النَّاسَ يَسْمَعُ مِنْهُمْ . اَوْرَدَهُ الْخَطِيْبُ❷

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے بیٹے حضرت عبداللہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد رحمہ اللہ سے دریافت کیا کہ علم حاصل کرنے والے شخص کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے کہ وہ ایک ہی عالم سے لکھے پڑھے یا علم کے مختلف مراکز میں جا کر (مختلف علماء سے) علم حاصل کرے؟ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ''طالب علم کو چاہئے کہ وہ کوفہ، بصرہ، مدینہ اور مکہ کے علماء سے علم حاصل کرے (اور ان کے علاوہ) دیگر اہل علم کو بھی تلاش کرے اور ان سے علم کی سماعت کرے۔'' اسے خطیب بغدادی نے بیان کیا ہے۔

قَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ لَمْ يَکُنْ فِیْ زَمَانِ ابْنِ الْمُبَارَکِ اَطْلَبَ لِلْعِلْمِ مِنْهُ ، رَحَلَ اِلَی الْيَمَنِ وَ اِلٰی مِصْرَ وَ اِلَی الشَّامِ وَالْبَصْرَةِ وَالْکُوْفَةِ وَ کَانَ مِنْ رُوَاةِ الْعِلْمِ وَ اَهْلِ ذٰلِکَ . اَوْرَدَهُ الْخَطِيْبُ❸

---

❶ کتاب العلم ، باب التناوب فی العلم

❷ الرحلة فی طلب الحدیث ، للخطیب البغدادی ، مطبوعة دارلکتب العلمیة ، بیروت ، رقم الصفحة 88

❸ الرحلة فی طلب الحدیث، مطبوعة دار الکتب العلمیة ،رقم الصفحة 91

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے زمانے میں حصول علم کے لئے ان سے بڑھ کر کوئی دوسرا شخص محنت اور مشقت کرنے والا نہیں تھا۔ انہوں نے یمن، مصر، شام، بصرہ اور کوفہ کا سفر کیا حالانکہ وہ خود علم کے راویوں میں سے تھے اور وہ واقعی اس کے اہل تھے۔ اسے خطیب بغدادی نے بیان کیا ہے۔

مسئلہ 85 دین کی نشرواشاعت کا ثواب انسان کی موت کے بعد بھی ملتا رہتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ اِلَّا مِنْ ثَلاَثَةٍ اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِیَةٍ اَوْ عِلْمٍ یُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ یَدْعُوْ لَهٗ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جب انسان مرتا ہے تو اس کا عمل تین چیزوں کے علاوہ منقطع ہوجاتا ہے ① صدقہ جاریہ ② علم جس کے ذریعہ لوگوں کو نفع حاصل ہو ③ نیک اولاد جو مرنے والے کے لئے دعا کرے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 86 دین کی نشرواشاعت کرنے والوں کے لئے رسول اکرم ﷺ نے تروتازہ اور خوش وخرم رہنے کی دعا فرمائی ہے۔

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ عَنْ اَبِیْهِ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((نَضَّرَ اللّٰهُ اِمْرَأً سَمِعَ مِنَّا حَدِیْثًا فَبَلَّغَهٗ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَحْفَظُ مِنْ سَامِعٍ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ[2] (صحیح)

حضرت عبدالرحمٰن بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ اس آدمی کو تروتازہ رکھے جس نے ہم سے حدیث سنی اور اسے (جوں کا توں) آگے پہنچا دیا (کیونکہ) اکثر وہ لوگ جن کو حدیث پہنچائی گئی ہو، وہ سننے والوں سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 87 خواتین کو بھی دین کی نشرواشاعت اور دعوت وتبلیغ کا کام کرنا چاہئے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَتِ النِّسَاءُ لِلنَّبِیِّ ﷺ غَلَبَنَا عَلَیْکَ الرِّجَالُ

---

[1] کتاب الوصیة ، باب ما یلحق الانسان من الثواب بعد وفاته

[2] صحیح سنن ابن ماجة ، للالبانی ، الجزء الاول، رقم الحدیث 189

فَاجْعَلْ لَنَا يَوْمًا مِنْ نَفْسِكَ فَوَعَدَهُنَّ يَوْمًا لَقِيَهُنَّ فِيهِ فَوَعَظَهُنَّ وَ أَمَرَهُنَّ فَكَانَ فِيمَا قَالَ لَهُنَّ مَامِنْكُنَّ امْرَأَةٌ تُقَدِّمُ ثَلَاثَةً مِنْ وَلَدِهَا إِلَّا كَانَ لَهَا حِجَابًا مِنَ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ وَاثْنَتَيْنِ فَقَالَ وَاثْنَتَيْنِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [1]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عورتوں نے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کی "یارسول اللہ ﷺ! مرد آپ سے علم حاصل کرنے میں ہم سے آگے بڑھ گئے ہیں، آپ ہماری تعلیم کے لئے بھی ایک دن مقرر فرما دیجئے۔" رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو ایک دن تعلیم دینے کا وعدہ فرما لیا اس دن آپ ﷺ نے عورتوں کو وعظ فرمایا اور احکام بتلائے جو احکام آپ ﷺ نے عورتوں کو بتلائے ان میں سے یہ بھی تھا کہ تم میں سے جو عورت اپنے تین بچے آگے بھیجے (یعنی فوت ہو جائیں اور صبر کرے) تو وہ اس کے لئے دوزخ سے بچنے کا باعث بنیں گے۔ ایک عورت نے عرض کی "اگر کوئی عورت دو بھیجے؟" آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "دو بھی۔" اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

***

[1] کتاب العلم، باب هل يجعل للنساء يوم على حدة في العلم

اَلْحَقُّ السَّادِسُ...... تَوْقِيْرُهٗ ﷺ

چھٹا حق...... آپ ﷺ کا ادب کرنا

مَسئلہ 88 اللہ تعالیٰ نے تمام اہل ایمان کو آپ ﷺ کا ادب اور احترام کرنے کا حکم دیا ہے۔

﴿ اِنَّـآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۝ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ وَ تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ۝ ﴾(48:8-9)

''بے شک ہم نے تجھ کو گواہی دینے والا ، بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے تا کہ تم لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، اس کا ساتھ دو اور اس کا ادب کرو اور صبح و شام اللہ کے نام کی تسبیح کرو۔'' (سورۃ الفتح، آیت نمبر 8-9)

مَسئلہ 89 دنیا کے ہر انسان سے بڑھ کر آپ ﷺ کا ادب اور احترام کرنا واجب ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَا مِنْ مُؤْمِنٍ اِلَّا وَ اَنَا اَوْلَى النَّاسِ بِهٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ ﴿ اَلنَّبِيُّ ﷺ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ ﴾)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''میں دنیا اور آخرت میں ہر مومن کے نزدیک دیگر تمام لوگوں کی نسبت مقدم ہوں اگر چاہو تو قرآن مجید کی یہ آیت پڑھ لو'' نبی ، اہل ایمان کے لئے ان کی اپنی جانوں سے بھی مقدم ہے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

---

[1] کتاب التفسیر ، تفسیر سورۃ الاحزاب

مسئلہ 90 آپ ﷺ کا ادب نہ کرنے والوں کے سارے نیک اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ○ ﴾(2:49)

''اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! اپنی آواز نبی کی آواز سے بلند نہ کرو اور نہ ہی نبی کے ساتھ اونچی آواز سے بات کرو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو، ایسا نہ ہو کہ تمہارے سارے (نیک) اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔'' (سورہ الحجرات، آیت 2)

مسئلہ 91 آپ ﷺ کی رسالت کا ادب!

عَنِ الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ : لَمَّا اُحْصِرَ النَّبِيُّ ﷺ عِنْدَ الْبَيْتِ صَالَحَهٗ اَهْلُ مَكَّةَ ، فَقَالَ لِعَلِيٍّ رضی اللہ عنہ ((اُكْتُبِ الشَّرْطَ بَيْنَنَا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ)) فَقَالَ لَهُ الْمُشْرِكُوْنَ : لَوْ نَعْلَمُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ تَابَعْنَاكَ ، وَلٰكِنْ اُكْتُبْ مُحَمَّدَ ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ ، فَاَمَرَ عَلِيًّا : اَنْ يَمْحَاهَا ، فَقَالَ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ : لَا وَاللّٰهِ ! لَا اَمْحَاهَا ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَرِنِيْ مَكَانَهَا)) فَاَرَاهُ مَكَانَهَا ، فَمَحَاهَا . رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت براء (بن عازب) رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب نبی اکرم ﷺ کو بیت اللہ شریف جانے سے روک دیا گیا اور اہل مکہ سے صلح (حدیبیہ) طے پا گئی اس وقت آپ ﷺ نے صلح کی شرائط لکھواتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا ''ہمارے درمیان جو شرط طے پائی ہے وہ لکھو، ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ...... یہ وہ فیصلہ ہے جو محمد رسول اللہ نے کیا ہے'' اس پر مشرکین مکہ نے کہا ''اگر ہم آپ کو رسول مانتے تو آپ کی بیعت کر لیتے، لہٰذا اس کی جگہ محمد بن عبداللہ لکھو۔'' رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ''رسول اللہ کا لفظ مٹا دو۔'' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ''واللہ! میں اسے کبھی نہیں مٹاؤں گا۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اچھا مجھے اس کی جگہ دکھاؤ۔'' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جگہ دکھائی تو آپ ﷺ نے خود اسے مٹا دیا۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 92 آپ ﷺ کی رہائش گاہ کا ادب!

---

[1] كتاب الجهاد والسير ، باب صلح الحديبية

عَنْ أَيُّوْبَ ﷺ قَالَ لَمَّا نَزَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ بَيْتِيْ نَزَلَ فِي السُّفْلِ وَاَنَا وَأُمُّ اَيُّوْب فِي الْعُلُوِّ فَقُلْتُ لَهُ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنِّيْ أَكْرَهُ وَأُعْظِمُ اَنْ اَكُوْنَ فَوْقَكَ وَتَكُوْنُ تَحْتِيْ فَاظْهَرْ اَنْتَ فَكُنْ فِي الْعُلُوِّ وَنَنْزِلُ نَحْنُ فَنَكُوْنُ فِي السُّفْلِ فَقَالَ يَا اَبَا الْاَيُّوْب ﷺ اِنَّ أَرْفَقَ بِنَا وَبِمَنْ يَغْشَانَا اَنْ اَكُوْنَ فِيْ سَفْلِ الْبَيْتِ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَفْلِهِ وَكُنَّا فَوْقَهُ فِي الْمَسْكَنِ فَلَقَدْ اِنْكَسَرَ جُبٌّ لَنَا فِيْهِ مَاءٌ فَقُمْتُ اَنَا وَاُمُّ أَيُّوْب بِقَطِيْفَةٍ لَنَا مَا لَنَا لِحَافٌ غَيْرُهَا نَنْشِفُ بِهَا الْمَاءَ تَخَوُّفًا اَنْ يُقَطِّرَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْهُ شَيْءٌ فَيُؤْذِيْهِ فَقَالَ لَهُ لَا أَعْلُوْا سَقِيْفَةً اَنْتَ تَحْتَهَا فَتَحَوَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْعُلُوِّ وَاَبُوْ أَيُّوْب فِي السُّفْلِ .اَوْرَدَهُ فِي الْبِدَايَةِ[1]

حضرت ابوایوب (انصاری) رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ (ہجرت کے بعد) میرے گھر تشریف لائے تو مکان کی نچلی منزل میں قیام فرمایا۔ میں اور ام ایوب مکان کی اوپر والی منزل میں ٹھہرے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی "یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! مجھے یہ بات سخت ناگوار اور شاق گزرتی ہے کہ میں آپ ﷺ کے اوپر رہوں اور آپ ﷺ نیچے رہیں۔ آپ اوپر والی منزل میں تشریف لے آئیں اور میں نیچے والی منزل میں چلا جاتا ہوں۔" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ابوایوب! ہمارے لئے اور ہمارے ملاقاتیوں کے لئے نچلی منزل آرام دہ ہے۔" چنانچہ آپ ﷺ نچلی منزل میں قیام پذیر ہوگئے اور میں مکان کی اوپر والی منزل میں قیام پذیر ہوگیا۔ ایک روز ہمارا پانی کا گھڑا ٹوٹ گیا۔ ام ایوب نے وہ کمبل لیا جس کے علاوہ ہمارے پاس کوئی چیز (سردی سے بچنے کے لئے) نہ تھی اور ہم اس سے پانی خشک کرنے لگے۔ ہمیں ڈر تھا کہیں ایسا نہ ہو کہ پانی کا کوئی قطرہ نیچے گرے اور رسول اللہ ﷺ کو اس سے تکلیف پہنچے۔ (اگلے روز) میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی "یا رسول اللہ ﷺ! میں اس چھت پر قیام نہیں کروں گا جس کے نیچے آپ ﷺ رہائش پذیر ہیں۔" چنانچہ رسول اللہ ﷺ اوپر والی منزل میں تشریف لے آئے اور حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نیچے والی منزل میں آ گئے۔ اسے امام ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں بیان کیا ہے۔

مسئلہ 93 آپ ﷺ کے لعاب مبارک کا ادب!

[1] 215/3 (فصل فی دخول علیه السلام المدینة)

عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ :..........فَرَجَعَ عُرْوَةُ اِلٰی اَصْحَابِهٖ فَقَالَ : اَیْ قَوْمِ ، وَاللّٰهِ لَقَدْ وَفَدْتُ عَلَی الْمُلُوْکِ ، وَ وَفَدْتُ عَلٰی قَیْصَرَ وَ کِسْرٰی وَالنَّجَاشِیِّ، وَاللّٰهِ اِنْ رَأَیْتُ مَلِکًا قَطُّ یُعَظِّمُهٗ اَصْحَابُهٗ مَا یُعَظِّمُ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ مُحَمَّدًا ، وَ اللّٰهِ اِنْ تَنَخَّمَ نُخَامَةً اِلَّا وَقَعَتْ فِیْ کَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ فَدَلَّکَ بِهَا وَجْهَهٗ وَجِلْدَهٗ وَ اِذَا اَمَرَهُمُ ابْتَدَرُوْا اَمْرَهٗ ، وَ اِذَا تَوَضَّأَ کَادُوْا یَقْتَتِلُوْنَ عَلٰی وَضُوْئِهٖ وَ اِذَا تَکَلَّمَ خَفَضُوْا اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهٗ ، وَ مَا یُحِدُّوْنَ اِلَیْهِ النَّظَرَ تَعْظِیْمًا لَهٗ . رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ❶

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عروہ (بن مسعود ثقفی مذاکرات کے بعد) اپنے لوگوں (یعنی قریش مکہ) کے پاس واپس گیا اور ان سے کہا ”لوگو، اللہ کی قسم! میں بادشاہوں کے درباروں میں گیا ہوں اور قیصر و کسریٰ نیز نجاشی کے دربار بھی دیکھ کر آیا ہوں مگر میں نے کسی بادشاہ کو ایسا نہیں دیکھا کہ اس کے مصاحب اس کی اتنی عزت کرتے ہوں جتنی محمد ﷺ کے اصحاب حضرت محمد ﷺ کی عزت کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم! جب وہ تھوکتے ہیں تو ان کا تھوک کسی نہ کسی کے ہاتھ پر پڑتا ہے اور وہ اس کو اپنے چہرے اور جسم پر مل لیتا ہے اور جب وہ کسی بات کا حکم دیتے ہیں تو فوراً ان کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں، اور وہ وضو کرتے ہیں تو لوگ ان کے وضو سے بچے ہوئے پانی کے لئے لڑتے مرتے ہیں اور جب گفتگو کرتے ہیں تو ان کے سامنے اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں اور تعظیم کی وجہ سے ان کی طرف نظر بھر کر نہیں دیکھتے۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 94 آپ ﷺ کی داڑھی مبارک کا ادب!

عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ فِیْ حَدِیْثٍ طَوِیْلٍ...... وَ جَعَلَ یُکَلِّمُ النَّبِیَّ ﷺ فَکُلَّمَا تَکَلَّمَ اَخَذَ بِلِحْیَتِهٖ وَالْمُغِیْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ قَائِمٌ عَلٰی رَأْسِ النَّبِیِّ ﷺ وَ مَعَهُ السَّیْفُ وَ عَلَیْهِ الْمِغْفَرُ فَکُلَّمَا اَهْوٰی عُرْوَةُ بِیَدِهٖ اِلٰی لِحْیَةِ النَّبِیِّ ﷺ ضَرَبَ یَدَهٗ بِنَعْلِ السَّیْفِ وَ قَالَ لَهٗ : اَخِّرْ یَدَکَ عَنْ لِحْیَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ . رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ❷

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ ایک طویل حدیث میں بیان کرتے ہیں کہ (صلح حدیبیہ کے موقعہ پر

❶ کتاب الشروط ، باب الشروط فی الجهاد

❷ کتاب الشروط ، باب الشروط فی الجهاد

نمائندہ قریش) عروہ بن مسعود ثقفی، نبی اکرم ﷺ سے باتیں کرنے لگا وہ جب بھی گفتگو کرنے لگتا آپ ﷺ کی داڑھی مبارک کو ہاتھ لگاتا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اپنے سر پر خود پہنے نبی اکرم ﷺ کے پاس کھڑے تھے اور ان کے ہاتھ میں تلوار تھی جب بھی عروہ اپنا ہاتھ نبی اکرم ﷺ کی داڑھی مبارک کی طرف بڑھاتا تو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اپنی تلوار کا دستہ اس کے ہاتھ پر دے مارتے اور فرماتے ''اپنا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کی داڑھی مبارک سے دور رکھ۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 95 آپ ﷺ کی آواز مبارک کا ادب!

① عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷜ اَنَّهُ قَالَ : لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ ﴿ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْآ اَصْوٰتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ ﴾ [الحجرات : 2] اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ . جَلَسَ ثَابِتُ (بْنُ قَيْسٍ ﷜) فِيْ بَيْتِهٖ وَ قَالَ اَنَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ ، وَاحْتَبَسَ (ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ ﷜) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَسَأَلَ النَّبِيُّ ﷺ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ ، فَقَالَ ((يَا اَبَا عَمْرٍو ! مَا شَأْنُ ثَابِتٍ اِشْتَكٰى)) قَالَ سَعْدٌ ﷜ : اِنَّهُ لَجَارِيْ وَ مَا عَلِمْتُ لَهُ بِشَكْوٰى ، قَالَ : فَأَتَاهُ سَعْدٌ فَذَكَرَ لَهُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ثَابِتٌ ﷜ : اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَلَقَدْ عَلِمْتُمْ اَنِّيْ مِنْ اَرْفَعِكُمْ صَوْتًا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَنَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ ، فَذَكَرَ ذٰلِكَ سَعْدٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((بَلْ هُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❶

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی ''اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! اپنی آواز نبی اکرم ﷺ کی آواز سے اونچی نہ کرو۔'' (سورۃ الحجرات، آیت نمبر 2) تو حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ اپنے گھر بیٹھ گئے (حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کی آواز قدرتی طور پر اونچی تھی) اور کہنے لگے ''میں تو آگ والوں میں سے ہوں۔'' اور نبی اکرم ﷺ سے ملنا جلنا ترک کر دیا۔ رسول اکرم ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا ''اے ابوعمرو رضی اللہ عنہ! (حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی کنیت) ثابت رضی اللہ عنہ کہاں ہے، کیا بیمار ہے؟'' حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''وہ میرا ہمسایہ ہے اور میرے علم کی حد تک تو بیمار نہیں۔'' چنانچہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ، حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کے گھر آئے اور رسول اللہ ﷺ کی گفتگو کا تذکرہ کیا۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کہنے لگے ''فلاں آیت نازل ہوئی ہے اور تم جانتے ہو کہ رسول

❶ کتاب الایمان ، باب مخافة المؤمن من ان یحبط عمله

اللہ ﷺ کے مقابلے میں میری آواز تم سب لوگوں، سے زیادہ اونچی ہے میں تو جہنمی ہوگیا۔‘‘ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے (واپس آکر) رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ’’نہیں وہ تو جنتی ہے۔‘‘ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

② عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ رَحِمَہُ اللّٰہُ قَالَ : کَادَ الْخَیِّرَانِ اَنْ یَھْلِکَا : اَبُوْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا ، رَفَعَا اَصْوَاتَھُمَا عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ حِیْنَ قَدِمَ عَلَیْہِ رَکْبُ بَنِیْ تَمِیْمٍ فَاَشَارَ اَحَدُھُمَا بِالْاَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ رضی اللہ عنہ اَخِیْ بَنِیْ مُجَاشِعٍ وَ اَشَارَ الْاٰخَرُ بِرَجُلٍ اٰخَرَ ، قَالَ نَافِعٌ رَحِمَہُ اللّٰہُ لَا اَحْفَظُ اِسْمَہٗ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ رضی اللہ عنہ لِعُمَرَ رضی اللہ عنہ : مَا اَرَدْتَ اِلَّا خِلَافِیْ ، قَالَ مَا اَرَدْتُ خِلَافَکَ ، فَارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُھُمَا فِیْ ذٰلِکَ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ ﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ ﴾ (الاٰیۃ) ، قَالَ ابْنُ الزُّبَیْرِ رضی اللہ عنہ فَمَا کَانَ عُمَرُ یُسْمِعُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ بَعْدَ ھٰذِہِ الْاٰیَۃِ حَتّٰی یَسْتَفْھِمَہٗ . رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ[1]

حضرت ابوملیکہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ قریب تھا کہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے اونچی آواز میں بات کرنے کی وجہ سے (ہم میں سے) دوسب سے بہتر آدمی ہلاک ہوجاتے۔ ہوا یہ کہ آپ ﷺ کی خدمت میں قبیلہ بنوتمیم کے کچھ لوگ آئے تو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما میں سے ایک نے بنی مجاشع کے بھائی اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ کو امیر بنانے کا (نبی ﷺ کو) مشورہ دیا۔ دوسرے صاحب نے ایک اور آدمی کو امیر بنانے کا مشورہ دیا۔ حضرت نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھے اس آدمی کا نام یاد نہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا ’’تم نے صرف میری مخالفت کے لئے یہ مشورہ دیا ہے۔‘‘ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ’’میرا ارادہ تمہاری مخالفت کا نہ تھا۔‘‘ اس گفتگو میں دونوں کی آوازیں بلند ہوگئیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ’’اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو نبی کی آواز سے بلند نہ کرو۔‘‘ (سورہ الحجرات، آیت نمبر 2) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس آیت کے نزول کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے اس قدر پست آواز سے بات کرتے کہ آپ ﷺ کو بار بار پوچھنا پڑتا۔ (تم نے کیا کہا؟) اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 96 آپ ﷺ کی وحی کا ادب!

[1] کتاب التفسیر ، باب تفسیر الحجرات ﴿ لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ﴾

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ ؓ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ نَكَسَ رَأْسَهُ وَ نَكَسَ اَصْحَابُهُ رُءُ وْسَهُمْ فَلَمَّا اُتْلِيَ عَنْهُ رَفَعَ رَأْسَهُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❶

حضرت عبادہ بن صامت ؓ کہتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ ﷺ اپنا سر مبارک جھکا لیتے اور صحابہ کرام ؓ بھی اپنے سر جھکا لیتے جب وحی ختم ہو جاتی تو رسول اللہ ﷺ اپنا سر مبارک اٹھا لیتے (اور صحابہ کرام ؓ بھی اپنے سر اٹھا لیتے) اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 97 آپ ﷺ کے جلال کا ادب!

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ؓ قَالَ ...... : مَا كَانَ اَحَدٌ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ لَا اَجَلَّ فِيْ عَيْنَيَّ مِنْهُ وَ مَا كُنْتُ اُطِيْقُ اَنْ اَمْلَأَ عَيْنَيَّ مِنْهُ اِجْلَالًا لَهُ وَ لَوْ سُئِلْتُ اَنْ اَصِفَهُ مَا اَطَقْتُ لِاَنِّيْ لَمْ اَكُنْ اَمْلَأُ عَيْنَيَّ مِنْهُ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❷

حضرت عمرو بن عاص ؓ فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کسی سے محبت نہ تھی نہ ہی میری نگاہ میں رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کسی کی شان تھی۔ آپ ﷺ کے جلال کی وجہ سے آپ ﷺ کو آنکھ بھر کر دیکھنے کی میرے اندر ہمت نہ تھی اگر کوئی مجھ سے آپ ﷺ کا حلیہ مبارک پوچھے تو میں بیان نہیں کر سکتا کیونکہ میں آپ ﷺ کو آنکھ بھر کر کبھی نہیں دیکھ سکا۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 98 آپ ﷺ کی عمر شریف کا ادب!

عَنْ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ ؓ اَنَّهُ سَأَلَ قُبَاثَ بْنَ اَشْيَمَ اَخَا بَنِيْ يَعْمَرَ بْنِ لَيْثٍ اَنْتَ اَكْبَرُ اَمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ؟ فَقَالَ : رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَكْبَرُ مِنِّيْ وَ اَنَا اَقْدَمُ مِنْهُ فِي الْمِيْلَادِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ❸

حضرت عثمان بن عفان ؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے قبیلہ بنو یعمر بن لیث کے فرد قُباث بن اَشْیَم ؓ سے دریافت کیا ''تم بڑے ہو یا نبی اکرم ﷺ بڑے ہیں؟'' حضرت قباث ؓ نے فرمایا ''نبی اکرم ﷺ مجھ سے بڑے ہیں، لیکن پیدا میں پہلے ہوا تھا۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

---

❶ كتاب الفضائل ، باب طيب عرقه ﷺ والتبرك به

❷ كتاب الايمان ، باب كون الاسلام يهدم ما قبله و كذا الحج و الهجرة

❸ ابواب المناقب ، باب ماجاء في ميلاد النبي ﷺ، رقم الحديث 3619

مسئلہ 99 آپ ﷺ کے فقر وفاقہ کا ادب!

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّه مَرَّ بِقَوْمٍ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ شَاةٌ مَصْلِيَةٌ فَدَعَوْه فَأَبْرِىٰ أَنْ يَأْكُلَ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الدُّنْيَا وَ لَمْ يَشْبَعْ مِنْ خُبْزِ الشَّعِيْرِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [1]

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کا گذر ایسے لوگوں پر ہوا جن کے سامنے بھنی ہوئی بکری رکھی تھی انہوں نے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کو بھی کھانے کی دعوت دی لیکن حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا رسول اللہ ﷺ دنیا سے اس حال میں رخصت ہوئے کہ جو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہیں کھائی۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 100 آپ ﷺ کے آرام کا ادب!

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَدِمْتُ اَنَا وَ عُمَرُ ﷺ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَوَجَدْنَاهُ قَائِلاً فَرَجَعْنَا اِلَى الْمَنْزِلِ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [2]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں اور (میرے والد) حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے ملنے کی غرض سے حاضر ہوئے، لیکن آپ دوپہر کے وقت سو رہے تھے، لہٰذا ہم گھر واپس آ گئے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 101 آپ ﷺ کے دست مبارک کا ادب!

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ ﷺ قَالَ مَا مَسَسْتُ فَرْجِي بِيَمِيْنِي مُنْذُ بَايَعْتُ بِهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ. رَوَاهُ أَحْمَدُ [3]
(حسن)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے بیعت کرنے کے بعد میں نے اپنا داہنا ہاتھ کبھی شرمگاہ کو نہیں لگایا۔ اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 102 آپ ﷺ کی نیند کا ادب!

عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ ﷺ قَالَ : .... فَبَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسِيْرُ حَتَّى اِبْهَارَّ اللَّيْلُ وَ اَنَا

---

[1] کتاب الأطعمة ما كان النبي ﷺ و اصحابه ياكلون
[2] كتاب مناقب الانصار، باب هجرة النبي ﷺ و اصحابه الى المدينة
[3] 166/33 رقم الحديث 19943

اِلٰی جَنْبِهٖ ، قَالَ : فَنَعَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَمَالَ عَنْ رَاحِلَتِهٖ ، فَاَتَيْتُهٗ فَدَعَمْتُهٗ مِنْ غَيْرِ اَنْ اُوْقِظَهٗ حَتّٰى اِعْتَدَلَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ ، قَالَ : ثُمَّ سَارَ حَتّٰى تَهَوَّرَ اللَّيْلُ مَالَ عَنْ رَاحِلَتِهٖ ، قَالَ : فَدَعَمْتُهٗ مِنْ غَيْرِ اَنْ اُوْقِظَهٗ حَتّٰى اِعْتَدَلَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ ، قَالَ : ثُمَّ سَارَ حَتّٰى اِذَا كَانَ مِنْ اٰخِرِ السَّحَرِ مَالَ مَيْلَةً هِيَ اَشَدُّ مِنَ الْمَيْلَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ حَتّٰى كَادَ يَنْجَفِلُ فَاَتَيْتُهٗ فَدَعَمْتُهٗ فَرَفَعَ رَاْسَهٗ ، فَقَالَ ((مَنْ هٰذَا؟)) قُلْتُ : اَبُوْ قَتَادَةَ ، قَالَ ((مَتٰى كَانَ هٰذَا مَسِيْرَكَ مِنِّيْ ؟)) قُلْتُ : مَا زَالَ هٰذَا مَسِيْرِيْ مُنْذُ اللَّيْلَةِ ، قَالَ ((حَفِظَكَ اللّٰهُ بِمَا حَفِظْتَ بِهٖ نَبِيَّهٗ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1]

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (ایک سفر میں) ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آدھی رات کا وقت ہو گیا تو آپ ﷺ (سواری پر) اونگھنے لگے۔ میں آپ ﷺ کے پہلو میں (پیدل) چل رہا تھا۔ آپ سواری سے جھکنے لگے تو میں نے آپ ﷺ کو جگائے بغیر سہارا دیا حتی کہ آپ ﷺ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے ہم چلتے گئے حتی کہ رات کا کافی حصہ گزر گیا۔ آپ ﷺ (اونگھ کی وجہ سے) پھر جھکنے لگے تو میں نے آپ ﷺ کو جگائے بغیر سہارا دیا حتی کہ آپ ﷺ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ ہم پھر چلتے گئے حتی کہ فجر کا وقت ہو گیا۔ اس بار آپ ﷺ پہلی دونوں مرتبہ سے بھی زیادہ جھکے، قریب تھا کہ آپ ﷺ سواری سے گر پڑتے، میں نے آگے بڑھ کر پھر آپ ﷺ کو سہارا دیا۔ اس بار آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور پوچھا ''کون ہے؟'' میں نے عرض کی ''ابوقتادہ ہوں۔'' آپ ﷺ نے پوچھا ''کب سے میرے ساتھ اس طرح چل رہے ہو؟'' میں نے عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! رات بھر سے آپ ﷺ کے ساتھ اسی طرح چل رہا ہوں۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ اسی طرح تمہاری حفاظت فرمائے جس طرح تم نے اس کے نبی کی حفاظت کی ہے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 103 آپ ﷺ کے راز کا ادب!

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ : اَسَرَّ اِلَيَّ نَبِيُّ اللّٰهِ سِرًّا فَمَا اَخْبَرْتُ بِهٖ اَحَدًا بَعْدُ وَ لَقَدْ سَاَلَتْنِيْ عَنْهُ اُمُّ سُلَيْمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَمَا اَخْبَرْتُهَا بِهٖ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ[2]

---

1. كتاب المساجد و مواضع الصلاة ، باب قضاء الصلاة الفائتة واستحباب تعجيل قضائها
2. كتاب الفضائل ، باب من فضائل انس بن مالك ﷺ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے مجھ سے راز کی ایک بات کہی، میں نے وہ کسی کو نہ بتائی حتی کہ (میری والدہ) ام سلیم رضی اللہ عنہا نے مجھ سے پوچھی تو میں نے والدہ کو بھی نہیں بتائی۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 104 آپ ﷺ کے بستر مبارک کا ادب!

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : خَرَجَ اَبُوْ سُفْيَانَ حَتّٰى قَدِمَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَلْمَدِيْنَةَ فَدَخَلَ عَلٰى اِبْنَتِهٖ اُمِّ حَبِيْبَةَ ، فَلَمَّا ذَهَبَ لِيَجْلِسَ عَلٰى فِرَاشِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ طَوَّتْهُ ، فَقَالَ : يَا ابْنَةُ مَا اَدْرِیْ اَرَغِبْتِ بِیْ عَنْ هٰذَا الْفِرَاشِ اَوْ رَغِبْتِ بِهٖ عَنِّیْ ؟ فَقَالَتْ : هُوَ فِرَاشُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ اَنْتَ مُشْرِكٌ نَجِسٌ فَلَمْ اُحِبَّ اَنْ تَجْلِسَ عَلٰى فِرَاشِهٖ . اَوْرَدَهُ ابْنُ كَثِيْرٍ فِی الْبِدَايَةِ وَالنِّهَايَةِ[1]

حضرت عبداللہ بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ابوسفیان (مکہ سے صلح حدیبیہ کی شرائط کی تجدید کے ارادے سے) نکلا اور رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کے لئے مدینہ پہنچا۔ اپنی بیٹی ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے گھر گیا جب وہ رسول اللہ ﷺ کے بستر پر بیٹھنے لگا تو ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فوراً بستر لپیٹ دیا۔ ابو سفیان کہنے لگا ''بیٹی! کیا تم نے اس بستر کو میرے لائق نہیں سمجھا یا میں اس بستر کے لائق نہیں؟'' ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے (بلا تامل) جواب دیا ''یہ رسول اللہ ﷺ کا بستر ہے اور تو ایک مشرک ناپاک آدمی ہے اس لئے میں پسند نہیں کرتی کہ تو اس بستر پر بیٹھے۔'' ابن کثیر رحمہ اللہ نے اسے البدایہ والنہایہ میں بیان کیا ہے۔

مسئلہ 105 آپ ﷺ کے عہد کا ادب!

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اشْتَكٰى سَلْمَانُ رضی اللہ عنہ فَعَادَهُ سَعْدٌ رضی اللہ عنہ فَرَآهُ يَبْكِیْ فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ رضی اللہ عنہ مَا يُبْكِيْكَ يَا اَخِیْ؟ اَلَيْسَ قَدْ صَحِبْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ؟ اَلَيْسَ اَلَيْسَ؟ قَالَ سَلْمَانُ رضی اللہ عنہ مَا اَبْكِیْ وَاحِدَةً مِنِ اثْنَتَيْنِ. مَا اَبْكِیْ ضِنًّا لِلدُّنْيَا وَلَا كَرَاهِيَةَ الْآخِرَةِ وَلٰكِنْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَهِدَ اِلَیَّ عَهْدًا فَمَا اَرَانِیْ اِلَّا قَدْ تَعَدَّيْتُ قَالَ وَ مَا عَهِدَ اِلَيْكَ؟ قَالَ عَهِدَ اِلَیَّ اَنَّهُ يَكْفِیْ اَحَدَكُمْ مِثْلَ زَادِ الرَّاكِبِ وَلَا اَرَانِیْ اِلَّا قَدْ تَعَدَّيْتُ وَ اَمَّا اَنْتَ يَا سَعْدُ رضی اللہ عنہ فَاتَّقِ اللّٰهَ عِنْدَ حُكْمِكَ اِذَا حَكَمْتَ وَ عِنْدَ قَسْمِكَ اِذَا قَسَمْتَ وَ عِنْدَ هَمِّكَ اِذَا هَمَمْتَ. قَالَ ثَابِتٌ

[1] الجزء الرابع ، صفحة رقم 675 مطبوعة دار المعرفة ، بيروت

رضی اللہ عنہ فَبَلَغَنِي أَنَّهُ مَا تَرَكَ إِلَّا بِضْعَةً وَ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا مِنْ نَفَقَةٍ كَانَتْ عِنْدَهُ. رواه ابن ماجة❶ صحيح

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے اور حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ آپ کی عیادت کیلئے آئے تو انہیں روتے ہوئے دیکھا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے پوچھا سلمان! میرے بھائی کیوں روتے ہو؟ کیا تمہیں رسول اللہ ﷺ کی صحبت حاصل نہیں رہی کیا اللہ نے تمہیں فلاں فلاں نعمت سے نہیں نوازا؟ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں دونوں باتوں میں سے کسی بات پر نہیں روتا نہ دنیا چھوڑنے کی وجہ سے نہ آخرت کو برا سمجھنے کی وجہ سے بلکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ایک عہد لیا تھا اور مجھے یقین ہوتا ہے کہ میں نے وہ عہد پورا نہیں کیا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا وہ عہد کیا تھا؟ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے یہ عہد لیا تھا کہ دنیا سے بس اتنا ہی مال لینا جتنا ایک مسافر زادِ راہ لیتا ہے اب میں دیکھتا ہوں کہ میں نے اس عہد کی پاسداری نہیں کی پس اے سعد! (میں تمہیں وصیت کرتا ہوں "کہ جب کوئی فیصلہ کرو تو اللہ سے ڈر کر کرو جب مال تقسیم کرو تو اللہ سے ڈر کر کرو جب کسی بھی کام کا ارادہ کرو تو اللہ سے ڈر کر کرو۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ جب فوت ہوئے تو ان کے بیس سے کچھ زیادہ درہم موجود تھے جو انہوں نے اپنی ضروریات کیلئے رکھے ہوئے تھے۔ اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 106 آپ ﷺ کی تلوار کا ادب!

قَالَ ابْنُ إِسْحٰقَ قَالَ أَبُوْ دَجَانَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ رَأَيْتُ إِنْسَانًا يَحْمِسُ النَّاسَ حَمْسًا شَدِيْدًا فَصَمَدْتُ لَهُ فَلَمَّا حَمَلْتُ عَلَيْهِ السَّيْفَ وَلْوَلَ فَإِذَا امْرَأَةٌ فَأَكْرَمْتُ سَيْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أَضْرِبَ بِهِ امْرَأَةً. أَوْرَدَهُ فِي الْبِدَايَةِ وَالنِّهَايَةِ❷

ابن اسحٰق سے روایت ہے کہ حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں "میں نے (میدان احد میں) ایک آدمی کو دیکھا جو بڑے زور و شور سے لوگوں کو جوش دلا رہا ہے میں نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ جب میں نے تلوار سے حملہ کرنا چاہا تو اس نے چیخ و پکار شروع کر دی، وہ کوئی عورت تھی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کی

---

❶ كتاب الزهد باب الزهد في الدنيا (3312/2)

❷ الجزء الثالث رقم الصفحة 393 مطبوعة دار المعرفه، بيروت

تلوار کے احترام میں اس عورت کو قتل کرنا پسند نہ کیا۔'' یہ واقعہ البدایہ والنہایہ میں ہے۔

مسئلہ 107 آپ ﷺ کی سواری کا ادب!

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهُ كَانَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ سَفَرٍ فَكَانَ عَلٰى بَكْرٍ لِعُمَرَ صَعْبٍ ﷺ فَكَانَ يَتَقَدَّمُ النَّبِيَّ ﷺ فَيَقُوْلُ اَبُوْهُ : يَا عَبْدَ اللّٰهِ ! لَا يَتَقَدَّمُ النَّبِيَّ ﷺ اَحَدٌ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ❶

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور ان کے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک منہ زور اونٹ تھا جو بار بار نبی اکرم ﷺ کے اونٹ سے آگے نکل جاتا۔ یہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبداللہ کو آواز دی ''عبداللہ! نبی اکرم ﷺ سے آگے کوئی نہ بڑھے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 108 آپ ﷺ کی مسجد شریف کا ادب!

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ ﷺ قَالَ : كُنْتُ قَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِيْ رَجُلٌ فَنَظَرْتُ فَاِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ﷺ ، فَقَالَ : اِذْهَبْ فَأْتِنِيْ بِهٰذَيْنِ فَجِئْتُهُ بِهِمَا ، قَالَ : مَنْ اَنْتُمَا ؟ اَوْ مِنْ اَيْنَ اَنْتُمَا ؟ قَالَا : مِنْ اَهْلِ الطَّائِفِ ، قَالَ : لَوْ كُنْتُمَا مِنْ اَهْلِ الْبَلَدِ لَاَوْجَعْتُكُمَا تَرْفَعَانِ اَصْوَاتَكُمَا فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ❷

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں مسجد نبوی میں کھڑا تھا کسی آدمی نے مجھ پر کنکر پھینکا۔ میں نے ادھر دیکھا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے، فرمانے لگے ''جاؤ ان دونوں آدمیوں کو میرے پاس پکڑ کر لاؤ۔'' میں ان دونوں آدمیوں کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لے کر آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا ''تم لوگ کون ہو؟ یا آپ نے دریافت فرمایا تم دونوں کہاں سے آئے ہو؟'' انہوں نے بتایا ''ہم طائف سے آئے ہیں۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''اگر تم مدینہ منورہ سے ہوتے تو میں تمہیں مسجد نبوی میں آوازیں بلند کرنے پر سزا دیتا۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : حرمین شریفین میں کسی سے لڑائی جھگڑا کرنا، گالم گلوچ کرنا، قتال کرنا، کسی کو خوف زدہ کرنا، کسی جانور کا شکار کرنا یا شکار کرنے

❶ كتاب الهبة ، باب من أهدى له هدية

❷ كتاب الصلاة ، باب رفع الصوت في المسجد

کے لئے جانور کو بھگانا، کوئی گری پڑی چیز اٹھانا، گھاس یا درخت کاٹنا سب منع ہے۔

مسئلہ 109 آپ ﷺ کی حدیث شریف کا ادب!

① عَنْ مَعْنِ بْنِ عِيْسٰى رَحِمَهُ اللّٰهُ يَقُوْلُ : كَانَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ اِذَا اَرَادَ اَنْ يُحَدِّثَ بِحَدِيْثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِغْتَسَلَ وَ تَبَخَّرَ وَ تَطَيَّبَ وَ اِذَا رَفَعَ اَحَدٌ صَوْتَهُ عِنْدَهُ ، قَالَ : اُغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ ﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ ......الحجرات ، الاية 2:49 ﴾ فَمَنْ رَفَعَ صَوْتَهُ عِنْدَ حَدِيْثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَكَاَنَّمَا رَفَعَ صَوْتَهُ فَوْقَ صَوْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ . ذَكَرَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ ❶

حضرت معن بن عیسیٰ رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت مالک بن انس رحمہ اللہ جب حدیث رسول بیان کرنے کا ارادہ فرماتے تو پہلے غسل کرتے پھر عود کی دھونی لیتے، خوشبو لگاتے اور اگر کوئی حضرت مالک بن انس رحمہ اللہ کے پاس اس دوران اونچی آواز سے بات کرتا تو فرماتے ''اپنی آواز پست کر'' اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ''اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اونچی نہ کرو۔'' (سورۃ الحجرات، آیت نمبر 2) پس جس نے حدیث رسول سنتے ہوئے اونچی آواز سے کوئی بات کی اس نے گویا رسول اللہ ﷺ کی آواز سے اپنی آواز اونچی کی۔ اسے ابن جوزی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے۔

② عَنِ ابْنِ اَبِيْ اُوَيْسٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَالَ : كَانَ مَالِكٌ يَكْرَهُ اَنْ يُحَدِّثَ فِي الطَّرِيْقِ وَ هُوَ قَائِمٌ اَوْ مُسْتَعْجِلٌ ، فَقَالَ : اُحِبُّ اَنْ يُفْهَمَ مَا اُحَدِّثُ بِهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ . ذَكَرَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ ❷

حضرت ابن ابو اویس رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ امام مالک رحمہ اللہ راستے میں کھڑے کھڑے یا جلدی میں حدیث بیان کرنا برا سمجھتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں چاہتا ہوں کہ جو کچھ رسول اللہ ﷺ سے بیان کروں اسے اچھی طرح سمجھا جائے۔ اسے ابن جوزی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے۔

③ كَانَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ اِذَا قَرَءَ حَدِيْثَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَ الْحَاضِرِيْنَ

---

❶ سير أعلام النبلاء 154/9

❷ ايضاً 201/9

بِالسُّكُوْتِ فَلَا يَتَحَدَّثُ اَحَدٌ وَ لَا يُبْرٰى فِيْهِ قَلَمٌ وَ لَا يَتَبَسَّمُ اَحَدٌ وَ لَا يَقُوْمُ اَحَدٌ قَائِمًا كَـاَنَّ عَلٰى رَءُوْسِهِمُ الطَّيْرُ اَوْ كَاَنَّهُمْ فِيْ صَلَاةٍ فَاِذَا رَاٰى اَحَدًا مِنْهُمْ تَبَسَّمَ اَوْ تَحَدَّثَ لَبِسَ نَعْلَهٗ وَ خَرَجَ ، ذَكَرَهٗ فِيْ سِيَرِ أَعْلَامِ النُّبَلَاءِ[1]

حضرت عبدالرحمٰن بن مہدی رحمہ اللہ جب حدیث رسول پڑھتے تو حاضرین کو مکمل سکوت اور خاموشی کا حکم دیتے، کوئی کسی سے بات نہ کرتا، قلم تراشتا نہ مسکراتا اور نہ ہی کوئی کھڑا نظر آتا، لوگ اس طرح توجہ سے حدیث سنتے جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں یا وہ نماز پڑھ رہے ہیں، اور اگر کسی شخص کو عبدالرحمٰن مہدی بات کرتے یا مسکراتے دیکھ لیتے تو (ناراض ہوکر) اپنا جوتا پہنتے اور وہاں سے چلے جاتے۔ یہ بات سیر اعلام النبلاء میں بیان کی گئی ہے۔

④ قَالَ : اَبُوْ سَلَمَةَ الْخُزَاعِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ كَانَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَخْرُجَ يُحَدِّثُ تَوَضَّأَ وُضُوْءَهٗ لِلصَّلَاةِ وَ لَبِسَ اَحْسَنَ ثِيَابَهٗ وَ لَبِسَ قَلَنْسُوَةً وَ مَشَّطَ لِحْيَتَهٗ ، فَقِيْلَ لَهٗ فِيْ ذٰلِكَ ، فَقَالَ : أُوَقِّرُ بِهٖ حَدِيْثَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ . اَوْرَدَهٗ فِيْ شَرْحِ الشِّفَاءِ[2]

حضرت ابوسلمہ الخزاعی رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت مالک بن انس رحمہ اللہ جب درس حدیث کے لئے گھر سے نکلتے تو نماز کی طرح کا وضو فرماتے، بہترین کپڑے زیب تن فرماتے، سر پر ٹوپی رکھتے، اپنی داڑھی میں کنگھی فرماتے۔ اس اہتمام کے بارے میں جب ان سے پوچھا گیا تو فرمایا ”اس سے مقصود رسول اللہ ﷺ کی احادیث کا ادب اور احترام ہے۔“ یہ بات شرح الشفاء میں ہے۔

⑤ قَالَ : اِبْنُ اَبِي الزِّنَادِ رَحِمَهُ اللّٰهُ كَانَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ رَحِمَهُ اللّٰهُ ...... وَ هُوَ مَرِيْضٌ ...... يَقُوْلُ : اَقْعِدُوْنِيْ فَاِنِّيْ أُعَظِّمُ اَنْ اُحَدِّثَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَ اَنَا مُضْطَجِعٌ. اَوْرَدَهٗ فِيْ جَامِعِ الْبَيَانِ[3]

حضرت ابوالزناد رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ بیماری کی حالت میں حدیث بیان کرنا چاہتے تو فرماتے ”مجھے اٹھا کر بٹھا دو، مجھے یہ بات سخت ناگوار گزرتی ہے کہ میں لیٹ کر حدیث رسول بیان کروں۔“ یہ بات جامع البیان میں ہے۔

---

[1] 460/7

[2] جامع بیان العلم و فضلہ 350/2

[3] ایضاً 350/2

⑥ مَرَّ مَالِکُ ابْنُ اَنَسٍ عَلٰی اَبِیْ حَازِمٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَ هُوَ یُحَدِّثُ فَجَازَهٗ وَ قَالَ : اِنِّیْ لَمْ اَجِدْ مَوْضِعًا اَجْلِسُ فِیْهِ فَکَرِهْتُ اَنْ اٰخُذَ حَدِیْثَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ اَنَا قَائِمٌ . اَوْرَدَهُ الْخَطِیْبُ فِی الْجَامِعِ[1]

حضرت مالک بن انس رحمہ اللہ کا حضرت ابو حازم رحمہ اللہ پر گزر ہوا وہ درس حدیث دے رہے تھے، لیکن حضرت مالک رحمہ اللہ (حدیث سنے بغیر) آگے نکل گئے اور فرمایا ''مجھے بیٹھنے کی جگہ نہیں ملی اور میں کھڑے ہو کر حدیث رسول سننا پسند نہیں کرتا۔'' اسے خطیب نے الجامع میں بیان کیا ہے

⑦ قَالَ اِسْحٰقُ رَحِمَهُ اللّٰهُ : فَرَأَیْتُ الْاَعْمَشَ رَحِمَهُ اللّٰهُ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَتَحَدَّثَ وَ هُوَ عَلٰی غَیْرِ وُضُوْءٍ تَیَمَّمَ . اَوْرَدَهُ فِیْ شَرْحِ الشِّفَاءِ[2]

حضرت اسحٰق رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت اعمش رحمہ اللہ کو دیکھا کہ جب وہ حدیث بیان کرنا چاہتے اور وضو نہ ہوتا تو تیمّم کر لیتے۔ یہ بات شرح الشفاء میں بیان کی گئی ہے۔

⑧ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لِعُرْوَةَ بْنِ زُبَیْرٍ رضی اللہ عنہ حِیْنَ قَالَ لَهٗ فِیْ مَسْاَلَةٍ اَمَا اَبُوْبَکْرٍ رضی اللہ عنہ وَعُمَرُ رضی اللہ عنہ فَلَمْ یَفْعَلَا وَاللّٰهِ وَمَا اَرَاکُمْ مُنْتَهِیْنَ حَتّٰی یُعَذِّبَکُمُ اللّٰهُ نُحَدِّثُکُمْ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ وَتُحَدِّثُوْنَ عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ رضی اللہ عنہ وَعُمَرَ رضی اللہ عنہ . اَوْرَدَهُ فِیْ جَامِعِ بَیَانَ الْعِلْمِ وَفَضْلَهٗ[3]

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کسی مسئلہ پر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو ایسا نہیں کرتے تھے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے (عروہ بن زبیر سے) کہا ''واللہ! مجھے لگتا ہے تم اس وقت تک باز نہیں آؤ گے جب تک تمہیں اللہ عذاب نہ دے ڈالے ہم تمہارے سامنے نبی اکرم ﷺ کی حدیث بیان کرتے ہیں اور تم ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کی بات کرتے ہو۔'' یہ بات جامع بیان العلم میں بیان کی گئی ہے۔

---

[1] 53/2 بحوالہ کتاب، حقوق النبی ﷺ من الاجلال والاخلال

[2] 72/2 بحوالہ کتاب، حقوق النبی ﷺ من الاجلال والاخلال

[3] 1210-1209/2 رقم 2377 بحوالہ کتاب۔ حقوق النبی ﷺ ص 129

⑧ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لِعُرْوَةَ بْنِ زُبَيْرٍ ﷺ حِيْنَ قَالَ لَهٗ فِيْ مَسْأَلَةٍ اَمَا اَبُوْبَكْرٍ ﷺ وَعُمَرُ ﷺ فَلَمْ يَفْعَلَا وَاللّٰهِ وَمَا اَرَاكُمْ مُنْتَهِيْنَ حَتّٰى يُعَذِّبَكُمُ اللّٰهُ نُحَدِّثُكُمْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَتُحَدِّثُوْنَ عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ ﷺ وَعُمَرَ ﷺ. اَوْرَدَهٗ فِيْ جَامِعِ بَيَانِ الْعِلْمِ وَفَضْلِهٖ[1]

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کسی مسئلہ پر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو ایسا نہیں کرتے تھے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے (عروہ بن زبیر سے) کہا ''واللہ! مجھے لگتا ہے تم اس وقت تک باز نہیں آ ؤ گے جب تک تمہیں اللہ عذاب نہ دے ڈالے ہم تمہارے سامنے نبی اکرم ﷺ کی حدیث بیان کرتے ہیں اور تم ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کی بات کرتے ہو۔'' یہ بات جامع بیان العلم میں بیان کی گئی ہے۔

***

[1] 1210-1209/2 رقم 2377 بحوالہ کتاب۔ حقوق النبی ﷺ ص 129

اَلْحَقُّ السَّابِعُ...... اَلصَّلاةُ عَلَيْهِ ﷺ

ساتواں حق...... آپ ﷺ پر درود شریف بھیجنا

مسئلہ 110 اللہ تعالیٰ نے تمام اہل ایمان کو آپ ﷺ پر درود شریف بھیجنے کا حکم دیا ہے۔

﴿ اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○ ﴾ (56:33)

’’بے شک اللہ تعالیٰ، نبی پر اپنی رحمتیں نازل فرماتا ہے اور فرشتے نبی کے لئے رحمت کی دعا کرتے ہیں پس اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! تم بھی نبی پر درود بھیجو اور سلام کہو جس طرح سلام کہنے کا حق ہے۔‘‘ (سورۃ الاحزاب، آیت نمبر 56)

مسئلہ 111 ایک مرتبہ درود بھیجنے والے پر اللہ تعالیٰ دس رحمتیں نازل فرماتے ہیں، دس گناہ معاف کرتے ہیں اور دس درجات بلند فرماتے ہیں۔

عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلاةً وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَ حُطَّتْ عَنْهُ عَشْرُ خَطِيْئَاتٍ وَ رُفِعَتْ لَهٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ)) رَوَاهُ النَّسَائِيُّ [1] (صحيح)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ’’جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا اس کے دس گناہ معاف فرمائے گا اور دس درجے بلند فرمائے گا۔‘‘ اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

[1] صحیح سنن النسائی، للالبانی، الجزء الاول ، رقم الحدیث1230

مسئلہ 112 دس مرتبہ صبح، دس مرتبہ شام آپ پر درود بھیجنا قیامت کے روز آپ ﷺ کی شفاعت حاصل کرنے کا باعث ہے۔

عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ حِیْنَ یُصْبِحُ عَشْرًا وَ حِیْنَ یُمْسِیْ عَشْرًا اَدْرَکَتْہُ شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ)) رَوَاہُ الطَّبَرَانِیُّ [1] (حسن)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جس نے دس مرتبہ صبح، دس مرتبہ شام مجھ پر درود بھیجا اسے روزِ قیامت میری سفارش حاصل ہوگی۔'' اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 113 درود شریف کا بکثرت وظیفہ قیامت کے روز رسول اللہ ﷺ کی قربت کا باعث ہوگا۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلاَۃً)) رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ [2] (صحیح)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جو شخص مجھ پر بکثرت درود بھیجتا ہے، قیامت کے روز وہ سب سے زیادہ میرے قریب ہوگا۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 114 درود شریف کا کثرت سے وظیفہ گناہوں کی مغفرت اور تمام دنیاوی دکھوں اور مصائب و آلام سے نجات حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔

عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ ! اِنِّیْ اُکْثِرُ الصَّلاَۃَ عَلَیْکَ فَکَمْ اَجْعَلُ لَکَ مِنْ صَلاَتِیْ ؟ قَالَ : ((مَا شِئْتَ)) قُلْتُ : اَلرُّبُعَ ، قَالَ : ((مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتَ فَھُوَ خَیْرٌ لَکَ)) قُلْتُ : اَلنِّصْفَ ، قَالَ : ((مَا شِئْتَ وَ اِنْ زِدْتَ فَھُوَ خَیْرٌ لَکَ)) قُلْتُ : فَالثُّلُثَیْنِ ، قَالَ : ((مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتَ فَھُوَ خَیْرٌ لَکَ)) قُلْتُ : أَجعَلُ لَکَ صَلاَتِیْ کُلَّھَا ، قَالَ : ((اِذاً تُکْفٰی ھَمُّکَ وَ یُغْفَرُ لَکَ ذَنْبُکَ)) رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ [3] (حسن)

---

[1] صحیح الجامع الصغیر ، للالبانی، رقم الحدیث 6233

[2] ابواب الوتر ، باب ماجاء فی فضل الصلاۃ علی النبی ﷺ

[3] صحیح سنن الترمذی ، للالبانی ، الجزء الثانی ، رقم الحدیث 1999

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا ''اے اللہ کے رسول ﷺ! میں آپ ﷺ پر کثرت سے درود بھیجتا ہوں، اپنی دعا میں کتنا وقت درود کے لئے وقف کروں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا ''جتنا تو چاہے۔'' میں نے عرض کیا ''کیا ایک چوتھائی صحیح ہے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا ''جتنا تو چاہے، لیکن اگر اس سے زیادہ کرے تو تیرے لئے اچھا ہے۔'' میں نے عرض کیا ''نصف وقت مقرر کردوں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا ''جتنا تو چاہے لیکن اگر اس سے زیادہ کرے تو تیرے لئے اچھا ہے۔'' میں نے عرض کیا ''دو تہائی مقرر کردوں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا ''جتنا تو چاہے، لیکن اگر اس سے زیادہ کرے تو تیرے لئے بہتر ہے۔'' میں نے عرض کیا ''اچھا، میں اپنی ساری دعا کا وقت درود کے لئے وقف کرتا ہوں۔'' اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''یہ تیرے سارے دکھوں اور غموں کے لئے کافی ہوگا اور تیرے گناہوں کی بخشش کا باعث ہوگا۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 115 جب تک درود شریف کا وظیفہ کیا جائے تب تک فرشتے درود شریف پڑھنے والے کے لئے رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں۔

عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ ﷺ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ ((مَا مِنْ عَبْدٍ يُصَلِّيْ عَلَيَّ اِلَّا صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ مَا صَلَّى عَلَيَّ فَلْيُقِلَّ اَوْ لِيُكْثِرْ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ❶ (حسن)

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''جب تک کوئی مسلمان مجھ پر درود بھیجتا رہتا ہے اس وقت تک فرشتے اس کے لئے دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں اب جو چاہے کم پڑھے، جو چاہے زیادہ پڑھے۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 116 آپ ﷺ کا اسم مبارک سن کر درود نہ بھیجنے والے کے لئے آپ ﷺ نے ہلاک ہونے کی بددعا فرمائی ہے۔

عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ ﷺ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اُحْضُرُوا الْمِنْبَرَ فَحَضَرْنَا فَلَمَّا ارْتَقَى الدَّرَجَةَ قَالَ : آمِيْنَ ثُمَّ ارْتَقَى الدَّرَجَةَ الثَّانِيَةَ فَقَالَ : آمِيْنَ ، ثُمَّ ارْتَقَى الدَّرَجَةَ الثَّالِثَةَ قَالَ : آمِيْنَ ، فَلَمَّا فَرَغَ نَزَلَ عَنِ الْمِنْبَرِ قَالَ : فَقُلْنَا لَهُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَقَدْ سَمِعْنَا

❶ كتاب إقامة الصلاة باب الصلاة على النبي ﷺ (739/1)

مِنْکَ الْیَوْمَ شَیْئًا مَا کُنَّا نَسْمَعُهُ ، قَالَ : اِنَّ جِبْرِیْلَ عَرَضَ لِیْ فَقَالَ : بَعُدَ مَنْ اَدْرَکَ رَمَضَانَ فَلَمْ یُغْفَرْلَهُ ، فَقُلْتُ : آمِیْنَ، فَلَمَّا رَقِیْتُ الثَّانِیَةَ قَالَ : بَعُدَ مَنْ ذُکِرْتَ عِنْدَهُ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیْکَ ، فَقُلْتُ : آمِیْنَ، فَلَمَّا رَقِیْتُ الثَّالِثَةَ قَالَ : بَعُدَ مَنْ اَدْرَکَ اَبَوَیْهِ الْکِبَرَ اَوْ اَحَدَهُمَا فَلَمْ یُدْخِلاَهُ الْجَنَّةَ ، فَقُلْتُ : آمِیْنَ)) رَوَاهُ الْحَاکِمُ ❶ (صحیح)

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے منبر لانے کا حکم دیا اور ہم منبر لائے ۔ جب آپ ﷺ پہلی سیڑھی پر چڑھے تو فرمایا ’’آمین‘‘ دوسری سیڑھی پر چڑھے تو فرمایا ’’آمین‘‘ تیسری سیڑھی پر چڑھے تو فرمایا ’’آمین‘‘ خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد جب آپ ﷺ منبر سے نیچے تشریف لائے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ’’آج آپ ﷺ سے ہم نے ایسی بات سنی ہے جو اس سے پہلے نہیں سنی تھی ۔‘‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ’’جبریل علیہ السلام تشریف لائے تھے اور انہوں نے کہا ’’ہلاکت ہے اس آدمی کے لئے جس نے رمضان کا مہینہ پایا لیکن اپنے گناہ نہ بخشوائے ۔‘‘ میں نے جواب میں کہا ’’آمین‘‘ پھر جب میں دوسری سیڑھی پر چڑھا تو جبریل علیہ السلام نے کہا ’’ہلاکت ہو، اس آدمی کے لئے جس کے سامنے آپ ﷺ کا نام لیا جائے ، لیکن وہ آپ ﷺ پر درود نہ بھیجے‘‘ میں نے جواب میں کہا آمین، جب تیسری سیڑھی پر چڑھا تو جبریل علیہ السلام نے کہا ’’ہلاکت ہے اس آدمی کے لئے جس نے اپنے ماں باپ یا دونوں میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی عمر میں پایا، لیکن ان کی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کی‘‘ میں نے جواب میں کہا، آمین ۔‘‘ اسے حاکم نے روایت کیا ہے ۔

مسئلہ 117 ترکِ درود شریف جنت سے محرومی کا باعث ہے ۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ نَسِیَ الصَّلاَةَ عَلَیَّ خَطِیْءَ طَرِیْقَ الْجَنَّةِ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ ❷ (صحیح)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ’’جو مجھ پر درود پڑھنا بھول گیا اس نے جنت کا راستہ کھو دیا ۔‘‘ اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے ۔

مسئلہ 118 درود شریف کے بغیر مانگی گئی دعا قبول نہیں ہوتی ۔

---

❶ فضل الصلاة علی النبی ﷺ، للالبانی ، رقم الحدیث 19

❷ صحیح سنن ابن ماجه ، للالبانی الجزء الاول ، رقم الحدیث 740

عَنْ اَنَسٍ ﷛ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((كُلُّ دُعَاءٍ مَحْجُوْبٌ حَتّٰى يُصَلِّيَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ)) رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ ❶ (حسن)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جب تک نبی اکرم ﷺ پر درود نہ بھیجا جائے، کوئی دعا قبول نہیں کی جاتی ۔'' اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 119 درود شریف کے مسنون الفاظ درج ذیل ہیں:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى ﷛ قَالَ لَقِيَنِيْ كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ ﷛ فَقَالَ : اَلاَ اُهْدِيْ لَكَ هَدِيَّةً سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ ؟ فَقُلْتُ بَلٰى فَاَهْدِهَا لِيْ ! فَقَالَ : سَاَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَيْفَ الصَّلاَةُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ؟ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ عَلَّمَنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ ؟ قَالَ : قُوْلُوْا ((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ❷

حضرت عبدالرحمن بن ابولیلیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ ملے اور کہنے لگے ''کیا میں تمہیں وہ چیز ہدیہ نہ دوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟'' میں نے کہا ''کیوں نہیں، ضرور دو۔'' کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا ''اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ ﷺ پر سلام بھیجنے کا طریقہ تو بتا دیا ہے ہم آپ ﷺ پر اور اہل بیت پر درود کیسے بھیجیں؟'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''ان الفاظ میں درود بھیجا کرو، یا اللہ محمد (ﷺ) اور آل محمد (ﷺ) پر اسی طرح رحمت بھیج جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) اور آل ابراہیم (علیہ السلام) پر رحمت بھیجی ہے، بے شک تو قابل تعریف اور ہمیشہ کی بزرگی والا ہے۔ یا اللہ! محمد (ﷺ) اور آل محمد (ﷺ) پر اسی طرح برکت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) اور آل ابراہیم (علیہ السلام) پر

❶ سلسلة الاحاديث الصحيحة ، للالباني ، الجزء الخامس ، رقم الحديث 2035

❷ كتاب الانبياء ، باب قول الله تعالى و اتخذ الله ابراهيم خليلا

برکت نازل فرمائی، تو بزرگ ہے اور اپنی ذات میں آپ محمود ہے۔" اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 120 مختصر درود شریف کے مسنون الفاظ درج ذیل ہیں:

عَنْ زَيْدَ بْنَ خَارِجَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : اَنَا سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : ((صَلُّوْا عَلَيَّ وَ اجْتَهِدُوْا فِي الدُّعَاءِ وَقُوْلُوْا : ((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ)) رَوَاهُ النَّسَائِيُّ ❶ (صحيح)

حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے (درود کے بارے میں) سوال کیا، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "مجھ پر درود بھیجا کرو اور دعا میں محنت کرو اور یوں کہو "اے اللہ محمد (ﷺ) اور آل محمد پر اپنی رحمتیں نازل فرما۔" اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : ① یاد رہے درود تنجینا، درود مقدس، درود ماہی، درود تاج، درود لکھی اور درود اکبر وغیرہ کے الفاظ احادیث سے ثابت نہیں۔
② بعض دوسرے مسنون الفاظ کے لئے ملاحظہ ہو تفہیم السنہ، حصہ 6 (درود شریف کے مسائل)

☆☆☆

❶ صحیح سنن النسائی ، للالبانی ، الجزء الاول، رقم الحدیث 1225

اَلْحَقُّ الثَّامِنُ......مُوَالَاةُ اَوْلِيَائِهٖ وَ بُغْضُ اَعْدَائِهٖ ﷺ

آٹھواں حق......آپ ﷺ کے دوستوں سے دوستی کرنا اور آپ ﷺ کے دشمنوں سے دشمنی رکھنا

مسئلہ 121 اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دوستوں سے دوستی اور دشمنوں سے دشمنی کرنے کا حکم ہے۔

﴿اِنَّمَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَ اَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَ ظٰهَرُوْا عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○﴾(9:60)

''اللہ تعالیٰ تمہیں ان کافروں کے ساتھ دوستی کرنے سے منع فرماتا ہے جنہوں نے دین کے معاملے میں تم سے جنگ کی اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہارے اخراج میں ایک دوسرے کی مدد کی، جو لوگ ایسے کافروں سے دوستی کریں گے وہ ظالم ہیں۔'' (سورۃ الممتحنہ، آیت نمبر 9)

مسئلہ 122 اگر باپ اور بھائی بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمن ہوں تو ان سے بھی دوستی کرنا منع ہے۔

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَ اِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○﴾(23:9)

''اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! اپنے باپوں اور بھائیوں کو بھی اپنا دوست نہ بناؤ اگر وہ ایمان پر کفر کو ترجیح دیں تم میں سے جو انہیں دوست بنائیں گے وہ ظالم ہوں گے۔'' (سورۃ التوبہ، آیت نمبر 23)

مسئلہ 123 کسی مومن کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنی مرضی سے دوست اور دشمن کا

انتخاب کرے، مومنوں کے دوست اور دشمن وہی ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے دوست اور دشمن ہیں۔

عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ أَحَبَّنِي فَلْيُحِبَّ أُسَامَةَ رضی اللہ عنہ. رَوَاهُ مسلم[1]

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص مجھ سے محبت کرتا ہے اسے چاہئے کہ وہ اسامہ رضی اللہ عنہ سے بھی محبت کرے۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 124 حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ہر اس چیز سے نفرت فرماتے جس سے رسول اکرم ﷺ نفرت فرماتے تھے۔

عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ بْنِ اَبِيْ مُوْسٰى رضی اللہ عنہ قَالَ : وَجِعَ اَبُوْ مُوْسٰى وَجَعًا فَغُشِيَ عَلَيْهِ وَ رَأْسُهُ فِيْ حِجْرِ امْرَأَةٍ مِنْ اَهْلِهِ فَصَاحَتِ امْرَأَةٌ مِنْ أَهْلِهِ فَلَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يَّرُدَّ عَلَيْهَا شَيْئًا فَلَمَّا اَفَاقَ قَالَ اَنَا بَرِيْءٌ مِمَّا بَرِئَ مِنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ بَرِئَ مِنَ الصَّالِقَةِ وَ الْحَالِقَةِ وَالشَّاقَّةِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ[2]

حضرت ابو بردہ بن ابوموسیٰ (اشعری) رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو شدید درد ہوا جس سے وہ بے ہوش ہو گئے ان کا سر ان کے گھر والوں میں سے ایک خاتون کی گود میں تھا ایک خاتون نے چلانا شروع کر دیا۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ (غشی کی وجہ سے) اسے روک نہ سکے۔ جب ہوش آیا تو فرمانے لگے "جس بات سے اللہ کے رسول ﷺ بیزار ہیں میں بھی اس سے بیزار ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے چلانے والی، بال نوچنے والی اور کپڑے پھاڑنے والی (عورت سے) اظہار بیزاری فرمایا ہے۔" اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 125 حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کا منافق سے اظہار بیزاری!

عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ سَمِعَ زَيْدُ بْنُ اَرْقَمَ رضی اللہ عنہ رَجُلاً مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ يَقُوْلُ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ لَئِنْ كَانَ هٰذَا صَادِقًا لَنَحْنُ شَرٌّ مِنَ الْحَمِيْرِ فَقَالَ زَيْدٌ

---

[1] كتاب الفتن، باب قصة الجسّاسة، رقم الحديث 2942

[2] كتاب الايمان ، باب تحريم ضرب الخدود و شق الجيوب

رضی اللہ عنہ قَدْ وَ اللّٰهِ صَدَقَ وَ لَأَنْتَ شَرٌّ مِنَ الْحِمَارِ وَ رُفِعَ ذٰلِكَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَجَحَدَهُ الْقَائِلُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهِ ﴿ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ ...... ﴾ (الاية) فَكَانَ مِمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْ هٰذِهِ الْآيَةِ تَصْدِيْقًا لِزَيْدٍ . رَوَاهُ فِيْ فَتْحِ الْبَارِيْ[1]

حضرت موسیٰ بن عقبہ سے روایت ہے کہ ابن شہاب نے کہا نبی اکرم ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے منافقین میں سے ایک کو یہ کہتے ہوئے سنا اگر یہ شخص یعنی حضرت محمد ﷺ سچے ہیں تو پھر ہم سب گدھوں سے بھی بدتر ہیں۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے (سنتے ہی فوراً) جواب دیا ''اللہ کی قسم! بالکل سچی بات ہے کہ تو گدھے سے بھی بدتر ہے۔'' یہ بات جب نبی اکرم ﷺ تک پہنچی تو بات کہنے والا (منافق) اپنی بات سے پھر گیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ''یہ لوگ اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے یہ بات نہیں کی حالانکہ انہوں نے یہ کفر کا کلمہ کہا ہے۔'' (سورۃ التوبہ، آیت نمبر 74) اس آیت میں جو بات نازل فرمائی گئی تھی اس سے حضرت زید رضی اللہ عنہ کی بات سچ ثابت ہوگئی۔ یہ روایت فتح الباری میں ہے۔

وضاحت : یاد رہے کہ یہ کلمہ کفر کہنے والا رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی تھا۔

مسئلہ 126 دشمن رسول ﷺ ...... ابوجہل ...... سے حضرت معاذ بن عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ اور حضرت معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ کی دشمنی!

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: بَيْنَا أَنَا وَاقِفٌ فِي الصَّفِّ يَوْمَ بَدْرٍ فَنَظَرْتُ عَنْ يَمِيْنِيْ وَ شِمَالِيْ فَإِذَا أَنَا بِغُلَامَيْنِ مِنَ الْأَنْصَارِ حَدِيْثَةٍ أَسْنَانُهُمَا تَمَنَّيْتُ أَنْ أَكُوْنَ بَيْنَ أَضْلَعَ مِنْهُمَا فَغَمَزَنِيْ أَحَدُهُمَا فَقَالَ: يَا عَمِّ، هَلْ تَعْرِفُ أَبَا جَهْلٍ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، مَا حَاجَتُكَ إِلَيْهِ يَا ابْنَ أَخِيْ؟ قَالَ: أُخْبِرْتُ أَنَّهُ يَسُبُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَئِنْ رَأَيْتُهُ لَا يُفَارِقُ سَوَادِيْ سَوَادَهُ حَتّٰى يَمُوْتَ الْأَعْجَلُ مِنَّا، فَتَعَجَّبْتُ لِذٰلِكَ فَغَمَزَنِي الْآخَرُ، فَقَالَ لِيْ مِثْلَهَا، فَلَمْ أَنْشَبْ أَنْ نَظَرْتُ إِلٰى أَبِيْ جَهْلٍ يَجُوْلُ فِي النَّاسِ، قُلْتُ: أَلَا إِنَّ هٰذَا صَاحِبُكُمَا الَّذِيْ سَأَلْتُمَانِيْ فَابْتَدَرَاهُ بِسَيْفَيْهِمَا، فَضَرَبَاهُ حَتّٰى قَتَلَاهُ، ثُمَّ انْصَرَفَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ فَأَخْبَرَاهُ وَ كَانَا

[1] كتاب التفسير ، سورة المنافقون، باب قوله هم الذين يقولون لا تنفقوا (651/8)

مُعَاذَ بْنَ عَفْرَاءَ وَ مُعَاذَ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوْحِ. رواه البخاري[1]

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں غزوہ بدر کے دن میں میدان جنگ کی صف میں کھڑا تھا اچانک میں نے اپنے دائیں اور بائیں نظر ڈالی تو انصار کے دو کم عمر لڑکوں کو دیکھا میں نے خواہش کی کاش میں ان کم سن لڑکوں کے بجائے مضبوط جسم کے مالک آدمیوں کے درمیان ہوتا ان دونوں میں سے ایک نے مجھ سے اشارہ میں پوچھا ''چچا جان! کیا آپ ابو جہل کو پہچانتے ہیں'' میں نے کہا ''ہاں لیکن میرے بھتیجے تجھے اس سے کیا غرض؟'' اس نے جواب دیا ''مجھے پتہ چلا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیتا ہے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر میں نے اسے دیکھ لیا تو اس سے اس وقت تک الگ نہ ہوں گا جب تک ہم دونوں میں سے جس کی موت پہلے آئی ہو وہ مر نہ جائے'' مجھے اسکی اس بات پر تعجب ہوا اسی دوران ایک دوسرے جوان نے مجھ سے اشارے سے وہی سوال پوچھا جو پہلے نے پوچھا تھا چند لمحوں بعد میری نظر ابو جہل پر پڑی جو لوگوں کے درمیان گھستا پھر رہا تھا میں نے (دونوں سے مخاطب ہو کر) کہا ''دیکھو وہ ہے ابو جہل جس کے بارے میں تم مجھ سے پوچھ رہے ہو'' دونوں لڑکے اپنی تلواروں کے ساتھ اس پر جھپٹ پڑے اور اسے وار کر کے قتل کر ڈالا پھر دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو ابو جہل کے قتل کی خبر دی ان دونوں کے نام معاذ بن عفراء اور معاذ بن عمرو بن جموح تھے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 127 ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی اپنے مشرک باپ سے اظہارِ بیزاری!

وضاحت : حدیث مسئلہ نمبر 104 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ 128 گستاخ رسول لونڈی سے حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی دشمنی۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَعْمٰى كَانَتْ لَهُ أُمُّ وَلَدٍ، تَشْتِمُ النَّبِيَّ ﷺ وَ تَقَعُ فِيْهِ، فَيَنْهَاهَا فَلَا تَنْتَهِيْ وَ يَزْجُرُهَا فَلَا تَنْزَجِرُ. قَالَ: فَلَمَّا كَانَتْ ذَاتَ لَيْلَةٍ جَعَلَتْ تَقَعُ فِي النَّبِيِّ ﷺ وَ تَشْتِمُهُ، فَأَخَذَ الْمِغْوَلَ فَوَضَعَهُ فِيْ بَطْنِهَا، وَاتَّكَأَ عَلَيْهَا فَقَتَلَهَا فَوَقَعَ بَيْنَ

---

[1] كتاب الجهاد والسير باب مَنْ لَمْ مخمس الأسلاب.....

رِجْلَيْهَا طِفْلٌ ، فَلَطَّخَتْ مَا هُنَاكَ بِالدَّمِ ، فَلَمَّا أَصْبَحَ ذُكِرَ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَجَمَعَ النَّاسَ فَقَالَ : ((أَنْشُدُ اللّٰهَ رَجُلاً فَعَلَ مَا فَعَلَ لِي عَلَيْهِ حَقٌّ إِلَّا قَامَ)) فَقَامَ الْأَعْمٰى يَتَخَطَّى النَّاسَ وَهُوَ يَتَزَلْزَلُ حَتّٰى قَعَدَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ! أَنَا صَاحِبُهَا ، كَانَتْ تَشْتِمُكَ وَتَقَعُ فِيكَ فَأَنْهَاهَا فَلَا تَنْتَهِي ، وَأَزْجُرُهَا فَلَا تَنْزَجِرُ وَلِي مِنْهَا ابْنَانِ مِثْلُ اللُّؤْلُؤَتَيْنِ وَكَانَتْ بِي رَفِيقَةً ، فَلَمَّا كَانَ الْبَارِحَةُ جَعَلَتْ تَشْتِمُكَ وَتَقَعُ فِيكَ ، فَأَخَذْتُ الْمِغْوَلَ فَوَضَعْتُهُ فِي بَطْنِهَا وَاتَّكَأْتُ عَلَيْهَا حَتّٰى قَتَلْتُهَا ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((أَلَا اشْهَدُوا أَنَّ دَمَهَا هَدَرٌ)) رَوَاهُ أَبُودَاوُدَ[1] (صحيح)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک نابینا صحابی کی لونڈی تھی جو نبی اکرم ﷺ کو گالیاں بکتی اور آپ ﷺ کی ہجو کرتی ۔ صحابی اسے منع کرتا لیکن وہ باز نہ آتی، صحابی اسے ڈانٹتا لیکن وہ پھر بھی نہ رکتی۔ ایک رات لونڈی نے آپ ﷺ کی ہجو کی اور گالیاں بکنے لگی تو صحابی نے چھرا اس کے پیٹ میں گھونپ دیا اور زور سے دبایا جس سے وہ ہلاک ہوگئی اور اس کی ٹانگوں کے درمیان بچہ گر گیا اور اس نے جگہ کو خون سے گندا کر دیا۔ جب صبح ہوئی تو نبی اکرم ﷺ کے سامنے اس واقعہ کا ذکر کیا گیا۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا ”جس شخص نے یہ کام کیا ہے میں اسے اللہ کی قسم دے کر اور اپنے اس حق کے حوالہ سے جو میرا اس پر ہے، کہتا ہوں کہ وہ کھڑا ہو جائے۔“ وہ نابینا صحابی کھڑا ہو گیا۔ لوگوں کو پھلانگتا ہوا آگے بڑھا اور نبی اکرم ﷺ کے سامنے آ کر بیٹھ گیا۔ وہ آدمی کانپ رہا تھا، عرض کرنے لگا ”یا رسول اللہ ﷺ! میں ہوں اس کا قاتل، وہ آپ ﷺ کو گالیاں بکتی تھی اور آپ ﷺ کی ہجو کرتی تھی، میں اسے منع کرتا لیکن وہ باز نہ آتی، میں اسے ڈانٹتا لیکن پھر بھی منع نہ ہوتی حالانکہ اس سے میرے موتیوں جیسے (خوبصورت) دو بیٹے بھی ہیں وہ میری (اچھی) رفیقہ تھی لیکن کل رات جب وہ آپ ﷺ کو گالیاں بکنے لگی اور آپ ﷺ کی ہجو کرنے لگی تو میں نے چھرا پکڑا اور اس کے پیٹ میں گھونپ دیا اور زور سے دبایا، حتی کہ میں نے اسے قتل کر دیا۔“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”لوگو، سنو! گواہ رہنا اس لونڈی کا خون رائیگاں ہے۔“ (یعنی اس کا قصاص نہیں لیا جائے گا) اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 129 حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ ﷺ کے دشمنوں سے اظہار

[1] كتاب الحدود ، باب الحكم فيمن سب النبي ﷺ (3665/3)

بیزاری!

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ ﷺ قَالَ ...... : فَلَمَّا اصْطَلَحْنَا نَحْنُ وَ أَهْلُ مَكَّةَ وَاخْتَلَطَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ اَتَيْتُ شَجَرَةً فَكَسَحْتُ شَوْكَهَا فَاضْطَجَعْتُ فِيْ اَصْلِهَا ، قَالَ : فَاَتَانِيْ اَرْبَعَةٌ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ فَجَعَلُوْا يَقَعُوْنَ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَبْغَضْتُهُمْ فَتَحَوَّلْتُ اِلٰى شَجَرَةٍ اُخْرٰى . رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب ہم نے مکہ والوں سے صلح (حدیبیہ) کر لی تو مسلمان اور کافر اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر آنے جانے لگے، میں ایک درخت کے پاس آیا اور اس کے نیچے سے کانٹے صاف کئے اور اس کے تنے کے پاس لیٹ گیا، اتنے میں مشرکین مکہ میں سے چار آدمی میرے پاس آئے اور (آپس میں) گفتگو کے دوران رسول اللہ ﷺ کو برا بھلا کہنے لگے، مجھے سخت غصہ آیا اور میں (وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا اور) کسی دوسرے درخت کے نیچے چلا گیا۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 130 حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کی اپنے یہودی باپ سے دشمنی۔

قَالَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ كَانَ اَبُوْ عَامِرٍ ﷺ يَسْأَلُ عَنْ ظُهُوْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ يَسْتَوْصِفُ صِفَةَ الْأَحْبَارِ وَ يَلْبَسُ الْمَسُوْحَ وَ يَتَرَهَّبُ فَلَمَّا بُعِثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَسَدَهُ فَلَمْ يُؤْمِنْ بِهِ وَ كَانَ ابْنُهُ حَنْظَلَةُ مِنْ خِيَارِ الْمُسْلِمِيْنَ وَ اسْتَأْذَنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَّقْتُلَ اَبَاهُ فَنَهَاهُ عَنْ قَتْلِهِ . اَوْرَدَهُ فِيْ صِفَةِ الصَّفْوَةِ [2]

امام ابن الجوزی رحمہ اللہ کہتے ہیں ابو عامر رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے بارے میں سوال کرتا رہتا تھا وہ یہودی علماء کی صفات کا حامل تھا، ٹاٹ کا لباس پہنتا، لوگ اسے ''راہب'' کہتے۔ جب رسول اللہ ﷺ (بنی اسماعیل کی نسل سے) مبعوث کئے گئے تو ابو عامر حسد کرنے لگا اور ایمان نہ لایا۔ اس کا بیٹا حنظلہ کھرا اور سچا مسلمان تھا۔ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ کو قتل کرنے کے لئے آپ ﷺ سے اجازت طلب کی، لیکن آپ ﷺ نے انہیں روک دیا۔ اسے امام ابن الجوزی رحمہ اللہ نے صفۃ الصفوۃ میں بیان کیا ہے۔

مسئلہ 131 حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی اپنے منافق باپ سے دشمنی۔

---

[1] كتاب الجهاد و السير ، باب غزوة ذى قرد و غيرها

[2] 289/1

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ: مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُبَیٍّ وَ هُوَ فِیْ ظِلٍّ فَقَالَ قَدْ غَبَّرَ عَلَیْنَا ابْنُ اَبِیْ كَبْشَةَ ، فَقَالَ ابْنُهُ عَبْدُاللّٰهِ : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! وَالَّذِیْ اَكْرَمَكَ لَئِنْ شِئْتَ لَاَتَیْتُكَ بِرَأْسِهِ ، فَقَالَ ((لَا وَلٰكِنْ بِرَّ اَبَاكَ وَ أَحْسِنْ صُحْبَتَهُ)) رَوَاهُ الْبَزَّارُ[1] (صحیح)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں عبداللہ بن ابی (رئیس المنافقین) ایک دیوار کے سائے میں کھڑا تھا۔ نبی اکرم ﷺ (گدھے پر) وہاں سے گزرے تو عبداللہ بن ابی کہنے لگا ''ابن ابی کبشہ (رسول اللہ ﷺ کی والدہ ماجدہ کے والد گرامی کا نام ابو کبشہ تھا) نے ہمیں گرد آلود کر دیا۔'' یہ سن کر عبداللہ بن ابی کے بیٹے عبداللہ نے کہا ''یا رسول اللہ ﷺ! اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو عزت بخشی اگر آپ حکم دیں تو میں اس کا سر کاٹ کر آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دوں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا ''نہیں اپنے باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور اچھی طرح رہو۔'' اسے بزار نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 132 حاکم یمامہ ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ نے ایمان لانے کے بعد رسول اللہ ﷺ کے دشمنوں سے معاشی مقاطعہ کر دیا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ ...... فَلَمَّا قَدِمَ ثُمَامَةُ ﷺ مَكَّةَ قَالَ لَهُ قَائِلٌ صَبَوْتَ ؟ قَالَ لَا وَاللّٰهِ وَلٰكِنْ اَسْلَمْتُ مَعَ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَا وَاللّٰهِ لَا یَاْتِیْكُمْ مِنَ الْیَمَامَةِ حَبَّةُ حِنْطَةٍ حَتّٰی یَأْذَنَ فِیْهَا النَّبِیُّ ﷺ. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ[2]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (ایمان لانے کے بعد) حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ مکہ (عمرہ کے لئے) پہنچے تو کسی نے کہا ''کیا بے دین ہو گئے ہو؟'' حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ''نہیں! اللہ کی قسم! میں تو محمد ﷺ پر ایمان لایا ہوں اور سنو، میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اب یمامہ سے تم لوگوں کو گندم کا ایک دانہ بھی نہیں پہنچے گا جب تک رسول اللہ ﷺ اجازت نہ دے دیں۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : حضرت ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ کے معاشی مقاطعہ کی وجہ سے قریش مکہ سخت مصیبت میں پھنس گئے اور رسول اللہ ﷺ کو قرابت کا واسطہ دے کر گزارش کی کہ ثمامہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیں کہ وہ غلہ نہ روکیں۔ رسول اللہ ﷺ نے قریش مکہ کی درخواست منظور کرتے ہوئے حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ کو غلہ ارسال کرنے کی ہدایت فرمائی۔ (الرحیق المختوم)

مسئلہ 133 حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی اپنے مشرک بھائی سے دشمنی!

---

[1] مجمع الزوائد ، کتاب المناقب ، باب فی عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابی (528/9)

[2] کتاب المغازی، باب وفد بنی حنیفة

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ مَا حَرَصْتُ عَلٰى قَتْلِ رَجُلٍ قَطُّ كَحَرْصِیْ عَلٰى قَتْلِ عُتْبَةَ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ وَاِنْ كَانَ مَا عَلِمْتُ لَسَيِّءُ الْخُلُقِ مُبْغَضًا فِیْ قَوْمِهٖ وَلَقَدْ كَفَانِیْ مِنْهُ قَوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى مَنْ دَمّٰى وَجْهَ رَسُوْلِهٖ. اَوْرَدَهُ ابْنُ هَشَّامٍ ❶

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کسی (کافر) کو قتل کرنے کی اتنی خواہش نہیں کی جتنی خواہش (اپنے بھائی) عتبہ بن ابی وقاص کو قتل کرنے کی تھی۔ میرے علم کے مطابق وہ بداخلاق تھا اور اپنی قوم میں اس سے نفرت کی جاتی تھی لیکن اس (کو قتل کرنے) کے معاملہ میں میرے لئے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد مبارک ہی کافی تھا ”اس آدمی پر اللہ تعالیٰ کا شدید غضب ہو جس نے اس کے رسول کا چہرہ خون آلود کیا۔“ اسے ابن ہشام نے بیان کیا ہے۔

وضاحت: ① غزوہ احد میں عتبہ بن ابی وقاص نے آپ ﷺ کو پتھر مارا جس سے آپ ﷺ پہلو کے بل گر گئے۔ آپ ﷺ کا نچلا دائیں جانب کا ایک دانت ٹوٹ گیا اور نچلا ہونٹ مبارک بھی زخمی ہوگیا تب آپ ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ”اس شخص پر اللہ کا سخت غضب ہو جس نے اس کے رسول کا چہرہ خون آلود کیا۔“

② یاد رہے غزوہ احد میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اپنے بھائی عتبہ بن ابی وقاص کو قتل کرنا چاہتے تھے لیکن حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے اسے پہلے قتل کر دیا۔

مسئلہ 134 حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی یہودیوں سے دشمنی!

عَنْ أَبُوْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ نَزَلَ أَهْلُ قُرَيْظَةَ عَلٰى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ رضی اللہ عنہ فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ إِلٰى سَعْدٍ رضی اللہ عنہ فَأَتٰى عَلٰى حِمَارٍ فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَ لِلْأَنْصَارِ قُوْمُوْا إِلٰى سَيِّدِكُمْ أَوْ خَيْرِكُمْ فَقَالَ هٰؤُلَاءِ نَزَلُوْا عَلٰى حُكْمِكَ فَقَالَ تَقْتُلُ مُقَاتِلَتَهُمْ وَتَسْبِي ذَرَارِيَّهُمْ قَالَ قَضَيْتَ بِحُكْمِ اللّٰهِ. رواه البخاري ❷

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں بنو قریظہ کے یہودیوں نے (اپنے پرانے حلیف) حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلے کی شرط پر ہتھیار ڈال دیئے۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا اور وہ گدھے پر سوار ہو کر تشریف لائے جب مسجد کے قریب پہنچے تو آپ نے انصار سے فرمایا ”اٹھو اپنے سردار (یا

❶ 56/3 مطبوعة دار الكتب العلمية، بيروت

❷ كتاب المغازي، بَابُ مَرْجَعِ النَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْأَحْزَابِ......

فرمایا اپنے میں سے بہتر آدمی) کا استقبال کرو" رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کہا کہ بنوقریظہ کے یہودیوں نے تمہارے فیصلہ کی شرط پر ہتھیار ڈالے ہیں (لہٰذا اب تم ان کے بارے میں فیصلہ کرو) حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا "جو جنگجو ہیں انہیں قتل کیا جائے بچوں اور عورتوں کو قیدی بنا لیا جائے" آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "تو نے وہی فیصلہ کیا جو اللہ تعالیٰ کا حکم تھا" اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت: یاد رہے غزوہ احزاب کے دوران میں مسلمانوں کے حلیف قبیلہ بنوقریظہ نے عہد شکنی کی چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ احزاب سے فارغ ہونے کے بعد بنوقریظہ کا محاصرہ کر لیا۔ محاصرہ کے نتیجہ میں بنوقریظہ کے یہودی اس شرط پر ہتھیار ڈالنے کے لئے تیار ہوئے کہ ان کا فیصلہ ان کے حلیف حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے کروایا جائے۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی غزوہ احزاب میں ہاتھ کی رگ کٹ گئی تھی زخمی ہونے کی وجہ سے وہ مدینہ میں ہی ٹھہر گئے تھے اور غزوہ بنوقریظہ میں شریک نہیں تھے بنوقریظہ کی شرط پوری کرنے کے لئے آپ ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ سے طلب فرمایا اور انہوں نے وہ فیصلہ فرمایا جس کا ذکر حدیث شریف میں ہے۔

مسئلہ 135 حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ ﷺ سے وفاداری!

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِاَصْحَابِهٖ يَوْمَئِذٍ ((اِنِّيْ قَدْ عَرَفْتُ اَنَّ رِجَالاً مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ وَ غَيْرِهِمْ قَدْ اُخْرِجُوْا كَرْهًا ، وَ لاَ حَاجَةَ لَهُمْ بِقِتَالِنَا ، فَمَنْ لَقِيَ مِنْكُمْ اَحَدًا مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ فَلاَ يَقْتُلْهُ ، وَمَنْ لَقِيَ اَبَا الْبُخْتَرِيِّ ابْنِ هِشَامِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ اَسَدٍ فَلاَ يَقْتُلْهُ ، وَمَنْ لَقِيَ الْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ، عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلاَ يَقْتُلْهُ ، فَاِنَّهُ اِنَّمَا اُخْرِجَ مُسْتَكْرِهًا)) قَالَ : فَقَالَ اَبُوْ حُذَيْفَةَ ﷺ : اَنَقْتُلُ آبَاءَنَا وَ اَبْنَاءَنَا وَ اِخْوَانَنَا وَ عَشِيْرَتَنَا ، وَ نَتْرُكُ الْعَبَّاسَ ، وَاللّٰهِ لَئِنْ لَقِيْتُهُ لَاُلْجِمَنَّهُ السَّيْفَ ، قَالَ : فَبَلَغَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ، فَقَالَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ ((يَا اَبَا حَفْصٍ اَيُضْرَبُ وَجْهُ عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِالسَّيْفِ؟)) فَقَالَ عُمَرُ ﷺ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَعْنِيْ فَلَاَضْرِبْ عُنُقَهُ بِالسَّيْفِ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ نَافَقَ ، فَكَانَ اَبُوْ حُذَيْفَةَ ﷺ يَقُوْلُ : مَا اَنَا بِآمِنٍ مِنْ تِلْكَ الْكَلِمَةِ الَّتِيْ قُلْتُ يَوْمَئِذٍ ، وَلاَ اَزَالُ مِنْهَا خَائِفًا ، اِلاَّ اَنْ تُكَفِّرَهَا عَنِّي الشَّهَادَةُ ، فَقُتِلَ يَوْمَ الْيَمَامَةِ شَهِيْدًا . ذَكَرَهُ ابْنُ هِشَامٍ[1]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بدر کے روز نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا "مجھے معلوم ہے کہ بنوہاشم کے بعض لوگ مجبوراً (لشکر کفار) کے ساتھ لائے گئے ہیں حالانکہ انہیں

---

[1] السيرة النبوية ، الجزء الاول ،رقم الصفحة 371 (غزوة بدر الكبرىٰ)

ہمارے ساتھ جنگ میں ذرا بھی دلچسپی نہیں، لہٰذا جس کسی کی بنو ہاشم کے کسی فرد سے مڈ بھیڑ ہو وہ اسے قتل نہ کرے۔ جس کی ابوالبختری بن ہشام سے مڈ بھیڑ ہو وہ اسے قتل نہ کرے اور جس کی عباس بن عبدالمطلب سے مڈ بھیڑ ہو وہ اسے قتل نہ کرے، کیونکہ یہ سب مجبوراً لائے گئے ہیں۔'' حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ (بن عتبہ) نے کہا ''کیا ہم اپنے باپوں، بیٹوں، بھائیوں اور رشتہ داروں کو قتل کریں اور عباس کو چھوڑ دیں؟ اللہ کی قسم اگر وہ میری زد میں آ گیا تو اسے تلوار کی لگام پہنا کے چھوڑوں گا۔'' یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے فرمایا ''اے ابوحفص! کیا رسول اللہ ﷺ کے چچا کے چہرے پر تلوار ماری جائے گی؟'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''یارسول اللہ ﷺ! مجھے اجازت دیجئے میں اس کی گردن اڑا دوں اللہ کی قسم! یہ منافق ہو گیا ہے۔'' حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے ''میں نے اس روز رسول اللہ ﷺ سے جو بات کہی تھی اس کی وجہ سے مطمئن نہیں ہوں ہر وقت خوف سا لگا رہتا ہے الاّ یہ کہ میں شہید ہو جاؤں اور میری شہادت میرے گناہ کا کفارہ بن جائے، چنانچہ جنگ یمامہ میں وہ شہید ہو گئے۔ اسے ابن ہشام نے بیان کیا ہے۔

مسئلہ 136 حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی آپ ﷺ سے وفاداری!

قَالَ ابْنُ اِسْحٰقَ ...... ثُمَّ اِنَّهُمْ بَعَثُوْا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ : اَنْ اِبْعَثْ اِلَيْنَا اَبَا لُبَابَةَ بْنَ عَبْدِالْمُنْذِرِ رضی اللہ عنہ أَخَا بَنِىْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، وَ كَانُوْا حُلَفَاءَ الْاَوْسِ لِنَسْتَشِيْرَهُ فِىْ اَمْرِنَا، فَاَرْسَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَيْهِمْ، فَلَمَّا رَأَوْهُ قَامَ اِلَيْهِ الرِّجَالُ، وَ جَهَشَ اِلَيْهِ النِّسَاءُ وَالصِّبْيَانُ يَبْكُوْنَ فِىْ وَجْهِهٖ فَرَقَّ لَهُمْ، وَ قَالُوْا لَهٗ : يَا اَبَا لُبَابَةَ رضی اللہ عنہ ! أَتَرٰى اَنْ نَنْزِلَ عَلٰى حُكْمِ مُحَمَّدٍ ﷺ ؟ قَالَ : نَعَمْ ، وَاَشَارَ بِيَدِهٖ اِلٰى حَلْقِهٖ ، اِنَّهُ الذَّبْحُ . قَالَ اَبُوْ لُبَابَةَ رضی اللہ عنہ : فَوَاللّٰهِ مَا زَالَتْ قَدَمَاىَ مِنْ مَكَانِهِمَا حَتّٰى عَرَفْتُ اَنِّىْ قَدْ خُنْتُ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ثُمَّ انْطَلَقَ اَبُوْ لُبَابَةَ رضی اللہ عنہ عَلٰى وَجْهِهٖ وَ لَمْ يَاْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى ارْتَبَطَ فِى الْمَسْجِدِ اِلٰى عُمُوْدٍ مِنْ عُمُدِهٖ وَ قَالَ : لَا أَبْرَحُ مَكَانِىْ هٰذَا حَتّٰى يَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَىَّ مِمَّا صَنَعْتُ وَ عَاهَدَ اللّٰهَ : أَنْ لَا اَطَاَ بَنِىْ قُرَيْظَةَ اَبَدًا ، وَلَا اَرٰى فِىْ بَلَدٍ خُنْتُ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فِيْهِ اَبَدًا .... تَوْبَةَ اَبِىْ لُبَابَةَ نَزَلَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ السَّحَرِ ، وَ هُوَ فِىْ بَيْتِ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا ، فَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ : فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مِنَ السَّحَرِ وَ هُوَ يَضْحَكُ . قَالَتْ : فَقُلْتُ : اَضْحَكَ

اللّٰهُ مِمَّا تَضْحَكُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ؟ قَالَ بِتَوْبَةِ اللّٰهِ عَلٰى أَبِي لُبَابَةَ قَالَتْ : اَبَشِّرُهُ، قَالَ : ((بَلٰى ، اِنْ شِئْتِ)) قَالَ : فَقَامَتْ عَلٰى بَابِ حُجْرَتِهَا وَ ذٰلِكَ قَبْلَ اَنْ يُضْرَبَ عَلَيْهِنَّ الْحِجَابُ ،فَقَالَتْ : يَا اَبَا لُبَابَةَ ، اَبْشِرْ فَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْكَ . قَالَتْ : فَثَارَ النَّاسُ اِلَيْهِ لِيُطْلِقُوْهُ ، فَقَالَ : لاَ وَاللّٰهِ حَتّٰى يَكُوْنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هُوَ الَّذِىْ يُطْلِقُنِىْ بِيَدِهٖ ، فَلَمَّا مَرَّ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَارِجًا اِلٰى صَلاَةِ الصُّبْحِ اَطْلَقَهُ . ذَكَرَهُ فِي السِّيْرَةِ النَّبَوِيَّةِ[1]

ابن اسحٰق کہتے ہیں ...... غزوہ بنوقریظہ میں یہودیوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ ﷺ (مشورہ کے لئے) ہمارے پاس ابولبابہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ کو بھیج دیں جو کہ قبیلہ اوس کے پرانے حلیف تھے تاکہ ہم ان سے (ہتھیار ڈالنے یا نہ ڈالنے کے بارے میں) مشورہ کر سکیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو یہودیوں کے پاس بھیج دیا۔ جب بنوقریظہ کے یہودیوں نے حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو مرد ان کی طرف دوڑ کر گئے، عورتیں اور بچے ان کے سامنے دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کے دل میں ان کے لئے نرمی پیدا ہوگئی۔ یہودیوں نے حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ سے کہا "اے ابولبابہ! تیری کیا رائے ہے کیا ہم محمد (ﷺ) کے حکم پر ہتھیار ڈال دیں؟ حضرت ابولبابہ نے کہا "ہاں" اور ساتھ ہی اپنے ہاتھ سے حلق کی طرف اشارہ بھی کیا یعنی کاٹے جاؤ گے۔ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اللہ کی قسم! وہیں کھڑے کھڑے مجھے احساس ہوگیا کہ میں نے (راز فاش کرکے) اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے خیانت کی ہے، چنانچہ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ وہاں سے چل دیئے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کی بجائے مسجد نبوی میں چلے گئے اور مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ اپنے آپ کو باندھ لیا اور عہد کیا کہ مجھ سے جو غلطی سرزد ہوئی ہے اس کی وجہ سے میں یہاں سے کبھی نہیں جاؤں گا حتی کہ اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول فرمالیں اور یہ قسم کھائی کہ آئندہ میں بنوقریظہ کے علاقہ میں کبھی نہیں جاؤں گا اور نہ ہی ایسی سرزمین میں پایا جاؤں گا جس میں، میں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے خیانت کی ہے۔ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی توبہ کا فرمان آپ ﷺ پر سحری کے وقت حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں نازل ہوا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے سحری کے وقت رسول اللہ ﷺ کو ہنستے ہوئے دیکھا تو میں نے عرض کیا "یا رسول اللہ ﷺ! اللہ آپ کو ہنسائے آپ کس بات پر ہنس رہے ہیں؟" آپ

[1] السيرة النبوية لابن هشام ، الجزء الثاني ، رقم الصفحة 148، (غزوة بني قريظة)

ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ابولبابہ کی توبہ قبول ہونے پر۔'' حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا ''کیا میں ابولبابہ کو یہ خوشخبری سنا دوں؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ہاں، اگر چاہو تو سنا دو۔'' چنانچہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اپنے گھر کے دروازے پر کھڑی ہوگئیں اور یہ حجاب کا حکم نازل ہونے سے پہلے کی بات ہے، اور کہنے لگیں ''اے ابولبابہ رضی اللہ عنہ! مبارک ہو اللہ نے تیری توبہ قبول فرمالی۔'' حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ لوگ (خوشی خوشی) ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی طرف دوڑے تاکہ انہیں ستون سے کھول دیں، لیکن حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے منع کر دیا کہ نہیں جب تک اللہ کے رسول ﷺ خود اپنے دست مبارک سے آ کر مجھے آزاد نہیں کریں گے میں آزاد نہیں ہوں گا۔ چنانچہ جب رسول اللہ ﷺ نماز فجر کے لئے وہاں سے گزرے تو انہیں آزاد کیا۔ اسے ابن ہشام نے سیرۃ النبویہ میں بیان کیا ہے۔

مسئلہ 137 حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ ﷺ سے وفاداری!

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ : لَمَّا اعْتَزَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ نِسَاءَهُ قَالَ : دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَإِذَا النَّاسُ يَنْكُتُونَ بِالْحَصٰى وَ يَقُوْلُوْنَ طَلَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نِسَاءَهُ وَ ذٰلِكَ قَبْلَ اَنْ يُؤْمَرَ بِالْحِجَابِ ، قَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ : فَقُلْتُ : لَأَعْلَمَنَّ ذٰلِكَ الْيَوْمَ قَالَ...... : فَدَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ...... فَقُلْتُ لَهَا : اَيْنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ؟ قَالَتْ : هُوَ فِيْ خَزَانَتِهٖ فِي الْمَشْرُبَةِ فَدَخَلْتُ فَإِذَا اَنَا بِرَبَاحٍ غُلَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَاعِدًا عَلٰى اُسْكُفَّةِ الْمَشْرُبَةِ...... فَنَادَيْتُ : يَا رَبَاحُ اسْتَأْذِنْ لِيْ عِنْدَكَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَنَظَرَ رَبَاحٌ إِلَى الْغُرْفَةِ ثُمَّ نَظَرَ إِلَيَّ فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا ثُمَّ قُلْتُ : يَا رَبَاحُ اسْتَأْذِنْ لِيْ عِنْدَكَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَنَظَرَ رَبَاحٌ إِلَى الْغُرْفَةِ ثُمَّ نَظَرَ إِلَيَّ فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا ثُمَّ رَفَعْتُ صَوْتِيْ فَقُلْتُ : يَا رَبَاحُ اسْتَأْذِنْ لِيْ عِنْدَكَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَإِنِّيْ اَظُنُّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ظَنَّ اَنِّيْ جِئْتُ مِنْ اَجْلِ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَاللّٰهِ لَئِنْ اَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِضَرْبِ عُنُقِهَا لَاَضْرِبَنَّ عُنُقَهَا . رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1]

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج سے علیحدگی اختیار فرمائی تو میں مسجد میں آیا لوگ اس وقت (پریشانی کے عالم میں) کنکریاں الٹ پلٹ رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے اور یہ واقعہ حجاب کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا ہے۔

[1] كتاب الطلاق ، باب بيان تخيير لامراته لا يكون طلاقا الا بالنية

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے (دل میں) سوچا کہ میں حقیقت معلوم کروں گا چنانچہ میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا ...... ''رسول اللہ ﷺ کہاں ہیں؟'' حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ وہ اپنے گودام کے بالا خانہ میں تشریف فرما ہیں۔ میں وہاں گیا تو دیکھا کہ آپ ﷺ کا غلام، رباح، بالا خانے کی دہلیز پر بیٹھا ہے ...... میں نے اسے آواز دی ''رباح! میرے لئے رسول اللہ ﷺ سے حاضری کی اجازت لو۔'' رباح نے اندر دیکھا، لیکن کوئی جواب نہ دیا۔ میں نے پھر کہا ''رباح! میرے لئے رسول اللہ ﷺ سے حاضری کی اجازت لو۔'' رباح نے کمرے کی طرف دیکھا اور پھر میری طرف دیکھا، لیکن زبان سے کچھ نہ کہا۔ تیسری بار میں نے اپنی آواز بلند کرتے ہوئے کہا ''اے رباح! رسول اللہ ﷺ سے میرے لئے حاضری کی اجازت لو۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (رباح کی بار بار خاموشی سے) مجھے شک ہوا کہ رسول اللہ ﷺ یہ سمجھ رہے ہیں کہ شاید میں (اپنی بیٹی) ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی سفارش کے لئے آیا ہوں (چنانچہ اسی بلند آواز میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا) ''اللہ کی قسم! اگر رسول اللہ ﷺ مجھے حفصہ کی گردن اڑانے کا حکم دیں تو میں حفصہ کی گردن بھی اڑا دوں گا۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : مدینہ منورہ ہجرت کے بعد اور فتوحات سے قبل آستانہ نبوت میں فقر و فاقہ کا غلبہ تھا۔ اسی زمانے میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے آپ ﷺ سے نان نفقہ بڑھانے کا مطالبہ کیا تو مزاج مبارک پر اس کا شدید اثر ہوا، لہٰذا آپ ﷺ نے ایک ماہ کے لئے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے علیحدگی اختیار فرمالی۔ شرعی اصطلاح میں اسے ''ایلاء'' کہا جاتا ہے۔ مذکورہ حدیث کا تعلق اسی واقعہ سے ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اجازت ملنے پر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو یہ معلوم کر کے مسرور ہوئے کہ آپ ﷺ نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو طلاق نہیں دی بلکہ صرف ایک ماہ کے لئے علیحدگی فرمائی ہے۔ اس موقع پر سورہ احزاب کی آیت بھی نازل ہوئی جس میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو آپ ﷺ کے ساتھ اسی فقر و فاقہ کے ساتھ تعلق نبھانے یا پھر آپ ﷺ سے علیحدہ ہونے کا اختیار دیا گیا تھا۔ جواب میں تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے آپ ﷺ کی رفاقت کو پسند فرمایا۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو سورہ احزاب، آیت 28-29

اَلْحَقُّ التَّاسِعُ......مُحَبَّةُ اَهْلِ بَيْتِهٖ وَ صَحَابَتِهٖ ﷺ

نواں حق......آپ ﷺ کے اہل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کرنا

مسئلہ 138 اہل ایمان کو ازواج مطہرات کی تعظیم اور تکریم اسی طرح کرنی چاہئے جس طرح ہم اپنی حقیقی ماؤں کی کرتے ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ!

﴿ اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ﴾(6:33)

''اہل ایمان کے لئے نبی کی ذات ان کی اپنی ذات پر مقدم ہے اور نبی کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔'' (سورۃ الاحزاب، آیت نمبر 6)

مسئلہ 139 اہل ایمان پر ازواج مطہرات کی عزت اور ناموس کا دفاع کرنا واجب ہے۔

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ وَ الَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○ لَوْ لَا اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا وَّ قَالُوْا هٰذَا اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ○ ﴾

(12-11:24)

''جو لوگ یہ بہتان گھڑ لائے ہیں وہ تمہارے اندر کا ہی ایک گروہ ہے۔ اس واقعہ کو اپنے حق میں شر نہ سمجھو بلکہ اس میں تمہارے لئے خیر ہی ہے جس نے اس شر میں جتنا حصہ لیا اتنا ہی اس نے گناہ سمیٹا اور جس نے اس گناہ میں سب سے زیادہ حصہ ڈالا اس کے لئے عذاب عظیم ہے۔ جس وقت تم لوگوں نے اسے سنا اسی وقت کیوں نہ مومن مردوں اور مومن عورتوں نے اپنے آپ کے بارے میں نیک گمان کیا اور کیوں نہ کہا یہ تو صریح بہتان ہے؟'' (سورۃ النور، آیت نمبر 11-12)

مسئلہ 140 اہل ایمان کو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک جیسا ادب اور احترام کرنا چاہیے۔

﴿ وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝﴾(100:9)

''وہ مہاجر اور انصار جنہوں نے سب سے پہلے دعوت ایمان پر لبیک کہنے میں سبقت کی اور جنہوں نے اچھے طریقے سے ان کی پیروی کی ان سے اللہ راضی ہوا، اور وہ اللہ سے راضی ہوئے، اللہ نے ان کے لئے جنتیں تیار کی ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں وہ ان جنتوں میں ہمیشہ رہیں گے یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ (سورۃ التوبہ، آیت نمبر 100)

مسئلہ 141 کسی مومن کو کسی صحابی کے بارے میں اپنے دل میں بغض نہیں رکھنا چاہیے بلکہ ان کے لئے مغفرت کی دعا کرنی چاہیے۔

﴿ وَ الَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَ لَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝﴾(10:59)

''اور جو لوگ صحابہ کے بعد آئے وہ یوں دعا مانگتے ہیں: اے ہمارے رب! ہمیں اور ہمارے سب بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لائے، اور ہمارے دلوں میں اہل ایمان کے لئے کوئی بغض نہ رکھ، اے ہمارے رب! بے شک تو بڑا شفقت فرمانے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔'' (سورۃ الحشر، آیت نمبر 10)

مسئلہ 142 رسول اکرم ﷺ نے تمام اہل ایمان کو اہل بیت سے محبت کرنے اور ان کا خیال رکھنے کی نصیحت فرمائی ہے۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمٍ رضی اللہ عنہ قَالَ ...... : قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا فِيْنَا خَطِيْبًا بِمَاءٍ يُدْعٰى خُمًّا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَ وَعَظَ وَ ذَكَّرَ ثُمَّ قَالَ ((اَمَّا بَعْدُ اَلَا اَيُّهَا النَّاسُ! فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ يُوْشِكُ اَنْ يَّاْتِيَ رَسُوْلُ رَبِّيْ فَاُجِيْبَ وَ اَنَا تَارِكٌ فِيْكُمْ ثَقَلَيْنِ اَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ فِيْهِ الْهُدٰى وَالنُّوْرُ فَخُذُوْا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَاسْتَمْسِكُوْا بِهِ)) فَحَثَّ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ وَ

رَغَّبَ فِيهِ ثُمَّ قَالَ ((وَ اَهْلُ بَيْتِي اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِي اَهْلِ بَيْتِي اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِي اَهْلِ بَيْتِي))
رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک پانی کی جگہ ہے جسے ''خم'' کہتے ہیں (حجۃ الوداع سے واپسی پر) ایک روز رسول اللہ ﷺ وہاں خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان فرمائی، وعظ ونصیحت ارشاد فرمائی، پھر فرمایا ''امابعد! اے لوگو! میں ایک آدمی ہوں (جسے موت آنی ہے) قریب ہے کہ اللہ کا فرستادہ (یعنی فرشتہ) میرے پاس آئے اور میں اسے لبیک کہوں (یاد رکھو) میں تمہارے درمیان دو اہم چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ان میں سے پہلی تو اللہ کی کتاب ہے جس میں ہدایت ہے اور روشنی ہے اس سے احکام لینا اور اسے مضبوطی سے تھامے رکھنا۔'' غرض آپ ﷺ نے لوگوں کو قرآن مجید پر عمل کرنے پر ابھارا اور اس کی ترغیب دلائی۔ پھر فرمایا ''دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں۔ اپنے اہل بیت کے معاملے میں، میں تمہیں اللہ (کا خوف) یاد دلاتا ہوں۔'' آپ ﷺ نے دوبارہ یہ بات ارشاد فرمائی۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : ① یہاں اہل بیت سے مراد عبدالمطلب کی اولاد میں سے تمام مسلمان مرد اور عورتیں ہیں (واللہ اعلم بالصواب!)

② اہل بیت کے حقوق۔ سے مراد ان کا ادب اور احترام کرنا، ان کے لئے دعا کرنا اور ان کے فضائل اور بزرگی کا ذکر کرنا شامل ہے۔ واللہ اعلم بالصواب!

③ اہل بیت میں صالح اور غیر صالح دونوں طرح کے لوگ شامل ہیں۔ غیر صالح لوگوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد مبارک قول فیصل ہے ((مَنْ أَبْطَأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ)) ''جس شخص کو اس کے عمل نے پیچھے کر دیا اس کا نسب اسے آگے نہیں بڑھا سکے گا۔'' (مسلم)

مسئلہ 143 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تمام لوگوں سے افضل اور اعلیٰ سمجھنا ایمان کا حصہ ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ؟ قَالَ ((قَرْنِي ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [2]

حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے کسی نے دریافت کیا ''کون سے لوگ افضل ہیں؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''میرے زمانے کے لوگ، پھر ان کے بعد آنے والے (دوسرے درجہ پر)، پھر ان کے بعد آنے والے۔ (تیسرے درجہ پر)'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

---

[1] كتاب الفضائل ، من فضائل علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ

[2] كتاب الفضائل ، باب فضل الصحابة ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم

مسئلہ 144 رسول اکرم ﷺ کے بعد اہل ایمان کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر چلنے کا حکم دیا گیا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ﷺ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ...... ((تَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلاَثٍ وَ سَبْعِیْنَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِی النَّارِ اِلاَّ مِلَّةٌ وَاحِدَةٌ)) قَالُوْا : مَنْ هِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ؟ قَالَ ((مَا اَنَا عَلَیْهِ وَ اَصْحَابِیْ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ [1] (حسن)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی ایک کے علاوہ باقی سب فرقے جہنم میں جائیں گے۔“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا ”یا رسول اللہ ﷺ! وہ کون سا فرقہ ہے؟“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”جو میرے اور میرے اصحاب کے طریقہ پر ہوگا۔“ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 145 انصار سے محبت کرنا ایمان کی علامت ہے۔

عَنِ الْبَرَاءِ ﷺ قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ ((اَلْاَنْصَارُ لاَ یُحِبُّهُمْ اِلاَّ مُؤْمِنٌ وَ لاَ یُبْغِضُهُمْ اِلاَّ مُنَافِقٌ فَمَنْ اَحَبَّهُمْ اَحَبَّهُ اللّٰهُ وَ مَنْ اَبْغَضَهُمْ اَبْغَضَهُ اللّٰهُ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ [2]

حضرت براء (بن عازب) رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ انصار سے وہی محبت کرے گا جو مومن ہوگا اور ان سے وہی دشمنی کرے گا جو منافق ہوگا پس جس نے انصار سے محبت کی اس سے اللہ محبت کرے گا اور جس نے انصار سے دشمنی کی، اس سے اللہ دشمنی کرے گا۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 146 انصار سے محبت، وفاداری اور ہمدردی کرنے والوں کے لئے بھی آپ ﷺ نے دعا فرمائی۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ ﷺ قَالَ : سَمِعْتُ اَبَا حَمْزَةَ ﷺ رَجُلاً مِنَ الْاَنْصَارِ قَالَتِ الْاَنْصَارُ اِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ اَتْبَاعًا وَ اِنَّا قَدْ اِتَّبَعْنَاكَ فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ یَّجْعَلَ اَتْبَاعَنَا مِنَّا ، قَالَ النَّبِیُّ ﷺ

---

[1] ابواب الایمان ، باب افتراق هذه الامة (2128/2)

[2] كتاب مناقب الانصار ، باب حب الانصار من الایمان

((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَتْبَاعَهُمْ مِنْهُمْ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ❶

حضرت عمرو بن مرہ ؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک انصاری ابوحمزہ ؓ کو رسول اللہ ﷺ سے عرض کرتے سنا "ہر قوم کے تابعدار (خیر خواہ اور ہمدرد) ہوتے ہیں ہم نے آپ ﷺ کی تابعداری کی، آپ دعا فرمائیں کہ جو لوگ ہماری تابعداری کریں اللہ انہیں بھی ہمارے ساتھ (اجر و ثواب میں) شریک فرما دے۔" آپ ﷺ نے فرمایا "یا اللہ! ان کے تابعداروں کو بھی ان کے (اجر و ثواب میں) شریک فرما دے۔" اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 147 رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین اور ان کی اولاد سے حسن سلوک کی وصیت فرمائی۔

وَعَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ ﷺ قَالَ لَمَّا حَضَرَ النَّبِيَّ ﷺ الْوَفَاةُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَوْصِنَا قَالَ أُوْصِيْكُمْ بِالسَّابِقِيْنَ الْاَوَّلِيْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَبِاَبْنَاءِ هِمْ وَ مَنْ بَعْدَهُمْ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ لَا يُقْبَلُ مِنْكُمْ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ . رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ ❷ (حسن)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ کہتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ کی وفات کا وقت قریب آیا تو صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا "یا رسول اللہ ﷺ! ہمیں کوئی وصیت فرمائیں؟" آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "میں تمہیں مہاجرین میں سے سب سے پہلے ایمان لانے والوں اور ان کی اولادوں اور ان کے بعد آنے والوں (یعنی تابعین) کا ادب اور احترام کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ جو شخص ان کا ادب اور احترام نہیں کرے گا اللہ تعالیٰ اس کا فرض یا نفل کچھ بھی قبول نہیں کرے گا۔" اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 148 حضرت ابوبکر صدیق ؓ اپنے قرابت داروں کی نسبت رسول اللہ ﷺ کے قرابت داروں کے حقوق کا زیادہ خیال رکھتے تھے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : قَالَ اَبُوْبَكْرٍ ﷺ : وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَقَرَابَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَحَبُّ اِلَيَّ اَنْ اَصِلَ مِنْ قَرَابَتِيْ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ❸

❶ كتاب مناقب الانصار، باب اتباع الانصار

❷ مجمع الزوائد، كتاب المناقب باب ما جاء في اصحاب النبي (738/9)

❸ كتاب المناقب ، مناقب قرابة رسول الله ﷺ و منقبة فاطمة رضي الله عنها بنت النبي ﷺ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اپنے قرابت داروں سے صلہ رحمی کی نسبت مجھے رسول اللہ ﷺ کے قرابت داروں سے صلہ رحمی کرنا زیادہ محبوب ہے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 149 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہنا حرام ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لاَ تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ ، لاَ تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ ، فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَوْ اَنَّ اَحَدَکُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَا اَدْرَکَ مُدَّ اَحَدِهِمْ وَ لاَ نَصِيْفَهٗ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''میرے ساتھیوں کو برا مت کہو، میرے صحابہ کو برا مت کہو۔ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر تم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کرے تو صحابہ کے مُد یا آدھے مُد کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتا۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 150 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہنے والے پر اللہ کی ، فرشتوں کی اور سارے اہل ایمان کی لعنت ہے اور اس کی کوئی عبادت قبول نہیں۔

عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ سَبَّ اَصْحَابِیْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَ الْمَلاَئِکَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لاَ يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا وَ عَدْلاً . رَوَاهُ الْخَطِيْبُ فِی التَّارِيْخِ [2]
(حسن)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جس نے میرے صحابی کو برا بھلا کہا اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور سارے (ایماندار) لوگوں کی لعنت ہے، اللہ اس کی فرض یا نفل عبادت قبول نہیں فرمائے گا۔'' اسے خطیب نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 151 ہر مسلمان کو اہل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حیات طیبہ اور سیرت کا

---

1. كتاب الفضائل ، باب تحريم سب الصحابة
2. سلسلة الأحاديث الصحيحة للالباني، الجزء الخامس، رقم الحديث 2340

مطالعہ کرنا چاہیے۔

قَالَ : شَقِيقُ الْبَلْخِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ، قِيلَ لِابْنِ الْمَبَارَكِ رَحِمَهُ اللّٰهُ : إِذَا أَنْتَ صَلَّيْتَ لِمَ لَا تَجْلِسُ مَعَنَا ؟ قَالَ : أَجْلِسُ مَعَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ أَنْظُرُ فِي كُتُبِهِمْ وَ آثَارِهِمْ فَمَا أَصْنَعُ مَعَكُمْ؟ أَنْتُمْ تَغْتَابُونَ النَّاسَ . أَوْرَدَهُ فِي سِيَرِ أَعْلَامِ النُّبَلَاءِ[1]

حضرت شقیق بلخی رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے کہا گیا، آپ نماز پڑھ چکے ہیں تو پھر ہمارے ساتھ کیوں نہیں بیٹھتے ؟ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے جواب دیا ''میں صحابہ اور تابعین کے ساتھ بیٹھتا ہوں یعنی ان کی کتب اور سیرت کا مطالعہ کرتا ہوں، تمہارے ساتھ بیٹھ کر کیا کروں گا تم بیٹھ کر دوسروں کی غیبت کرتے ہو۔'' یہ بات سیر اعلام النبلاء میں بیان کی گئی ہے۔

[1] 398/8

اَلْحَقُّ الْعَاشِرُ ...... اِجْتِنَابُ عَنِ الْجَفَاءِ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ

دسواں حق ...... آپ ﷺ سے جفانہ کرنا

مسئلہ 152 آپ ﷺ کی مدح میں مبالغہ نہ کیا جائے۔

عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ ((لاَ تُطْرُوْنِیْ کَمَا أُطْرَتِ النَّصَارٰی ابْنَ مَرْیَمَ فَاِنَّمَا اَنَا عَبْدُہٗ فَقُوْلُوْا عَبْدُاللّٰہِ وَ رَسُوْلُہٗ)) رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ [1]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری تعریف میں ایسا مبالغہ نہ کرنا جس طرح نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی تعریف میں مبالغہ کیا۔ میں اللہ کا بندہ ہوں، لہٰذا مجھے اللہ کا بندہ اور اللہ کا رسول ہی کہو۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت: تعریف میں مبالغہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی صفات یا اختیارات میں شریک کیا جائے یا آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی ذات (نور) کا حصہ سمجھا جائے۔

مسئلہ 153 رسول اکرم ﷺ کے نام کی قسم نہ کھائی جائے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((مَنْ کَانَ حَالِفًا فَلاَ یَحْلِفْ اِلاَّ بِاللّٰہِ)) رَوَاہُ مُسْلِمٌ [2]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جس نے قسم کھانی ہو وہ اللہ کے سوا کسی کی قسم نہ کھائے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 154 رسول اکرم ﷺ کی قبر شریف پر عرس یا میلا د وغیرہ نہ لگایا جائے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((لاَ تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا وَ صَلُّوْا عَلَیَّ

---

[1] کتاب الانبیاء ، باب اذا انتبذت من اھلھا

[2] کتاب الایمان ، باب النھی عن الحلف بغیر اللہ تعالی

فَاِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِيْ حَيْثُ مَا كُنْتُمْ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ❶ (صحيح)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''میری قبر کو تہوار منانے کی جگہ نہ بناؤ مجھ پر درود بھیجو تم جہاں کہیں بھی ہو گے مجھے تمہارا درود پہنچا دیا جائے گا۔'' اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 155 رسول اکرم ﷺ کی قبر شریف پر کسی قسم کی عبادت نہ کی جائے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِيْ وَثَنًا لَعَنَ اللّٰهُ قَوْمًا اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ❷ (صحيح)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''یا اللہ! میری قبر کو بت نہ بنانا، اللہ نے ان لوگوں پر لعنت کی جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنالیا۔'' اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 156 آپ ﷺ کی قبر شریف کی زیارت کی نیت سے مدینہ منورہ کا سفر نہ کیا جائے۔

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ ، مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ مَسْجِدِ الْاَقْصٰى وَ مَسْجِدِيْ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ❸

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''تین مساجد، مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور مسجد نبوی کے علاوہ کسی جگہ کا سفر (عبادت کی نیت سے) اختیار نہ کیا جائے۔'' اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : مدینہ منورہ کا سفر مسجد نبوی میں نمازیں ادا کر کے زیادہ اجر و ثواب حاصل کرنے کی نیت سے کرنا چاہئے۔ مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد آپ ﷺ کی قبر شریف پر درود و سلام کے لئے حاضری دینا جائز اور درست ہے۔

مسئلہ 157 محافل میلاد یا جشن میلاد نہ منایا جائے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ❹

---

❶ صحیح الجامع الصغیر و زیادته ، للالبانی ، الجز السادس ، رقم الحدیث 7103

❷ احکام الجنائز ، للالبانی ، رقم الصفحه 216

❸ مختصر صحیح بخاری ، للزبیدی ، رقم الحدیث 260

❹ کتاب الصلح ، باب اذا اصطلحوا علی صلح جور فالصلح مردود

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جس نے دین میں کوئی ایسا کام کیا جس کی بنیاد شریعت میں نہیں تو وہ مردود ہے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : یاد رہے عہد نبوی' عہد صحابہ اور عہد تابعین و تبع تابعین میں کبھی محفل میلاد یا جشن میلاد یا عید میلاد النبی نہیں منائی گئی۔

مسئلہ 158 موضوع احادیث بیان نہ کی جائیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ كَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)) مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جس نے جان بوجھ کر میری جانب جھوٹ منسوب کیا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔'' اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : موضوع حدیث وہ ہے جو کوئی شخص اپنی طرف سے گھڑ کر نبی کریم ﷺ کے نام منسوب کر دے۔

مسئلہ 159 آپ ﷺ کے بعد کسی دوسرے کو نبی نہ مانا جائے۔

عَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((وَاِنَّهُ سَیَكُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ كَذَّابُوْنَ ثَلاَثُوْنَ كُلُّهُمْ یَزْعَمُ اَنَّهُ نَبِیٌّ وَ اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لاَ نَبِیَّ بَعْدِیْ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ[2] (صحیح)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''(آگاہ رہو) میری امت میں تیس (بڑے) کذاب پیدا ہوں گے ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔'' اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ كَانَ نَبِيٌّ بَعْدِي لَكَانَ عُمَرَ بْنُ الْخَطَّابِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ[3] (حسن)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہوتا۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

❊❊❊

---

1. اللؤلؤ والمرجان ، الجزء الاول ، رقم الحدیث 30
2. کتاب الفتن ، باب ذکر الفتن و دلائلها (3577/3)
3. ابواب المناقب باب مناقب أبي حفص عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ (2909/3)

عَــقُــوْبَــةُ مَــنْ اَهَــانَــهٗ ﷺ

آپ ﷺ کی توہین کرنے والے کی سزا

مَسئلہ 160 رسول اکرم ﷺ کا استہزاء کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں بھرپور انتقام لیں گے۔

﴿ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ﴾ (95:15)

"بے شک ہم آپ کا مذاق اڑانے والوں سے انتقام لینے کے لئے کافی ہیں۔" (سورۃ الحجر، آیت نمبر 95)

مَسئلہ 161 رسول اللہ ﷺ کا استہزا کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

﴿ وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَ نَلْعَبُ قُلْ اَ بِاللّٰهِ وَ اٰيٰتِهٖ وَ رَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ○ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةً بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ○ ﴾ (9:65-66)

"اگر تم ان (منافقوں) سے پوچھو تم کیا باتیں کر رہے تھے؟ وہ فوراً جواب دیں گے: بس ہم تو ذرا ہنسی مذاق اور دل لگی کر رہے تھے ان سے کہو: کیا تمہاری ہنسی اور دل لگی اللہ، اس کی آیات اور اس کے رسول کے ساتھ ہی تھی؟ اب معذرتیں پیش نہ کرو، ایمان لانے کے بعد تم نے کفر کیا ہے اگر ہم نے تم میں سے ایک گروہ کو معاف کر بھی دیا تو دوسرے گروہ کو سزا ضرور دیں گے کیونکہ وہ مجرم ہیں۔" (سورۃ التوبہ، آیت 65-66)

مَسئلہ 162 رسول اللہ ﷺ کا مذاق اڑانے والوں کا اللہ تعالیٰ دنیا سے نام ونشان مٹا دیتے ہیں۔

﴿ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝ ﴾(3:108)

”بے شک تیرا دشمن ہی جڑ کٹا ہے۔“ (سورۃ الکوثر، آیت نمبر 3)

مسئلہ 163 رسول اکرم ﷺ کی توہین کرنے والے کی سزا قتل ہے خواہ کافر ہو یا نام نہاد مسلمان!

عَنْ اَبِیْ بَرْزَةَ ﷺ قَالَ : كُنْتُ عِنْدَ اَبِیْ بَكْرٍ ﷺ فَتَغَيَّظَ عَلٰى رَجُلٍ فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ فَقُلْتُ : تَأْذَنُ لِیْ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَضْرِبُ عُنُقَهُ ، قَالَ : فَاَذْهَبَتْ كَلِمَتِیْ غَضَبَهُ ، فَقَامَ فَدَخَلَ فَاَرْسَلَ اِلَیَّ فَقَالَ : مَا الَّذِیْ قُلْتَ اٰنِفًا؟ قُلْتُ : ائْذَنْ لِیْ اَضْرِبُ عُنُقَهُ ، قَالَ : أَكُنْتَ فَاعِلاً لَوْ اَمَرْتُكَ ، قُلْتُ : نَعَمْ ! قَالَ : وَاللّٰهِ ! مَا كَانَتْ لِبَشَرٍ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ❶ (صحیح)

حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا اور وہ ایک آدمی پر سخت اظہار ناراضی فرما رہے تھے۔ میں نے عرض کیا ”اے خلیفہ رسول رضی اللہ عنہ! مجھے اجازت دیجئے میں اس کی گردن اڑا دوں۔“ میرے ان کلمات سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سارا غصہ دور ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنی جگہ سے اٹھے اور اندر چلے گئے اور (تھوڑی دیر بعد) مجھے بلا بھیجا اور پوچھا ”تو نے مجھے کیا کہا تھا؟“ میں نے عرض کیا ”مجھے اجازت دیجئے میں اس کی گردن اڑا دوں۔“ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پوچھا ”اگر میں اجازت دے دیتا تو کیا تم ایسا کر گزرتے؟“ میں نے عرض کیا ”ہاں!“ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”واللہ! توہین کے جرم میں قتل کی سزا محمد ﷺ کے بعد کسی آدمی کے لئے جائز نہیں۔“ اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 164 رسول اکرم ﷺ کی توہین اور گستاخی کرنے پر حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے اپنی لونڈی کو قتل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا خون رائیگاں قرار دے دیا۔

وضاحت : حدیث مسئلہ نمبر 128 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ 165 عہد نبوی میں ایک یہودی ...... کعب بن اشرف ...... رسول اکرم ﷺ

❶ کتاب الحدود ، باب الحکم فیمن سب النبی ﷺ (3666/3)

کی توہین کرتا تھا، آپ ﷺ نے خود اس کو قتل کرنے کا حکم دیا۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الْاَشْرَفِ؟ فَإِنَّهُ قَدْ اٰذَى اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهُ)) فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ ﷺ، فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! أَتُحِبُّ اَنْ اَقْتُلَهُ ؟ قَالَ ((نَعَمْ !)) قَالَ : فَائْذَنْ لِيْ اَنْ اَقُوْلَ شَيْئًا ، قَالَ ((قُلْ)) فَاَتَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ ﷺ فَقَالَ : اِنَّ هٰذَا الرَّجُلَ قَدْ سَأَلَنَا صَدَقَةً ، وَ اِنَّهُ قَدْ عَنَّانَا ، وَ اِنِّيْ قَدْ اَتَيْتُكَ أَسْتَسْلِفُكَ ، قَالَ : وَ اَيْضًا وَاللّٰهِ لَتَمَلُّنَّهُ ، قَالَ : اِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاهُ ، فَلاَ نُحِبُّ اَنْ نَدَعَهُ حَتّٰى نَنْظُرَ اِلٰى اَيِّ شَيْءٍ يَصِيْرُ شَأْنُهُ وَ قَدْ اَرَدْنَا اَنْ تُسْلِفَنَا وَسْقًا اَوْ وَسْقَيْنِ . فَقَالَ : نَعَمْ ! اِرْهَنُوْنِيْ ، قَالُوْا : اَيَّ شَيْءٍ تُرِيْدُ ؟ قَالَ : اِرْهَنُوْنِيْ نِسَاءَ كُمْ ، قَالُوْا : كَيْفَ نَرْهَنُكَ نِسَاءَ نَا وَ اَنْتَ اَجْمَلُ الْعَرَبِ ، قَالَ : فَارْهَنُوْنِيْ اَبْنَاءَ كُمْ ، قَالُوْا : كَيْفَ نَرْهَنُكَ اَبْنَاءَ نَا ، فَيُسَبُّ اَحَدُهُمْ ، فَيُقَالُ : رُهِنَ بِوَسْقٍ اَوْ وَسْقَيْنِ ، هٰذَا عَارٌ عَلَيْنَا ، وَ لٰكِنَّا نَرْهَنُكَ اللَّاْمَةَ فَوَاعَدَهُ اَنْ يَأْتِيَهُ فَجَاءَهُ لَيْلًا وَ مَعَهُ اَبُوْ نَائِلَةَ ، وَهُوَ اَخُوْ كَعْبٍ مِنَ الرَّضَاعَةِ ، فَدَعَاهُمْ اِلَى الْحِصْنِ ، فَنَزَلَ اِلَيْهِمْ ، فَقَالَتْ لَهُ امْرَاَتُهُ : اَيْنَ تَخْرُجُ هٰذِهِ السَّاعَةَ؟ فَقَالَ : اِنَّمَا هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ ﷺ وَ اَخِيْ اَبُوْ نَائِلَةَ ، قَالَتْ : اَسْمَعُ صَوْتًا كَاَنَّهُ يَقْطُرُ مِنْهُ الدَّمُ ، قَالَ : اِنَّمَا هُوَ اَخِيْ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ وَ رَضِيْعِيْ اَبُوْنَائِلَةَ ، اِنَّ الْكَرِيْمَ لَوْ دُعِيَ اِلٰى طَعْنَةٍ بِلَيْلٍ لَاَجَابَ . قَالَ : وَ يُدْخِلُ مُحَمَّدَ بْنُ مَسْلَمَةَ ﷺ مَعَهُ رَجُلَيْنِ ، فِيْ رِوَايَةٍ : اَبُوْ عَبْسِ بْنِ جَبْرٍ ﷺ وَ الْحَارِثُ بْنُ اَوْسٍ ﷺ وَ عَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ ﷺ . فَقَالَ : اِذَا مَا جَاءَ فَاِنِّيْ قَائِلٌ بِشَعْرِهٖ فَاَشَمُّهُ فَاِذَا رَاَيْتُمُوْنِيْ اِسْتَمْكَنْتُ مِنْ رَأْسِهٖ فَدُوْنَكُمْ فَاضْرِبُوْهُ . وَ قَالَ مَرَّةً : ثُمَّ اُشِمُّكُمْ ، فَنَزَلَ اِلَيْهِمْ مُتَوَشِّحًا وَهُوَ يَنْفَحُ مِنْهُ رِيْحُ الطِّيْبِ ، فَقَالَ : مَا رَاَيْتُ كَالْيَوْمِ رِيْحًا ، اَيْ اَطْيَبَ ، قَالَ: عِنْدِيْ اَعْطَرُ نِسَاءِ الْعَرَبِ وَ اَكْمَلُ الْعَرَبِ . فَقَالَ : أَتَأْذَنُ لِيْ اَنْ اَشَمَّ رَأْسَكَ ؟ قَالَ : نَعَمْ ! فَشَمَّهُ ثُمَّ اَشَمَّ اَصْحَابَهُ ، ثُمَّ قَالَ : أَتَأْذَنُ لِيْ ؟ قَالَ : نَعَمْ ! فَلَمَّا اَسْتَمْكَنَ مِنْهُ ، قَالَ : دُوْنَكُمْ ، فَقَتَلُوْهُ ، ثُمَّ اَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَاَخْبَرُوْهُ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ[1]

[1] كتاب المغازى ، باب قتل كعب ابن الاشرف

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''کعب بن اشرف کی کون خبر لیتا ہے اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو بہت تکلیف دی ہے؟'' حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ میں اس کا کام تمام کردوں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا ''ہاں'' انہوں نے کہا تو پھر مجھے اجازت دیجئے کہ میں جو مناسب سمجھوں اس سے کہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''تجھے اجازت ہے۔'' حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کعب بن اشرف کے پاس آئے اور کہنے لگے ''یہ شخص (یعنی حضرت محمد ﷺ) ہم سے صدقہ مانگتا ہے اور اس نے ہمیں بڑی مشقت میں مبتلا کر رکھا ہے، لہٰذا میں تجھ سے کچھ قرض لینے آیا ہوں۔'' کعب بولا ''ابھی تو تم اس سے اور بھی تکلیفیں اٹھاؤ گے۔'' حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا ''اب تو ہم اس کی اتباع اختیار کر چکے ہیں، ہم اسے چھوڑ نہیں سکتے جب تک دیکھ نہ لیں کہ آئندہ ہمارے ساتھ کیا گزرتی ہے؟ اس وقت تو میں تیرے پاس ایک یا دو وسق[1] غلّہ قرض لینے آیا ہوں۔'' کعب بن اشرف نے کہا ''پہلے میرے پاس کوئی چیز گروی رکھو۔ (تب قرض دوں گا)'' محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا ''تم کیا چیز رکھنا چاہتے ہو؟'' کعب نے کہا ''اپنی عورتیں رہن رکھ دو۔'' محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا ''تو عرب میں بہت خوبصورت آدمی ہے اس لئے ہم تیرے پاس اپنی عورتیں کیسے رہن رکھ سکتے ہیں؟'' کعب نے کہا ''تو پھر اپنے بیٹے میرے ہاں گروی رکھ دو۔'' محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا ''یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ہم اپنے بیٹے تیرے پاس رہن رکھ دیں، انہیں طعنہ دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ انہیں ایک یا دو وسق غلّہ کے عوض رہن رکھا گیا تھا اور یہ بات ہمارے لئے باعث شرم ہے، البتہ ہم اپنے ہتھیار تیرے پاس گروی رکھ سکتے ہیں۔'' محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کعب کے ساتھ ہتھیاروں کا معاملہ طے کرکے آئے اور رات کے وقت کعب کے بھائی حضرت ابونائلہ رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر آئے۔ کعب نے ان دونوں کو قلعہ کی طرف بلایا پھر خود ان کے پاس جانے لگا تو اس کی بیوی نے کہا ''اس وقت کہاں جارہے ہو؟'' کعب نے جواب دیا ''یہ تو صرف محمد بن مسلمہ اور میرا رضاعی بھائی ابونائلہ ہے۔'' بیوی نے کہا ''کعب! میں تو ایسی آواز سنتی ہوں جس سے خون کی بُو آتی ہے۔'' کعب نے کہا ''خطرے کی کوئی بات نہیں وہاں میرا دوست محمد بن مسلمہ اور میرا رضاعی بھائی ابونائلہ ہی ہے (اور کون ہے؟) شریف آدمی کو اگر رات کے وقت نیزہ مارنے کے لئے بھی بلایا جائے تو وہ فوراً اس دعوت کو قبول کرلیتا ہے۔'' راوی کا بیان ہے کہ ادھر محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اپنے ساتھ دو اور آدمی لے کر آئے تھے اور ایک روایت کے مطابق ساتھ والے شخص حضرت ابوعبس بن

[1] ایک وسق میں 60 صاع ہوتے ہیں اور ایک صاع 2¼ کلوگرام کے برابر ہے، لہٰذا ایک وسق 150 کلوگرام کے برابر ہوگا۔

جبر رضی اللہ عنہ حارث بن عوس رضی اللہ عنہ اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا ''جب کعب یہاں آئے گا تو میں اس کے بال پکڑ کر سونگھوں گا جب تم دیکھو کہ میں نے اس کا سر مضبوطی سے تھام لیا ہے تو تم جلدی سے اس کا کام تمام کر دینا۔'' راوی نے ایک دفعہ یوں بیان کیا کہ پھر میں تمہیں سونگھاؤں گا۔ کعب ان کے پاس سر کو چادر سے لپیٹے ہوئے آیا جس میں سے خوشبو کی مہک اٹھ رہی تھی۔ تب حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا ''میں نے آج کی طرح کی خوشبودار ہوا کبھی نہیں سونگھی۔'' کعب نے کہا ''میرے پاس عرب کی وہ عورت ہے جو سب عورتوں سے زیادہ معطر رہتی ہے اور حسن و جمال میں بھی بے نظیر ہے۔'' محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا ''کیا تو مجھے اپنا سر سونگھنے کی اجازت دیتا ہے؟'' اس نے کہا ''ہاں!'' تب محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے خود بھی سونگھا اور اپنے ساتھیوں کو بھی سونگھایا۔ پھر محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا ''مجھے دوبارہ سونگھنے کی اجازت ہے؟'' اس نے کہا ''ہاں!'' پھر جب حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اسے مضبوط پکڑ لیا تو اپنے ساتھیوں سے کہا ''ادھر آؤ۔'' چنانچہ انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کو اس (کے قتل) کی خوشخبری سنائی۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : کعب بن اشرف کے جرائم میں سے چند ایک یہ ہیں:

① رسول اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی اور سب وشتم۔ ② آپ ﷺ کی ہجو میں اشعار کہنا۔ ③ عشقیہ اشعار میں مسلمان عورتوں کی تذلیل اور توہین کرنا۔ ④ آپ ﷺ کو قتل کرنے کی سازش کرنا ⑤ نقض عہد ⑥ مشرکین کو آپ ﷺ کے خلاف جنگ کے لئے اکسانا۔

مسئلہ 166 ابورافع یہودی، جس کا نام عبداللہ بن ابی الحقیق تھا، رسول اکرم ﷺ کی توہین کرتا تھا، آپ ﷺ کے حکم پر اسے بھی قتل کیا گیا۔

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰی اَبِیْ رَافِعٍ الْیَهُوْدِیِّ رِجَالاً مِنَ الْاَنْصَارِ فَأَمَّرَ عَلَیْهِمْ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَتِیْکٍ رضی اللہ عنہ وَ کَانَ اَبُوْ رَافِعٍ یُؤْذِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَ یُعِیْنُ عَلَیْهِ وَ کَانَ فِیْ حِصْنٍ لَهُ بِاَرْضِ الْحِجَازِ ، فَلَمَّا دَنَوْا مِنْهُ وَ قَدْ غَرَبَتِ الشَّمْسُ ، وَ رَاحَ النَّاسُ بِسَرْحِهِمْ ، فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ رضی اللہ عنہ لِاَصْحَابِهِ : اِجْلِسُوْا مَکَانَکُمْ ، فَاِنِّیْ مُنْطَلِقٌ وَ مُتَلَطِّفٌ لِلْبَوَّابِ ، لَعَلِّیْ اَنْ اَدْخُلَ فَاَقْبَلَ حَتّٰی دَنَا مِنَ الْبَابِ ، ثُمَّ تَقَنَّعَ بِثَوْبِهِ کَاَنَّهُ یَقْضِیْ حَاجَةً ، وَ قَدْ دَخَلَ النَّاسُ ، فَهَتَفَ بِهِ الْبَوَّابُ ، یَا عَبْدَاللّٰهِ : اِنْ کُنْتَ تُرِیْدُ اَنْ تَدْخُلَ

فَادْخُلْ ، فَإِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ اُغْلِقَ الْبَابَ ، فَدَخَلْتُ فَكَمَنْتُ ، فَلَمَّا دَخَلَ النَّاسُ اَغْلَقَ الْبَابَ ، ثُمَّ عَلَّقَ الْاَغَالِیْقَ عَلٰی وَتَدٍ ، قَالَ : فَقُمْتُ اِلَی الْاَقَالِیْدِ فَأَخَذْتُهَا ، فَفَتَحْتُ الْبَابَ ، وَ كَانَ اَبُو رَافِعٍ یُسْمَرُ عِنْدَهُ ، وَ كَانَ فِیْ عَلَالِیَّ لَهُ ، فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْهُ اَهْلُ سَمَرِهٖ صَعِدْتُ اِلَیْهِ ، فَجَعَلْتُ كُلَّمَا فَتَحْتُ بَابًا اَغْلَقْتُ عَلَیَّ مِنْ دَاخِلٍ ، قُلْتُ : اِنَّ الْقَوْمَ نَذِرُوْا بِیْ لَمْ یَخْلُصُوْا اِلَیَّ حَتّٰی اَقْتُلَهُ ، فَانْتَهَیْتُ اِلَیْهِ ، فَاِذَا هُوَ فِیْ بَیْتٍ مُظْلِمٍ وَسْطَ عِیَالِهٖ لَا اَدْرِیْ اَیْنَ هُوَ مِنَ الْبَیْتِ ، فَقُلْتُ : اَبَا رَافِعٍ ، قَالَ : مَنْ هٰذَا ؟ فَأَهْوَیْتُ نَحْوَ الصَّوْتِ فَأَضْرِبُهُ ضَرْبَةً بِالسَّیْفِ وَ اَنَا دَهِشٌ ، فَمَا اَغْنَیْتُ شَیْئًا ، وَ صَاحَ ، فَخَرَجْتُ مِنَ الْبَیْتِ ، فَأَمْكُثُ غَیْرَ بَعِیْدٍ ، ثُمَّ دَخَلْتُ اِلَیْهِ ، فَقُلْتُ : مَا هٰذَا الصَّوْتُ یَا اَبَا رَافِعٍ ؟ فَقَالَ : لِاُمِّكَ الْوَیْلُ ، اِنَّ رَجُلًا فِی الْبَیْتِ ضَرَبَنِیْ قَبْلُ بِالسَّیْفِ ، قَالَ : فَأَضْرِبُهُ ضَرْبَةً اَثْخَنَتْهُ وَ لَمْ اَقْتُلْهُ ، ثُمَّ وَضَعْتُ ظِبَةَ السَّیْفِ فِیْ بَطْنِهٖ حَتّٰی اَخَذَ فِیْ ظَهْرِهٖ ، فَعَرَفْتُ اَنِّیْ قَتَلْتُهُ فَجَعَلْتُ أَفْتَحُ الْاَبْوَابَ بَابًا بَابًا ، حَتّٰی انْتَهَیْتُ اِلٰی دَرَجَةٍ لَهُ ، فَوَضَعْتُ رِجْلِیْ ، وَ اَنَا اُرٰی اَنِّیْ قَدِ انْتَهَیْتُ اِلَی الْاَرْضِ ، فَوَقَعْتُ فِیْ لَیْلَةٍ مُقْمِرَةٍ ، فَانْكَسَرَتْ سَاقِیْ فَعَصَبْتُهَا بِعِمَامَةٍ ، ثُمَّ انْطَلَقْتُ حَتّٰی جَلَسْتُ عَلَی الْبَابِ ، فَقُلْتُ : لَا اَخْرُجُ اللَّیْلَةَ حَتّٰی اَعْلَمَ : أَ قَتَلْتُهُ ؟ فَلَمَّا صَاحَ الدِّیْكُ قَامَ النَّاعِیْ عَلَی السُّوْرِ ، فَقَالَ : اَنْعَی اَبَا رَافِعٍ تَاجِرَ اَهْلِ الْحِجَازِ ، فَانْطَلَقْتُ اِلٰی اَصْحَابِیْ ، فَقُلْتُ النَّجَاءَ ، فَقَدْ قَتَلَ اللّٰهُ اَبَا رَافِعٍ ، فَانْتَهَیْتُ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَحَدَّثْتُهُ ، فَقَالَ ((اُبْسُطْ رِجْلَكَ)) فَبَسَطْتُ رِجْلِیْ فَمَسَحَهَا ، فَكَأَنَّهَا لَمْ اَشْتَكِهَا قَطُّ . رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ [1]

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چند انصار کو ابو رافع یہودی کے پاس بھیجا اور ان پر عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا۔ یہ ابو رافع رسول اللہ ﷺ کو سخت اذیت دیا کرتا تھا اور آپ ﷺ کے مخالفین کی اعانت کرتا تھا۔ زمین حجاز میں اس کا قلعہ تھا وہ اس میں رہائش پذیر تھا۔ جب یہ لوگ اس کے پاس پہنچے تو سورج غروب ہو چکا تھا اور شام کے وقت لوگ اپنے مویشی واپس لا چکے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا ''تم اپنی جگہ پر بیٹھو میں جاتا ہوں اور دربان سے مل

[1] کتاب المغازی ، باب قتل ابی رافع عبداللہ بن ابی الحقیق

کر نرم نرم باتیں کر کے قلعہ کے اندر جانے کی کوئی تدبیر کرتا ہوں۔'' وہ قلعہ کی طرف روانہ ہو گئے اور دروازے کے قریب پہنچ کر خود کو کپڑوں میں اس طرح چھپایا گویا قضائے حاجت کے لئے بیٹھے ہوں۔اس وقت اہل قلعہ اندر جا چکے تھے، دربان نے اپنا آدمی سمجھ کر آواز دی ''اے اللہ کے بندے! اگر تو اندر آنا چاہتا ہے تو آ جا میں دروازہ بند کر رہا ہوں۔'' عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ سن کر میں قلعہ کے اندر داخل ہوا، اور چھپ گیا۔ جب سب لوگ اندر آ چکے تو دربان نے دروازہ بند کر کے چابیاں کھونٹی پر لٹکا دیں۔ حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے اٹھ کر چابیاں لیں اور قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ابورافع کے پاس رات کو داستان گوئی ہوا کرتی تھی، وہ اپنے بالا خانے میں رہتا تھا جب داستان گو اس کے پاس سے چلے گئے تو میں اس کی طرف چل پڑا۔ میں جب کوئی دروازہ کھول کر اندر داخل ہوتا تو اندر سے اسے چٹخنی لگا دیتا تا کہ اگر لوگوں کو میری خبر ہو جائے تو مجھ تک ابورافع کو قتل کرنے سے پہلے پہنچ نہ سکیں۔ جب میں اس کے پاس پہنچا تو معلوم ہوا کہ وہ ایک تاریک کمرے میں اپنے بچوں کے درمیان سو رہا ہے۔ چونکہ مجھے معلوم نہ تھا کہ وہ کس جگہ پر ہے، اس لئے میں نے ابورافع کہہ کر آواز دی، اس نے جواب دیا ''کون ہے؟'' میں آواز کی طرف متوجہ ہوا اور اس پر تلوار سے زوردار وار کیا اس وقت میرا دل دھک دھک کر رہا تھا۔ اس ضرب سے کچھ کام نہ نکلا اور وہ چلانے لگا۔ میں کمرے سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر ٹھہر کر پھر داخل ہوا، پھر میں نے کہا ''اے ابورافع! یہ کیسی آواز تھی؟'' اس نے کہا ''تیری ماں پر مصیبت پڑے ابھی ابھی کسی نے اس مکان میں مجھ پر تلوار کا وار کیا تھا۔'' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے پھر ایک اور بھرپور وار کیا مگر وہ بھی خالی گیا اگرچہ اس کو زخم لگ چکا تھا، لیکن وہ اس سے مرا نہیں تھا۔ اس لئے میں نے تلوار کی نوک اس کے پیٹ پر رکھی (اور خوب زور لگایا) تلوار اس کی پیٹھ تک پہنچ گئی۔ جب مجھے یقین ہو گیا کہ میں نے اسے مار ڈالا ہے تو میں ایک ایک دروازہ کھولتا ہوا سیڑھی تک پہنچا۔ چاندنی رات تھی، یہ خیال کر کے کہ میں زمین پر پہنچ گیا ہوں، پاؤں نیچے رکھا تو دھڑام سے نیچے آ گرا جس سے میری پنڈلی ٹوٹ گئی۔ میں نے اپنی پگڑی سے اسے باندھا اور باہر نکل کر دروازے پر بیٹھ گیا۔ اپنے دل میں کہا کہ میں یہاں سے اس وقت تک نہیں جاؤں گا جب تک مجھے یقین نہ ہو جائے کہ میں نے اسے قتل کر دیا ہے، لہٰذا جب صبح کے وقت مرغ نے اذان دی تو موت کی خبر سنانے والا دیوار پر کھڑا ہو کر کہنے لگا ''لوگو! میں تمہیں حجاز کے سوداگر ابورافع کے مرنے کی خبر دیتا ہوں۔'' یہ سنتے ہی میں اپنے ساتھیوں کی طرف چلا اور ان سے کہا یہاں سے جلدی

بھاگو اللہ نے ابو رافع کو (ہمارے ہاتھوں) قتل کروا دیا ہے۔ پھر وہاں سے رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا اور تمام قصہ کہہ سنایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''اپنا ٹوٹا ہوا پاؤں پھیلاؤ۔'' میں نے اپنا پاؤں پھیلایا تو آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک اس پر پھیرا جس سے وہ ایسا ہو گیا کہ گویا مجھے کبھی شکایت ہی نہ تھی۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 167 آپ ﷺ کی ہجو کرنے والے ملعون عبداللہ بن خطل کو فتح مکہ کے روز نبی اکرم ﷺ کے حکم پر قتل کیا گیا۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ دَخَلَ مَکَّۃَ یَوْمَ الْفَتْحِ وَ عَلٰی رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ : ابْنُ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْکَعْبَةِ ، فَقَالَ ((اُقْتُلْهُ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ[1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے روز جب نبی اکرم ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ کے سر پر خود تھی۔ آپ ﷺ نے خود اتارا تو ایک آدمی آیا اور کہنے لگا ''عبداللہ بن خطل کعبہ شریف کے پردے سے لٹکا ہوا ہے۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اسے قتل کر دو۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت: عبداللہ بن خطل تہرا مجرم تھا ① نبی اکرم ﷺ کی ہجو کرتا اور لونڈیوں کو ہجو پڑھنے کا حکم دیتا اور لوگوں کو سنواتا ② پہلے مسلمان ہوا پھر مرتد ہو گیا ③ ناحق ایک مسلمان کو قتل کیا۔

مَسئلہ 168 رسول اللہ ﷺ کے گستاخ ابولہب سے اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہی انتقام لیا۔

عَنْ عِکْرِمَةَ رضی اللہ عنہ مَوْلَی ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ اَبُوْ رَافِعٍ رضی اللہ عنہ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ کَانَ اَبُوْ لَهَبٍ قَدْ تَخَلَّفَ عَنْ بَدْرٍ فَبَعَثَ مَکَانَهُ الْعَاصَ بْنَ هِشَامٍ فَلَمَّا جَاءَهُ الْخَبَرُ عَنْ مَصَابِ اَصْحَابِ بَدْرٍ مِنْ قُرَیْشٍ کَبَتَهُ اللّٰهُ وَ اَخْزَاهُ وَ وَجَدْنَا فِیْ اَنْفُسِنَا قُوَّةً وَ عِزًّا ، فَوَاللّٰهِ مَا عَاشَ اِلاَّ سَبْعَ لَیَالٍ حَتّٰی رَمَاهُ اللّٰهُ بِالْعَدَسَةِ فَقَتَلَتْهُ وَ فِیْ رِوَایَةٍ فَلَقَدْ تَرَکَهُ

---

[1] کتاب المغازی ، باب این رکز النبی الرایة یوم الفتح؟

اَبْنَاهُ بَعْدَ مَوْتِهٖ مَا دَفَنَاهُ حَتّٰى اَنْتَنَ فَوَاللّٰهِ مَا غَسَّلُوْهُ اِلَّا قَذْفًا بِالْمَاءِ عَلَيْهِ مِنْ بَعِيْدٍ مَا يَدْنُوْنَ مِنْهُ ثُمَّ احْتَمَلُوْهُ اِلٰى اَعْلَا مَكَّةَ ، فَاَسْنَدُوْهُ اِلٰى جِدَارٍ ثُمَّ رَضَمُوْا عَلَيْهِ بِالْحِجَارَةِ. اَوْرَدَهُ فِي الْبِدَايَةِ وَالنِّهَايَةِ❶

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ نے کہا ''ابولہب (موت کے ڈر سے) غزوہ بدر میں شامل نہ ہوا اور اپنی جگہ عاص بن ہشام کو بھیج دیا جب قریشی سرداروں کی ہلاکت کی خبر مکہ پہنچی تو اللہ تعالیٰ نے ابولہب پر ذلت اور رسوائی مسلط کر دی اور ہم نے اپنے اندر طاقت اور قوت محسوس کی۔ واللہ! شکست کی خبر سننے کے بعد ابولہب صرف سات راتیں زندہ رہا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے طاعون کی ایسی مار ماری کہ وہ اسی سے ہلاک ہو گیا۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے اس کے بیٹوں نے اس کی لاش بے گور وکفن چھوڑ دی حتی کہ گل سڑ کر بُو چھوڑنے لگی۔ اللہ کی قسم! اس کے بیٹوں نے اسے غسل بھی نہ دیا۔ دور سے اس پر پانی پھینکا، کوئی اس کے قریب نہیں پھٹکتا تھا پھر وہ اسے مکہ کے قبرستان میں لے گئے ایک دیوار کے ساتھ لگایا اور اوپر سے پتھر پھینک کر ڈھانپ دیا۔'' اسے امام ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں بیان کیا ہے۔

مسئلہ 169 گستاخ رسول ابوجہل بن ہشام سے بھی اللہ تعالیٰ نے دنیا میں انتقام لیا۔

وضاحت: حدیث مسئلہ نمبر 126 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ 170 گستاخ رسول خسرو پرویز سے بھی اللہ تعالیٰ نے دنیا میں انتقام لیا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ بِكِتَابِهٖ رَجُلًا وَ اَمَرَهُ اَنْ يَدْفَعَهُ اِلٰى عَظِيْمِ الْبَحْرَيْنِ فَدَفَعَهُ عَظِيْمُ الْبَحْرَيْنِ اِلٰى كِسْرٰى فَلَمَّا قَرَاَهُ مَزَّقَهُ فَحَسِبْتُ اَنَّ ابْنَ الْمُسَيَّبِ رحمه الله قَالَ : فَدَعَا عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُمَزَّقُوْا كُلَّ مُمَزَّقٍ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ❷

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی کو ایک خط بنام

❶ الجزء الثالث ، رقم الصفحة 328، مطبوعة دارالمعرفة ، بيروت

❷ كتاب العلم ، باب ما يذكر في المناولة

کسریٰ دے کر بھیجا اور حکم دیا کہ اسے امیر بحرین تک پہنچا دو اور امیر بحرین نے وہ خط کسریٰ تک پہنچا دیا جب کسریٰ نے وہ خط پڑھا تو پھاڑ دیا۔ راوی کہتا ہے کہ ابن مسیب رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے اہل فارس کے لئے بددعا ''فرمائی اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : رسول اللہ ﷺ کی اس بددعا کے بعد جلد ہی اللہ تعالیٰ نے کسریٰ کی حکومت کو پارہ پارہ کر دیا۔

مَسئلہ 171 رسول اللہ ﷺ کا استہزاء کرنے والے ایک مرتد کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہی عبرت ناک سزا دی۔

عَنْ اَنَسٍ ﷺ اَنَّهُ قَالَ كَانَ رَجُلٌ نَصْرَانِيًّا فَاَسْلَمَ وَقَرَءَ الْبَقَرَةَ وَآلَ عِمْرَانَ فَكَانَ يَكْتُبُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَعَادَ نَصْرَانِيًّا ، فَكَانَ يَقُوْلُ : مَايَدْرِيْ مُحَمَّدٌ ﷺ اِلَّا مَاكَتَبْتُ لَهُ ' فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ فَدَفَنُوْهُ فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الْاَرْضُ فَقَالُوْا : هٰذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَاَصْحَابِهِ ' لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ نَبَشُوْا عَنْ صَاحِبِنَا مِنْهُمْ فَاَلْقَوْهُ ' فَحَفَرُوْا لَهُ فَاَعْمَقُوْا فَاَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الْاَرْضُ فَقَالُوْا : هٰذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَأَصْحَابِهِ ' نَبَشُوْا عَنْ صَاحِبِنَا لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ فَاَلْقَوْهُ وَأَعْمَقُوْا لَهُ فِي الْاَرْضِ مَااسْتَطَاعُوْا فَاَصْبَحَ قَدْ لَفَظَتْهُ الْاَرْضُ فَعَلِمُوْا اَنَّهُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ فَاَلْقَوْهُ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ[1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک عیسائی آدمی مسلمان ہوا اس نے سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران پڑھ لی اور رسول اکرم ﷺ کے لئے (وحی کی) کتابت کرنے لگا لیکن بعد میں مرتد ہو گیا کہنے لگا محمد (ﷺ) کو تو کسی بات کا پتہ ہی نہیں ہے جو کچھ میں لکھ کر دیتا ہوں بس وہی کہہ دیتے ہیں۔ اللہ نے جب اسے موت دی تو عیسائیوں نے اسے (قبر میں) دفن کر دیا صبح ہوئی تو (لوگوں نے دیکھا کہ) زمین نے اسے باہر نکال پھینکا ہے عیسائیوں نے کہا یہ محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھیوں کا کام ہے چونکہ وہ ان کے دین سے بھاگ کر آیا ہے لہذا انہوں نے اس کی قبر کھود کر لاش باہر نکال پھینکی ہے۔ عیسائیوں نے اس کے لئے دوبارہ (نئی جگہ) قبر کھودی اور اسے (پہلے کی نسبت) بہت گہرا بنایا (اور لاش کو دوبارہ دفن کر دیا) جب صبح ہوئی تو (لوگوں نے دیکھا کہ) زمین نے اسے پھر باہر نکال پھینکا ہے۔ عیسائیوں نے پھر الزام لگایا یہ محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھیوں کا کام ہے چونکہ وہ ان کے دین سے بھاگ کر آیا ہے لہٰذا انہوں نے اس کی قبر

[1] کتاب المناقب ، باب علامات النبوة فی الاسلام

کھود کر لاش باہر نکال پھینکی ہے۔ عیسائیوں نے (تیسری مرتبہ) اس کے لئے قبر کھودی اور اتنی گہری بنائی جتنی گہری وہ بنا سکتے تھے۔ صبح ہوئی تو (لوگوں نے دیکھا کہ) زمین نے اسے پھر نکال باہر پھینکا ہے تب انہیں یقین ہو گیا کہ یہ مسلمانوں کا کام نہیں ہے (بلکہ اللہ کا عذاب ہے) چنانچہ عیسائیوں نے اس کی لاش ایسے ہی چھوڑ دی۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 172 دشمن رسول ﷺ عامر بن طفیل سے بھی اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہی انتقام لیا۔

عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ كَانَ رَئِيْسَ الْمُشْرِكِيْنَ عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ خَيَّرَ بَيْنَ ثَلَاثِ خِصَالٍ فَقَالَ يَكُوْنُ لَكَ اَهْلُ السَّهْلِ وَلِيْ اَهْلُ الْمَدَرِ اَوْ اَكُوْنُ خَلِيْفَتَكَ اَوْ اَغْزُوْكَ بِاَهْلِ غَطَفَانَ بِاَلْفٍ وَاَلْفٍ فَطُعِنَ عَامِرٌ فِيْ بَيْتِ اُمِّ فُلَانٍ فَقَالَ غُدَّةٌ كَغُدَّةِ الْبَكْرِ فِيْ بَيْتِ امْرَاَةٍ مِنْ آلِ فُلَانٍ ائْتُوْنِيْ بِفَرَسِيْ فَمَاتَ عَلٰى ظَهْرِ فَرَسِهِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ[1]

حضرت انس ؓ کہتے ہیں کہ مشرکوں کے سردار عامر بن طفیل نے رسول اکرم ﷺ کو تین باتوں میں سے کوئی ایک بات قبول کرنے کی پیشکش کی۔ پہلی بات یہ کہ آپ دیہاتیوں پر حکومت کریں اور ہم شہر والوں پر، دوسری بات یہ کہ میں آپ ﷺ کا خلیفہ بنوں۔ اگر یہ دونوں باتیں آپ کو قبول نہ ہوں تو تیسری بات یہ ہے کہ قبیلہ غطفان کے دو ہزار آدمی لے کر میں تمہارے خلاف جنگ کروں گا۔ عامر بن طفیل ایک عورت کے گھر طاعون میں مبتلا ہوا تو کہنے لگا یہ تو بس اونٹ کی غدود کی طرح ایک (معمولی سی) غدود ہے اور (کچھ نہیں) کہنے لگا ''میرا گھوڑا لاؤ (میں علاج کے لئے جاؤں) جیسے ہی گھوڑے پر بیٹھا تو اس کی پیٹھ پر ہی مر گیا۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 173 رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کی دھمکی دینے والے ملعون ابی بن خلف کا غزوہ احد میں عبرتناک انجام۔

قَالَ ابْنُ اِسْحَاقَ فَلَمَّا اَسْنَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الشِّعْبِ اَدْرَكَهُ اُبَيُّ بْنُ خَلَفٍ وَهُوَ يَقُوْلُ اَيْ مُحَمَّدُ ﷺ لَا نَجَوْتُ اِنْ نَجَوْتَ فَقَالَ الْقَوْمُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَيَعْطِفُ عَلَيْهِ رَجُلٌ

---

[1] كتاب المغازى باب غزوة الرجيع ورعل وذكوان

مِنَّا ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْحَرْبَةَ مِنَ الْحَارِثِ ابْنِ الصِّمَةِ ثُمَّ اسْتَقْبَلَهٗ فَطَعَنَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ طَعْنًا تَدَادَا مِنْهَا عَنْ فَرَسِهٖ مِرَارًا وَكَانَ اُبَيُّ بْنُ خَلْفٍ يَلْقٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِمَكَّةَ فَيَقُوْلُ يَا مُحَمَّدُ ﷺ اِنَّ عِنْدِيَ الْعَوْذَ فَرَسًا اَعْلِفُهٗ كُلَّ يَوْمٍ فَرَقًا مِنْ ذُرَّةٍ اَقْتُلُكَ عَلَيْهِ فَيَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَلْ اَنَا اَقْتُلُكَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَلَمَّا رَجَعَ اِلٰى قُرَيْشٍ وَقَدْ خَدَّسَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ خَدْسًا غَيْرَ كَبِيْرٍ فَاحْتَقَنَ الدَّمَ قَالَ قَتَلَنِيْ وَاللّٰهِ مُحَمَّدٌ ﷺ قَالُوْا لَهٗ ذَهَبَ وَاللّٰهِ فُؤَادُكَ وَاللّٰهِ اَنْ بِكَ مِنْ بَاسٍ قَالَ اِنَّهٗ قَدْ كَانَ قَالَ لِيْ بِمَكَّةَ اَنَا اَقْتُلُكَ فَوَاللّٰهِ لَوْ بَصَقَ عَلَيَّ لَقَتَلَنِيْ فَمَاتَ عَدُوُّ اللّٰهِ بِسَرِفٍ وَهُمْ قَافِلُوْنَ بِهٖ اِلٰى مَكَّةَ . اَوْرَدَهُ ابْنُ هَشَّامٍ [1]

ابن اسحاق کہتے ہیں (غزوہ اُحد میں) جب رسول اللہ ﷺ گھاٹی میں تشریف لائے تو ابی بن خلف یہ کہتا ہوا آیا ''آج محمد نہیں یا میں نہیں'' مجاہدین نے عرض کی ''یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم میں سے کوئی اس پر حملہ کرے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا ''نہیں، اسے آنے دو'' جب وہ آپ ﷺ کے قریب آیا تو آپ ﷺ نے حارث بن صمہ رضی اللہ عنہ سے ایک نیزہ لیا اور ابی بن خلف کے سامنے آ گئے اس کی گردن میں تاک کر نیزہ مارا جس سے وہ بار بار اپنے گھوڑے سے لڑھکتا رہا۔ امیہ بن خلف ایک بار مکہ میں رسول اللہ ﷺ سے (استہزائیہ اور ہتک آمیزانہ انداز میں) کہنے لگا ''محمد! میرے پاس ''العوذ'' نامی گھوڑا ہے جسے میں روزانہ تین صاع (7½ کلوگرام) غلہ کھلاتا ہوں میں تمہیں اس گھوڑے پر بیٹھ کر قتل کروں گا۔'' آپ ﷺ نے فرمایا ''نہیں بلکہ میں تمہیں قتل کروں گا، ان شاء اللہ!'' چنانچہ نیزہ لگنے کے بعد جب ابی بن خلف قریش کے پاس واپس گیا تو کہنے لگا ''واللہ! محمد نے مجھے قتل کر دیا ہے حالانکہ اس نیزے سے اس کے گلے پر معمولی سی خراش آئی تھی اور خون تک نہیں نکلا تھا۔ لوگوں نے کہا ''واللہ! تمہیں کچھ بھی نہیں ہوا تم تو دل ہار بیٹھے ہو۔'' ابی بن خلف کہنے لگا ''محمد نے مجھے مکہ میں کہا تھا میں تمہیں قتل کروں گا۔ اللہ کی قسم! اگر وہ مجھ پر تھوک بھی دیتا تو میں مر جاتا۔'' پھر اللہ کا دشمن اپنے قافلہ کے ساتھ مکہ واپس جاتے ہوئے مقام سرف پر ہی مر گیا۔ اسے ابن ہشام نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ملعون ابی بن خلف نیزہ لگنے کے بعد بیل کی طرح ڈکراتا تھا اور کہتا ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جتنی تکلیف مجھے ہے اگر ذوالمجاز کے سارے لوگوں میں تقسیم کر دی جائے تو وہ بھی مر جائیں۔''
(الرحیق المختوم)

---

[1] 55/3 مطبوعہ دارالکتب العزی، بیروت

مسئلہ 174 رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دینے والی ملعونہ عورت کو رسول اکرم ﷺ نے خود قتل کروایا۔

عَنْ رَجُلٍ مِنْ بِلْقِيْنَ اَنَّ امْرَأَةً كَانَتْ تَسُبُّ النَّبِيَّ ﷺ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((مَنْ يَكْفِيْنِيْ عَدُوِّيْ؟)) فَخَرَجَ اِلَيْهَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ فَقَتَلَهَا . رَوَاهُ عَبْدُالرَّزَّاقِ فِي الْمُصَنَّفِ[1]

قبیلہ بلقین کے ایک آدمی سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی اکرم ﷺ کو گالیاں دیا کرتی تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ”میرے اس دشمن سے کون نمٹے گا؟“ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اس عورت کے پاس گئے اور اسے قتل کردیا۔ اسے عبدالرزاق نے مصنف میں روایت کیا ہے۔

مسئلہ 175 رسول اکرم ﷺ کو اذیت پہنچانے والے نضر بن حارث اور ملعون عقبہ بن ابی معیط دونوں کو غزوہ بدر کے بعد قتل کیا گیا۔

قَالَ ابْنُ اِسْحٰقَ حَتّٰى اِذَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالصَّفْرَاءِ قُتِلَ النَّضْرُ بْنُ الْحَارِثِ قَتَلَهُ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ ثُمَّ خَرَجَ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِعِرْقِ الظَّبْيَةِ قُتِلَ عُقْبَةُ بْنُ اَبِيْ مُعَيْطٍ ، فَقَالَ عُقْبَةُ حِيْنَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِقَتْلِهِ : فَمَنْ لِلصِّبْيَةِ يَا مُحَمَّدُ ﷺ ؟ قَالَ : اَلنَّارُ ! قُلْتُ : كَانَ هٰذَانِ الرَّجُلَانِ مِنْ شَرِّ عِبَادِ اللّٰهِ وَاَكْثَرِهِمْ كُفْرًا وَ عِنَادًا وَ بَغْيًا وَ حَسَدًا وَ هِجَاءً لِلْاِسْلَامِ وَ اَهْلِهِ لَعَنَهُمَا اللّٰهُ . ذَكَرَهُ فِي الْبِدَايَةِ وَالنِّهَايَةِ[2]

ابن اسحٰق کہتے ہیں (غزوہ بدر سے واپسی پر) جب رسول اللہ ﷺ مقام صفراء پر پہنچے تو نضر بن حارث کو قتل کیا گیا۔ اسے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے (آپ ﷺ کے حکم سے) قتل کیا اور جب رسول اللہ ﷺ عرق ظبیہ کے مقام پر پہنچے تو عقبہ بن ابی معیط کو قتل کیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے عقبہ کو قتل کرنے کا حکم دیا تو کہنے لگا ”اے محمد! میرے بچوں کا کیا بنے گا؟“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”ان کے لئے آگ ہے۔“ امام ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ دونوں لوگوں میں سے بدترین تھے اور کفر میں سب سے بڑھے ہوئے تھے اور اسلام سے دشمنی رکھنے میں سب سے آگے تھے، سرکشی، حسد، اسلام اور مسلمانوں کی ہجو

---

[1] الجزء الخامس ، رقم الحدیث 9705

[2] مقتل النضر بن الحارث و عقبة بن ابی معیط لعنھما اللہ (324/3)

کرنے میں سب سے زیادہ تھے، دونوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ یہ واقعہ البدایہ والنہایہ میں ہے۔

مسئلہ 176 گستاخ رسول ملعون حویرث بن نقیذ کو رسول اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے بعد خود قتل کروایا۔

قَالَ الْوَاقِدِيُّ وَ اَمَّا الْحُوَيْرِثُ بْنُ نُقَيْذٍ فَاِنَّهُ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ ﷺ فَاَهْدَرَ دَمَهُ فَبَيْنَا هُوَ فِي مَنْزِلِهِ يَوْمَ الْفَتْحِ قَدْ اَغْلَقَ عَلَيْهِ وَ اَقْبَلَ عَلِيٌّ ؓ يَسْأَلُ عَنْهُ فَقِيْلَ هُوَ فِي الْبَادِيَةِ ، فَاُخْبِرَ الْحُوَيْرِثُ اَنَّهُ يُطْلَبُ وَ تَنَحّٰى عَلِيٌّ ؓ عَلٰى بَابِهٖ فَخَرَجَ الْحُوَيْرِثُ يُرِيْدُ اَنْ يَهْرَبَ مِنْ بَيْتٍ اِلٰى بَيْتٍ اٰخَرَ فَتَلَقَّاهُ عَلِيٌّ ؓ فَضَرَبَ عُنُقَهُ . ذَكَرَهُ فِي الصَّارِمِ الْمَسْلُوْلِ [1]

واقدی کہتے ہیں حویرث بن نقیذ، نبی اکرم ﷺ کو اذیت پہنچایا کرتا تھا اس لئے آپ ﷺ نے (فتح مکہ کے روز) اس کا خون رائیگاں قرار دے دیا۔ فتح مکہ کے روز وہ اپنے گھر میں تھا، لیکن اس کے لئے جینا دوبھر ہو گیا (یا زمین اس کے لئے تنگ ہو گئی) حضرت علی ؓ اس کی جستجو میں تھے۔ حضرت علی ؓ کو بتایا گیا کہ وہ تو فلاں گاؤں میں ہے۔ حویرث کو بھی کسی نے اطلاع کر دی کہ وہ مطلوب ہے (حضرت علی ؓ اس گاؤں پہنچ گئے) اس کا دروازہ کھٹکھٹایا حویرث باہر نکلا۔ وہ بھاگ کر کسی دوسرے گھر میں پناہ لینا چاہتا تھا، لیکن حضرت علی ؓ سامنے آ گئے اور اسے قتل کر دیا۔ یہ واقعہ صارم المسلول میں بیان کیا گیا ہے۔

مسئلہ 177 گستاخ رسول ابوعفک یہودی کو حضرت سالم بن عمیر ؓ نے جہنم رسید کرنے کی نذر مانی اور موقع ملتے ہی اپنی نذر پوری کر دی۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ ؓ اَنَّ شَيْخًا مِنْ بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ ، يُقَالُ لَهُ اَبُوْ عَفَكٍ ، وَ كَانَ شَيْخًا كَبِيْرًا قَدْ بَلَغَ عِشْرِيْنَ وَ مِائَةَ سَنَةً حِيْنَ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِيْنَةَ ، كَانَ يُحَرِّضُ عَلٰى عَدَاوَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَ لَمْ يَدْخُلْ فِي الْاِسْلَامِ ، فَلَمَّا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى بَدْرٍ ظَفَرَهُ اللّٰهُ بِمَا ظَفَرَهُ ،فَحَسَدَهُ وَ بَغٰى ، قَالَ سَالِمُ بْنُ عُمَيْرٍ ؓ : عَلَيَّ نَذْرٌ اَنْ اَقْتُلَ اَبَا عَفَكٍ اَوْ اَمُوْتَ دُوْنَهُ ،فَاَمْهَلَ ، فَطَلَبَ لَهُ غِرَّةً حَتّٰى كَانَتْ لَيْلَةً صَائِفَةً ، فَنَامَ اَبُوْ عَفَكٍ بِالْفِنَاءِ فِي الصَّيْفِ فِيْ بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَاَقْبَلَ سَالِمُ بْنُ عُمَيْرٍ ؓ فَوَضَعَ السَّيْفَ عَلٰى كَبِدِهٖ حَتّٰى

[1] قصة الحويرث بن نقيذ ، رقم الصفحه 128

خَشٌّ فِي الْفِرَاشِ ، وَ صَاحَ عَدُوُّ اللّٰهِ فَثَابَ اِلَيْهِ اُنَاسٌ مِمَّنْ هُمْ عَلٰى قَوْلِهِ فَادْخَلُوْا مَنْزِلَهُ وَ قَبَرُوْهُ ، وَ قَالُوْا : مَنْ قَتَلَهُ ؟ وَاللّٰهِ لَوْ نَعْلَمُ مَنْ قَتَلَهُ لَقَتَلْنَاهُ . رَوَاهُ الْوَاقِدِيُّ [1]

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بنوعمرو بن عوف کا ایک شخص تھا جس کا نام ابوعفک تھا، بہت ہی بوڑھا۔ جب نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے اس وقت اس کی عمر ایک سو بیس سال تھی۔ ابوعفک نے اسلام قبول نہ کیا اور لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی دشمنی کے لئے بھڑکایا کرتا۔ جب رسول اللہ ﷺ غزوہ بدر کے لئے تشریف لے گئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی خوب مدد فرمائی جس سے ابوعفک حسد کرنے لگا اور سرکشی پر اتر آیا۔ حضرت سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ نے یہ نذر مانی کہ میں یا تو ابوعفک کو قتل کردوں گا یا خود اس کے ہاتھوں قتل ہو جاؤں گا اب حضرت سالم رضی اللہ عنہ ابوعفک کی ٹوہ میں تھے۔ موسم گرما کی ایک رات ابوعفک بنو عمرو بن عوف کے ہاں صحن میں سو رہا تھا حضرت سالم رضی اللہ عنہ آئے اور تلوار اس کے کلیجے پر رکھ دی حتی کہ تلوار بستر تک پہنچ گئی۔ اللہ کا دشمن چیخنے چلانے لگا اس کے ہم خیال لوگ بھاگے ہوئے آئے، اٹھا کر اسے کمرے میں لے گئے اور دفن کر دیا۔ پھر پوچھنے لگے ''اسے کس نے قتل کیا ہے؟ واللہ اگر ہمیں پتہ چل جائے تو ہم اسے قتل کر دیں۔'' اسے واقدی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 178 حضرت عمیر بن امیہ رضی اللہ عنہ کی بہن رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیتی تھی۔ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن کو قتل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا خون رائیگاں قرار دے دیا۔

عَنْ عُمَيْرِ بْنِ اُمَيَّةَ رضي الله عنه اَنَّهُ كَانَتْ لَهُ اُخْتٌ فَكَانَ اِذَا خَرَجَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ آذَتْهُ فِيْهِ وَ شَتَمَتِ النَّبِيَّ ﷺ وَ كَانَتْ مُشْرِكَةً فَاشْتَمَلَ لَهَا يَوْمًا عَلَى السَّيْفِ ثُمَّ اَتَاهَا فَوَضَعَهُ عَلَيْهَا فَقَتَلَهَا فَقَامَ بَنُوْهَا فَصَاحُوْا وَ قَالُوْا قَدْ عَلِمْنَا مَنْ قَتَلَهَا اَفَتُقْتَلُ اُمُّنَا وَ هٰؤُلَاءِ قَوْمٌ لَهُمْ آبَاءٌ وَ اُمَّهَاتٌ مُشْرِكُوْنَ فَلَمَّا خَافَ عُمَيْرٌ رضي الله عنه اَنْ يَقْتُلُوْا غَيْرَ قَاتِلِهَا ذَهَبَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَاَخْبَرَهُ فَقَالَ ((اَقَتَلْتَ اُخْتَكَ ؟)) قَالَ : نَعَمْ ! قَالَ ((وَلِمَ ؟)) قَالَ : اِنَّهَا كَانَتْ تُؤْذِيْنِيْ فِيْكَ ، فَاَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ اِلٰى بَنِيْهَا فَسَأَلَهُمْ ، فَسَمَّوْا غَيْرَ قَاتِلِهَا ، فَاَخْبَرَهُمُ النَّبِيُّ وَاَهْدَرَ دَمَهَا . رَوَاهُ

[1] المغازی 1/174-175 بحوالہ الصارم المسلول ، الحدیث السابع ، صفحہ 102

الطَّبَرَانِيُّ ❶ (صحیح)

حضرت عمیر بن امیہ رضی اللہ عنہ کی ایک مشرکہ بہن تھی ، جب حضرت عمیر ، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضری کے لئے (گھر سے) نکلتے تو یہ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کو (باتوں سے) اذیت پہنچاتی ، نبی اکرم ﷺ کو گالیاں دیتی۔ ایک روز حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے تلوار لپیٹی ، بہن کے پاس آئے اور اسے قتل کردیا۔ اس عورت کے بیٹے کھڑے ہوگئے اور چیخنے چلانے لگے اور کہنے لگے ہمیں معلوم ہے اسے کس نے قتل کیا ہے؟ کیا ہماری ماں ان لوگوں کے ہاتھوں سے قتل ہوئی جن کے ماں باپ مشرک ہیں؟ جب حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کو خدشہ محسوس ہوا کہ یہ لوگ میری بجائے کسی اور کو قتل نہ کردیں تو حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ کہہ سنایا۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا ''کیا تو نے اپنی بہن کو قتل کیا ہے؟'' حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''ہاں!'' آپ ﷺ نے پھر دریافت فرمایا ''تو نے اسے کیوں قتل کیا ہے؟'' حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ''یہ آپ ﷺ کو گالیاں دیتی تھی جس سے مجھے تکلیف ہوتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے عورت کے بیٹوں کی طرف آدمی بھیج کر قاتل کا نام دریافت فرمایا تو انہوں نے حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کی بجائے کسی اور کا نام لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں صحیح قاتل کا نام بتایا اور اس عورت کا خون رائیگاں قرار دیا۔ اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 179 گستاخ رسول یہودی ابن سبینہ کو حضرت محیصہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے قتل کیا اور اپنے حقیقی بھائی حویصہ بن مسعود کو بھی ایسی گستاخی کرنے پر قتل کرنے کی دھمکی دی۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : فَلَمَّا قُتِلَ كَعْبٌ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ ظَفِرْتُمْ بِهِ مِنْ رِجَالِ يَهُوْدِ فَاقْتُلُوْهُ)) فَوَثَبَ مُحَيِّصَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ عَلَى ابْنِ سَبِيْنَةَ رَجُلٌ مِنْ تُجَّارِ يَهُوْدِ ، كَانَ يُلَابِسُهُمْ وَ يُبَايِعُهُمْ ، فَقَتَلَهُ وَ كَانَ حُوَيِّصَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ إِذْ ذَاكَ لَمْ يُسْلِمْ ، وَ كَانَ أَسَنَّ مِنْ مُحَيِّصَةَ ، فَلَمَّا قَتَلَهُ جَعَلَ حُوَيِّصَةُ يَضْرِبُهُ وَ يَقُوْلُ : أَيْ عَدُوَّ اللّٰهِ ، قَتَلْتَهُ ، أَمَا وَاللّٰهِ لَرُبَّ شَحْمٍ فِيْ بَطْنِكَ مِنْ مَالِهِ ! قَالَ مُحَيِّصَةُ : فَقُلْتُ لَهُ : وَاللّٰهِ لَقَدْ أَمَرَنِيْ بِقَتْلِهِ مَنْ لَوْ أَمَرَنِيْ بِقَتْلِكَ لَضَرَبْتُ عُنُقَكَ ، قَالَ : آللّٰهُ لَوْ أَمَرَكَ بِقَتْلِيْ لَقَتَلْتَنِيْ

❶ مجمع الزوائد ، تحقيق عبدالله الدرويش ، الجزء السادس ، رقم الحديث 10570

؟ قَالَ : نَعَمْ وَاللّٰهِ لَوْ اَمَرَنِیْ بِقَتْلِکَ لَقَتَلْتُکَ ، قَالَ : وَاللّٰهِ اِنَّ دِیْنًا بَلَغَ بِکَ هٰذَا لَعَجَبٌ ، فَاَسْلَمَ حُوَیِّصَةُ . ذَکَرَهُ فِی الْاِسْتِیْعَابِ ❶

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں (جنگ بدر کے بعد) جب (رسول اللہ ﷺ کے حکم پر) کعب بن اشرف (یہودی) کو (توہین رسالت کے جرم میں) قتل کر دیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''یہودیوں میں سے جس کسی کو توہین رسالت کا مرتکب پاؤ، اسے قتل کر دو۔'' چنانچہ محیصہ رضی اللہ عنہ نے ایک یہودی تاجر ابن سینہ کو (توہین رسالت کے جرم میں) قتل کر دیا۔ اس وقت محیصہ یہودیوں کے ہاں آتا جاتا تھا اور ان کے ساتھ تجارت بھی کرتا تھا۔ حضرت محیصہ رضی اللہ عنہ کا بڑا بھائی حویّصہ بن مسعود ابھی اسلام نہیں لایا تھا اس نے اپنے بھائی کو مارنا پیٹنا شروع کر دیا اور کہنے لگا ''اے اللہ کے دشمن! کیا تو نے اس یہودی کو قتل کر دیا ہے حالانکہ اس کے مال سے کتنی چربی تیرے پیٹ میں ہے۔'' حضرت محیصہ رضی اللہ عنہ نے کہا ''اللہ کی قسم! اسے قتل کرنے کا حکم مجھے اس ذات نے دیا تھا کہ اگر وہ مجھے حکم دیں تجھے قتل کرنے کا تو میں تجھے بھی قتل کر دوں۔'' حویصہ نے تعجب سے کہا ''اگر محمد تجھے حکم دیں مجھے قتل کرنے کا تو کیا واقعی تو مجھے قتل کر دے گا؟'' حضرت محیصہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''ہاں، اللہ کی قسم! اگر وہ مجھے حکم دیں تو میں تجھے بھی قتل کر دوں گا۔'' حویصہ کہنے لگا ''اللہ کی قسم! یہ دین تو بہت خوب ہے جس نے تجھے اس جذبے سے سرشار کر دیا ہے۔'' اور حویصہ مسلمان ہو گیا۔ یہ واقعہ استیعاب میں ہے۔

مسئلہ 180 رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دینے والے مشرک کو رسول اکرم ﷺ نے خود قتل کروایا۔

عَنْ عِکْرَمَةَ رحمه الله مَوْلٰی ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ سَبَّهُ رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ فَقَالَ ((مَنْ یَکْفِیْنِیْ عَدُوِّیْ؟)) فَقَالَ الزُّبَیْرُ رضي الله عنه : اَنَا ، فَبَارَزَهُ الزُّبَیْرُ . فَقَتَلَهُ فَاَعْطَاهُ النَّبِیُّ ﷺ سَلَبَهُ . رَوَاهُ عَبْدُالرَّزَّاقِ فِی الْمُصَنَّفِ ❷

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مشرکوں میں سے ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ کو گالیاں دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''میرے دشمن سے کون نپٹے گا؟''

❶ باب حرف المیم ، رقم الحدیث 2554

❷ الجزء الخامس ، رقم الحدیث 9477

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''یا رسول اللہ ﷺ! میں نپٹوں گا۔'' چنانچہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اس مشرک سے دو دو ہاتھ کیے اور اسے قتل کر ڈالا۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو اس کا مال (بطور غنیمت) عطا فرمایا۔ اسے عبدالرزاق نے مصنف میں روایت کیا ہے۔

مسئلہ 181 ایک ملعونہ یہودیہ نے رسول اللہ ﷺ کو برا بھلا کہا تو صحابی نے اسے قتل کر دیا۔ رسول اکرم ﷺ نے یہودیہ کا خون رائیگاں قرار دے دیا۔

عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ اَنَّ يَهُوْدِيَّةً كَانَتْ تَشْتُمُ النَّبِيَّ ﷺ وَ تَقَعُ فِيْهِ فَخَنَقَهَا رَجُلٌ حَتّٰى مَاتَتْ فَأَبْطَلَ النَّبِيُّ ﷺ دَمَهَا. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ ❶ صحيح

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت نبی اکرم ﷺ کو برا بھلا کہا کرتی تھی اور آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرتی تھی۔ ایک آدمی نے اس کا گلا گھونٹا حتی کہ وہ مرگئی۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کا خون رائیگاں قرار دے دیا۔ اسے بیہقی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 182 حضرت عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ نے اپنے خاندان کی ایک گستاخ رسول ملعونہ کو جہنم رسید کرنے کی نذر مانی اور موقع ملتے ہی اپنی نذر پوری کر دی۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الْفَضْلِ رضی اللہ عنہ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عَصْمَاءَ بِنْتَ مَرْوَانَ مِنْ بَنِيْ اُمَيَّةَ بْنِ زَيْدٍ كَانَتْ تَحْتَ يَزِيْدَ بْنِ زَيْدِ بْنِ حُصَيْنٍ الْخَطْمِيِّ وَ كَانَتْ تُؤْذِى النَّبِيَّ ﷺ وَ تَعِيْبُ الْاِسْلَامَ وَ تُحَرِّضُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَ قَالَ عُمَيْرُ بْنُ عَدِيِّ الْخَطْمِيُّ رضی اللہ عنہ : حِيْنَ بَلَغَهُ قَوْلُهَا وَ تَحْرِيْضُهَا اَللّٰهُمَّ اِنَّ لَكَ عَلَيَّ نَذْرًا لَئِنْ رَدَدْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَاَقْتُلَنَّهَا وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِبَدْرٍ فَلَمَّا رَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ بَدْرٍ جَاءَ عُمَيْرُ بْنُ عَدِيٍّ فِيْ جَوْفِ اللَّيْلِ حَتّٰى دَخَلَ عَلَيْهَا فِيْ بَيْتِهَا وَ حَوْلَهَا نَفَرٌ مِنْ وُلْدِهَا نِيَامٌ مِنْهُمْ مَنْ تُرْضِعُهُ فِيْ صَدْرِهَا فَجَسَّهَا بِيَدِهٖ فَوَجَدَ الصَّبِيَّ تُرْضِعُهُ فَنَحَّاهُ عَنْهَا ثُمَّ وَضَعَ سَيْفَهُ عَلٰى صَدْرِهَا حَتّٰى اَنْفَذَهُ مِنْ ظَهْرِهَا ثُمَّ خَرَجَ حَتّٰى صَلَّى الصُّبْحَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ نَظَرَ اِلٰى

❶ ارواء الغليل 91/5 رقم الحديث 1251

عُمَیْرٍ ﷛ فَقَالَ ((أَقَتَلْتَ بِنْتَ مَرْوَانَ ؟)) قَالَ : نَعَمْ . بِاَبِیْ اَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ وَ خَشِیَ عُمَیْرٌ ﷛ اَنْ یَکُوْنَ افْتَاتَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ بِقَتْلِھَا فَقَالَ : ھَلْ عَلَیَّ فِیْ ذٰلِکَ شَیْءٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ ؟ قَالَ ((لَا یَنْتَطِحُ فِیْھَا عَنْزَانِ)) فَاِنَّ اَوَّلَ مَا سَمِعْتُ ھٰذِہِ الْکَلِمَۃَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ قَالَ عُمَیْرٌ : فَالْتَفَتَ النَّبِیُّ ﷺ اِلٰی مَنْ حَوْلَہٗ فَقَالَ ((اِذَا اَحْبَبْتُمْ اَنْ تَنْظُرُوْا اِلٰی رَجُلٍ نَصَرَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ بِالْغَیْبِ فَانْظُرُوْا اِلٰی عُمَیْرِ بْنِ عَدِیٍّ ﷛)) فَلَمَّا رَجَعَ عُمَیْرٌ ﷛ مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَجَدَ بَنِیْھَا فِیْ جَمَاعَۃٍ یَدْفِنُوْنَھَا فَاَقْبَلُوْا اِلَیْہِ حِیْنَ رَأَوْہُ مُقْبِلًا مِنَ الْمَدِیْنَۃِ فَقَالُوْا : یَا عُمَیْرُ ((اَنْتَ قَتَلْتَھَا)) فَقَالَ : نَعَمْ . فَکِیْدُوْنِ جَمِیْعًا ثُمَّ لَا تَنْظُرُوْنِ . وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْقُلْتُمْ بِاَجْمَعِکُمْ مَا قَالَتْ لَضَرَبْتُکُمْ بِسَیْفِیْ ھٰذَا حَتّٰی اَمُوْتَ اَوْ اَقْتُلَکُمْ فَیَوْمَئِذٍ ظَھَرَ الْاِسْلَامُ فِیْ بَنِیْ خُطَمَۃَ وَ کَانَ مِنْھُمْ رِجَالٌ یَسْتَخْفُوْنَ بِالْاِسْلَامِ خَوْفًا مِنْ قَوْمِھِمْ . ذَکَرَہُ الْوَاقِدِیُّ [1]

حضرت عبداللہ بن حارث بن فضیل رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ عصماء بنت مروان، جو بنی امیہ بن زید خاندان سے تعلق رکھتی تھی اور یزید بن زید بن حصین خطمی کی بیوی تھی، یہ نبی اکرم ﷺ کو ایذا پہنچاتی، اسلام پر عیب جوئی کرتی اور لوگوں کو نبی اکرم ﷺ کے خلاف ابھارتی۔ عمیر بن عدی خطمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ”جب اس عورت کے یہ اشعار اور نبی اکرم ﷺ کے خلاف ترغیب مجھ تک پہنچی تو میں نے نذر مان لی کہ اے اللہ! اگر تو نے اپنے رسول ﷺ کو مدینہ لوٹا دیا تو میں اس عورت کو ضرور قتل کروں گا۔ اس روز رسول اللہ ﷺ بدر میں تھے جب رسول اللہ ﷺ واپس آئے تو عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ رات کی تاریکی میں اس کے گھر میں داخل ہو گئے۔ اس وقت اس کے اردگرد اس کے بچے سوئے ہوئے تھے جن میں سے ایک کو وہ اپنا دودھ پلا رہی تھی جب اس نے اپنے ہاتھ سے چھو کر دیکھا تو اس کو لگا کہ وہ بچے کو دودھ پلا رہی تھی۔ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے بچہ اس سے علیحدہ کیا اور تلوار اس کے سینے پر رکھی اور اس کے پیٹ کے پار اتار دی۔ پھر وہ وہاں سے نکلے اور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی۔ نبی اکرم ﷺ جب نماز سے فارغ ہوئے اور عمیر رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا تو فرمایا ”تو نے مروان کی بیٹی کو قتل کر دیا ہے؟“ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے

[1] الصارم المسلول، رقم الصفحۃ 95-96

جواب دیا ''جی ہاں، اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔'' حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کو ڈر محسوس ہوا کہ کہیں اس کے قتل کی وجہ سے اللہ کے رسول ناراض نہ ہوں۔ انہوں نے کہا ''اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا اس کا مجھ پر کوئی گناہ تو نہیں ہے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا ''اس بارے میں کوئی دو رائے نہیں۔'' میں نے رسول اللہ ﷺ کی زبان سے یہ محاورہ پہلی مرتبہ سنا تھا۔ عمیر کہتے ہیں: پھر نبی اکرم ﷺ اپنے اردگرد بیٹھے ہوئے لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ''اگر تم کسی ایسے آدمی کو دیکھنا پسند کرو جس نے غیب میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نصرت کی ہے تو عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ کو دیکھ لو۔ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت سے واپس لوٹے تو اپنے بیٹوں کو لوگوں کی ایک جماعت کے ساتھ مل کر اسے دفن کرتے ہوئے پایا، جب ان لوگوں نے انہیں مدینہ کی جانب سے آتے ہوئے دیکھا تو ان کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا ''اے عمیر! کیا تم نے اسے قتل کیا ہے؟'' حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ''ہاں! چاہو تو تم سب میرے خلاف تدبیر کرلو اور مجھے کوئی مہلت نہ دو۔ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر تم سب بھی وہی بات کہو جو اس نے کہی تھی تو میں تم سب کو اپنی تلوار سے قتل کردوں گا یا خود مر جاؤں گا۔'' یہی وہ دن تھا کہ بنو خطمہ قبیلے میں اسلام غالب ہوا، ورنہ ان میں ایسے لوگ بھی تھے جو اپنی قوم کے ڈر سے اسلام کو چھپاتے تھے۔ واقدی نے المغازی میں یہ واقعہ بیان کیا ہے۔

مسئلہ 183 رسول اللہ ﷺ کا مذاق اڑانے والوں پر دنیا اور آخرت، دونوں جگہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور ان کے لئے جہنم میں رسوا کن عذاب ہوگا۔

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا ۝﴾ (57:33)

''جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دیتے ہیں ان پر اللہ نے دنیا اور آخرت میں لعنت فرمائی ہے اور ان کے لئے رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (سورۃ الاحزاب، آیت نمبر 57)

تَفہِیمُ السُّنَّۃ

کے

مطبوعہ حصے

1. توحید کے مسائل
2. اتباع سنت کے مسائل
3. طہارت کے مسائل
4. نماز کے مسائل
5. جنازے کے مسائل
6. درود شریف کے مسائل
7. دعاء کے مسائل
8. زکوٰۃ کے مسائل
9. روزوں کے مسائل
10. حج اور عمرہ کے مسائل
11. جہاد کے مسائل
12. نکاح کے مسائل
13. طلاق کے مسائل
14. جنت کا بیان
15. جہنم کا بیان
16. شفاعت کا بیان
17. قبر کا بیان
18. علامات قیامت کا بیان
19. قیامت کا بیان
20. دوستی اور دشمنی
21. فضائل قرآن مجید
22. تعلیمات قرآن مجید
23. فضائل رحمۃ للعالمین ﷺ
24. حقوق رحمۃ للعالمین ﷺ
25. مساجد کا بیان (زیر طبع)